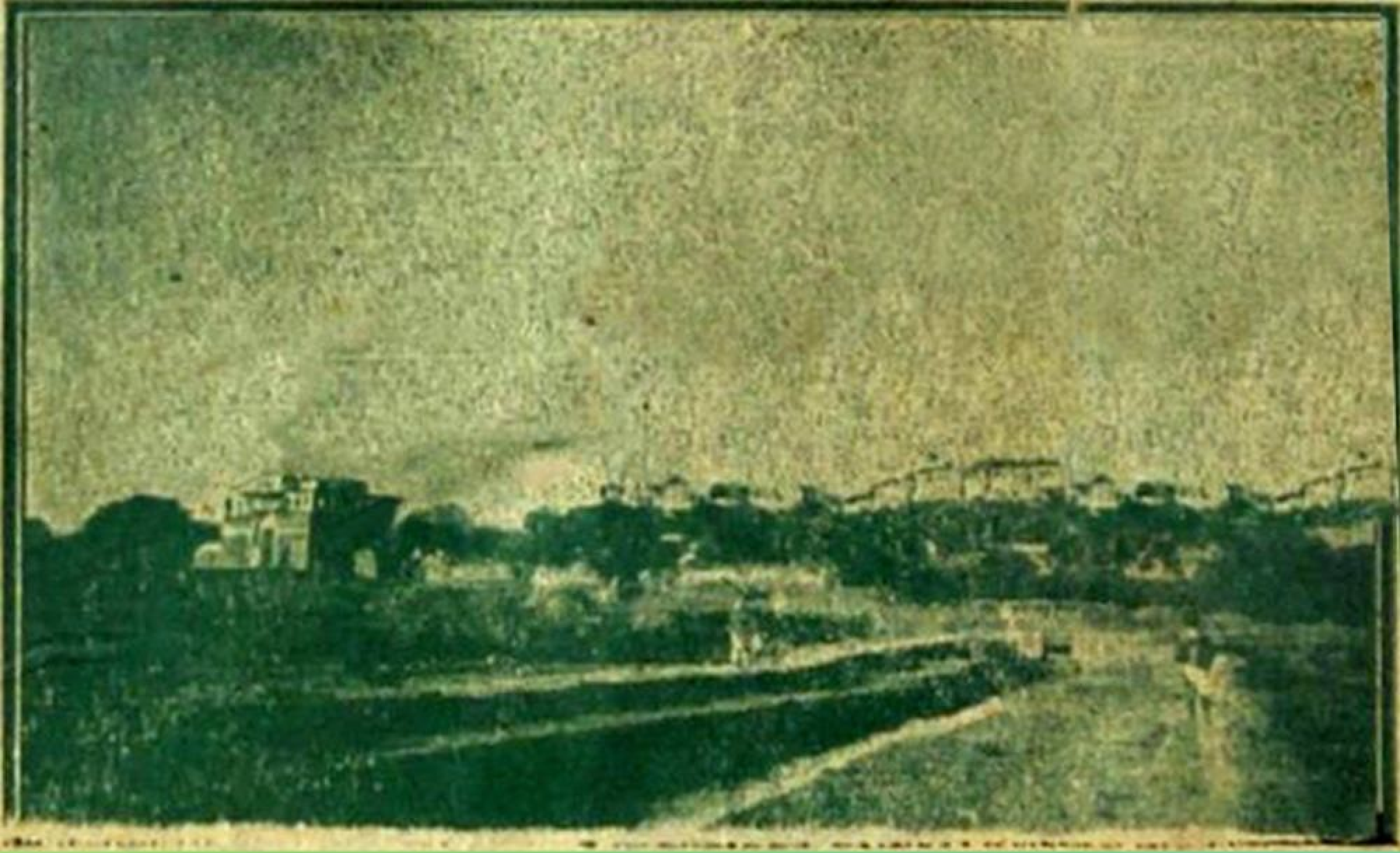

نظام آباد (دکن)

از

غلام احمد وکیل

002 www.taemeernews.com

ولقد علمنا المستقدمین منکم ولقد علمنا المستاخرین ۵

اور ہم تم میں سے آگے بڑھنے والوں کو خوب جانتے ہیں۔ اور ہم پیچھے رہنے والوں کو بھی خوب جانتے ہیں

نظام آباد دکن

ماضی و حال

کے تاریخی حالات

سنہ ۳۲۳ فصلی م ۹۱۵ عیسوی ۔ ۱۳۴۷ فصلی م ۱۹۳۸ عیسوی

مصنفہ
غلام احمد نابطی وکیل

مطبوعہ مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن
طبع اول ۵۰۰

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

www.taemeernews.com

قیمت

خاص قیمت

(۱) صاحبان تذکرہ معزز طبقہ امرا۔ جاگیرداران اور افسران اعلیٰ سررشتہ ملک سرکار عالی سے (عـہ)

(۲) صاحبان تذکرہ عہدہ داران دفاتر سرکار عالی سے (عہ)

(۳) صاحبان تذکرہ سے (ـــہ)

عام قیمت

عوام سے (عـہ) علاوہ محصولڈاک

تصدیق قیمت خاص

اس کتاب کی خاص قیمت ( ) الفاظ میں ( ) روپیہ

عالیجناب

دفتر

سے

شکریہ کے ساتھ وصول ہوئی فقط المرقوم ۱۳ اف

مصنف

جس کتاب پر مصنف کی دستخط نہ ہو وہ مسروقہ متصور ہوگی۔
مصنف

www.taemeernews.com

انتساب

اس کتاب کو محترم مرزا محمد بیگ صاحب
کے نام سے معنون کرتا ہوں نہ صرف اسلئے
کہ مرزا صاحب نے مجھکو تاریخ نظام آباد لکھنے
کیلئے توجہ دلائی۔ بلکہ نظام آباد کی نشاتِ ثانیہ
آپ کی انتہائی کاوشوں کی مرہون منت ہے فقط

المرقوم امرداد ۱۳۴۸ ف

خاکسار

غلام احمد

005 www.taemeernews.com

صحت نامہ - ناظرین سے انتہائی شرمندگی کے ساتھ درخواست کیجاتی ہے کہ اولاً کتاب کی غلطیوں کو درست فرمالیا جائے تاکہ میرے لئے باعث تشکر ہو جائے۔

صفحہ / سطر	غلط	صحیح	صفحہ / سطر	غلط	صحیح
۳/۱۸	پانگڑہ	پانگرہ	۴۶/۳	مسر سواجی راؤ	مسٹر سواجی راؤ
۴/۶	کنا سمندرم	کونا سمندرم	۴۷/۱	خرچ	خارج
۵/۹	مولسرہ	موسرہ	۴۹/۱۵	اس سے	اس لئے
۹ نقشہ خانہ	ملازمین نرخ	ملازمین فوج	۵۲/۲	تعلقہ کاماریڈی کے مضافات	تعلقہ بارڈی کے مواضعات
۹ خانہ ۱۰	وکلاء و ڈاکٹری	وکلاء و اطباء وغیرہ	۵۵/۱۴ و ۱۶	کورٹ گیر	کوٹ گیر
۱۰/۱	۵۲ -	۵۲ء	۵۸/۱۱	تعلقداری	ضلعداری
۱۲/۱۶	۱۳۲۵ ف	۱۳۳۵ ف	۶۱/۷	۴۰۶۶۴۴۵	۲۰۶۶۴۴۵
۱۷/۱	درلمی	درکمی	۶۵/۱۹	۹۲ بغایۃ ۱۳۱۵ف	۹۲ سنہ بغایۃ ۱۳۰۵ف
۱۸/۱	منہ	سنہ	۸۱ حاشیہ ۳	صدے	صدا سے
۲۰ حاشیہ ۲	مانک واڑی	نانک واڑی	۸۱/۱۰	عدالت ضلع کی مغربی سمت	عدالت ضلع کی شرقی سمت
۲۱/۱۵	قلعہ و عمارت	قلعہ و عمارت	۸۵/۱۹	تخم نیشکر نمبر (۲۹۰)	تخم نیشکر (۲۹۰)
۲۳/۱	وحید منور خاں	محمد منور خاں	۸۶/۵	مزرعہ کو امپیریل ریسرچ	مزرعہ کو آزمائش نیشکر کیلئے امپیریل ریسرچ
۱۱/۵	درکار ہیں	درکار ہے	۸۶/۱۸	ناظم بندوبست	ناظم زراعت
۲۶/۳	دیکھتے ہیں اس بیان	دیکھتے ہیں کہ اس بیان	۸۸/۴	مزرعہ امداد۔	مزرعہ امدادی
۳۶/۴	اندرا پورا کہا۔	اندرا پور رکھا	۱۱۳/۴	۶۰۰ فرلانگ	۶ فرلانگ
۴۰/۵	تحقیق میں نہیں آتی	تحقیق میں نظر نہیں آتی			

www.taemeernews.com

صفحہ / سطر	غلط	صحیح	صفحہ / سطر	غلط	صحیح
۱۱۴ / ۱۷	کارگذار ہے	کارگذار رہے	۱۹۷ / ۶	مذہب	مذاہب
۱۱۶ / ۱۴	۱۳۲۸ف	۱۳۲۱ف	۱۹۸ / ۴	یاؤسیلان	یاؤ سیلان
۱۱۸ / ۸	احمد بن شبر	حامد بن شبیر	۲۰۰ / ۹	ناگاری	ناگاچاری
۱۲۷ / ۱	کنحیاں	کنجیاں	۲۰۳ / ۶	کتب خنہ	کتب خانہ
۱۲۷ / حاشیہ ۵	حلہ	جلسہ	۲۱۶ / ۱۷	سالاری کا فزعہ	سالاری کا قرعہ
۱۲۹ / ۵	ہر وقت	بروقت	۲۲۵ / ۲	صنعی	صنعتی
۱۳۳ / ۴	آدمی	آدی	۲۲۵ / ۱۰	مدرگار	مددگار
۱۴۸ / ۱۲	۱۹۳۹ء	۱۶۶۷ء	۲۲۶ / ۲	۳۹ف	۴۵ف
۱۶۰ / ۷	بندبانی	بیدبانی	۲۲۷ / ۱۷	دریاہال	دربارہال
۱۶۲ / ۱۰	یہ ایک عالم طور پر	یہ بات عام طور پر	۲۲۷ / ۵	لاہوا	ملا ہوا
۱۶۲ / ۱۱	اپنے تنزلی و اختتام	اپنے ترقی و اختتام	۲۲۹ / ۱۳	ترہیم	ترمیم
۱۶۳ / ۱۶	مدارالمہام ریاست	مدارالمہام سلطنت	۲۳۳ / ۹	مشرقی	مغربی
۱۶۶ / ۱	۱۳۸۰ف	۱۲۸۰ف	۲۳۳ / ۱۰	مغربی	مشرقی
۱۶۸ / ۲۰	یکساں جاری ہی	یکساں جاری رہے	۲۳۶ / ۱۸	آعاز	آغاز
۱۷۲ / ۱۱	(۱۵) نکٹ چند	(۱۵) بنکٹ چند	۲۳۷ / حاشیہ ۳	تجھے	مجھے
۱۷۴ / حاشیہ	انجارج مجلس	انجارج محبس	۲۳۸ / ۹	محفوطہ	محفوظ
۱۸۴ / ۳	باب ۵	باب ۱۵	۲۳۹ / ۱۱	پرنس	پرنسس
۱۸۷ / ۵	مفادر	منادر	۲۴۱ / ۱۷	یاپنا	پلی ۔ یا پیسا
			۲۵۴ / ۶	عہددان	عہدہ داران

007 www.taemeernews.com

فہرست ابواب

حصہ	ابواب	مضمون	صفحہ
حصہ اول مراتب ابتدائی	باب ۱	وجہ تصنیف	17
		حالات جغرافی	26
	باب ۲	تاریخ قدیم	35
	باب ۳	تقسیم ضلعبندی	68
حصہ دوم انتظام مال	باب ۴	مالگزاری اراضی	82
		حالات تعلقداران ضلع	91
	باب ۵	زراعت	109
	باب ۶	آبپاشی و تعمیرات	114
		نظام ساگر	120
	باب ۷	جنگلات	133
	باب ۸	کروڑگیری	139
حصہ سوم انتظام مملکت	باب ۹	عدالت	142
	باب ۱۰	پولیس	147
حصہ چہارم امور عامہ	باب ۱۱	تعلیمات	156
		کتب خانہ	167

008 www.taemeernews.com

فہرست ابواب

حصہ	ابواب	مضمون	صفحہ
حصہ چہارم امورِ عامہ	باب ۱۲	صنعت وحرفت	171
		کارخانہ شکرسازی	178
		مدرسہ صنعت وحرفت	182
	باب ۱۳	تجارت	187
	باب ۱۴	طبابت وحفظان صحت	194
		دارالمجذومین	200
	باب ۱۵	ٹپہ خانہ	209
حصہ پنجم متفرق	باب ۱۶	معابد ومقابر	212
	باب ۱۷	شعور عامہ یعنی بیداری	228
	باب ۱۸	عمارات عامہ	261
	باب ۱۹	تفریح گاہیں	262
	باب ۲۰	مشاہیر	274
		تصاویر	293

www.taemeernews.com

پیش لفظ

از

جناب معظم عبدالمجید صاحب صدیقی

پروفیسر تاریخ جامعہ عثمانیہ

دکن ایک تاریخی سرزمین ہے۔ قدیم زمانے میں دکشن یا دکشنا پتھ کی اصطلاح میں وہ تمام ملک شامل تھا جو ہندھیاچل سے راس کماری تک پھیلا ہوا ہے یعنی جنوب کاویری کے علاقے جنکو ہم تامل اور کیرلا کہتے ہیں اس سے علحدہ نہ تھے۔ لیکن قرون وسطیٰ میں جب مسلمان فاتحوں نے یہاں اپنا علم نصب کیا دکشن کے معنی بہت بدل گئے اور اب دکن صرف اس سرزمین کو کہتے ہیں جو شمال میں بالاگھاٹ سے شروع ہو کر دریائے تنگبھدرا یا زیادہ سے زیادہ دریائے کاویری پر ختم ہو جاتی ہے گویا دکن اس سطح مرتفع کا نام ہے جو اپنی مختلف بلندیوں کے ساتھ بالاگھاٹ سے تنگبھدرا اور مشرقی اور مغربی گھاٹوں کے درمیان پھیلی ہوئی ہے اور یہ وہی سرزمین ہے جس پر آج سلطنت آصفیہ کا مقدس پرچم لہراتا ہے۔ اگرچہ دیکھنے کو اس کا دائرہ محدود معلوم ہوتا ہے لیکن اس کی تاریخی وسعت بہت ہے اس میں صدیوں کی تاریخ چھپی ہوئی ہے

www.taemeernews.com

جوں جوں قدیم آثار اور تاریخی شواہد آنکھوں کے سامنے آرہے ہیں معلوم ہوتا ہے قبل تاریخی زمانے سے عہد حاضر تک اس ملک نے تاریخ و تمدن کی بڑی خدمت کی اور ہر زمانے میں اپنے گہرے نقوش چھوڑے بعض نشانیوں سے ایسے زمانے کا بھی پتہ چلتا ہے جو ہم سے ہزاروں سال پیچھے تھا اور اس میں ایسی قوم بستی تھی جن کے انسانی اور سماجی خد و خال ابھی علمی گرفت سے باہر ہیں۔ لیکن اس تاریکی کے باوجود یہ ماننا پڑتا ہے کہ قبل تاریخی زمانے میں بھی یہاں ایک یا کئی قومیں ایسی بستی تھیں جو اس ملک کی عمرانی خدمت کرتی تھیں۔

لیکن اس ملک کی تاریخ اس وقت سے شروع ہوتی ہے جبکہ دراوڑی قوموں نے یہاں تمدن کے دیئے روشن کئے دکن اصل میں دراوڑی قوموں کا گہوارہ ہے یہاں قدیم زمانے سے یہی قومیں آباد تھیں اور بعض آریوں کی وجہ سے شمال کو خیرباد کہہ کے یہاں آکر بس گئیں قبل مسیح زمانہ جبکہ دراوڑی قوموں کا ایک نیا سیلاب شمال سے دکن آیا ہے بہت تلاطم خیز تھا کیونکہ اس وقت ان قوموں کی بقا کا سوال تھا اسی امن میں ان لوگوں نے آریوں کے مقابلہ میں اپنے کو زندہ رکھنے کی کوشش کی چھوٹی اور بڑی راجدھانیاں قائم کیں جو ان کے بچاؤ کے لئے ضروری تھیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے جس قوم نے سب سے پہلے دکن کی سیاسی و تمدنی رہنمائی کی وہ کنڑی قوم ہے۔ یہی قوم سب سے پہلے کرناٹک سے اٹھی اور تمام دکن کے منتشر اجزا کو یکجا کر کے بڑی سلطنتیں قائم کیں۔ اس سے

011 www.taemeernews.com

نہ صرف ان قوموں کی حفاظت ہوئی بلکہ ملک کی تمدنی خدمت ہوئی۔ چنانچہ قبل مسیح دور میں آندھرا خاندان اور چھٹی صدی عیسوی سے چالوکیہ اور راشٹرکٹ خاندانوں نے اپنا علم نصب کیا اور ان کے زوال کے بعد ان کے کئی پسماندگان اور صوبہ داروں نے ان کی خوشہ چینی کی۔ یہ تمدنی مرکز سطح مرتفع دکن کے ہر گوشہ میں پائے جاتے ہیں۔

جب تیرہویں صدی کے آخری عشرہ میں مسلمان حملہ آور اور فاتح یہاں آئے تو ان کے ساتھ ایک نیا ذہنی اور سیاسی انقلاب آیا جس نے چودہویں صدی میں اس ملک کی کایا پلٹ کردی۔ اس کو دکن کا عہد آفریں زمانہ کہنا چاہئے جبکہ مسلمانوں نے یہاں اپنے جدید اصول معاشرت و سیاست کے ساتھ اپنی سلطنتیں بنائیں اور ان کے ذریعے دکن کی غیر معمولی علمی و تمدنی خدمت کی۔ گہری نظر سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نئے تمدن کی زمیں دوز نہریں نہایت سرعت کے ساتھ دکن کے طول وعرض میں پھیل گئیں اور دو ایک صدی کے اندر اس کی سیاست اور معاشرت کو ایسا متاثر کیا کہ اس کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے۔ پہلے بہمنی سلطنت قائم ہوئی جو تمام دکن پر چھا گئی اور اس نے دکن کے تمام جغرافیوں اور قومیتوں کو متاثر کیا اور یہ عجیب اتفاق ہے کہ جب سلطنت بہمنی کا شیرازہ بکھرا تو اس کے مختلف اجزا چھوٹی سلطنتوں

www.taemeernews.com

کی صورت میں دکن کے مختلف صوبوں میں رہ گئے اور اپنی مربی سلطنت کے نقش قدم پر چلنے لگے چنانچہ ان کے مرکز جہاں تمدن کی صدہا نشانیاں پائی جاتی ہیں۔ برار۔ مہاراشٹر۔ کرناٹک اور تلنگھانے میں موجود ہیں۔ اور پچھلا زمانہ یاد دلاتے ہیں۔

سترہویں صدی سے دکن میں پھر ایک نیا سیلاب آیا جس کے پیچھے پیچھے مغل شہنشاہ تھے۔ اگرچہ ان فاتحوں کا دیرینہ منصوبہ یہ تھا کہ دکن کو بھی شمالی شہنشاہیت میں ضم کریں لیکن یہ ایسا پورا نہیں ہوا جیسا وہ چاہتے تھے اکبر و شاہجہاں صرف شمالی دکن کو مسخر کر سکے اور مغل عملداری قائم کی اورنگ زیب نے جس کا فاتحانہ جذبہ اس کے پیشروؤں سے کہیں زیادہ تھا جنوبی دکن کو بھی مسخر کر لیا لیکن یہ عالمگیری فتوحات زیادہ دیرپا ثابت نہیں ہوئیں۔ شہنشاہ کے انتقال کے بعد ہی ان فتوحات کا شیرازہ بکھرنے لگا۔ لیکن ہم اس بات کو فراموش نہیں کر سکتے کہ مغل سیلاب کے ساتھ سیاست و معاشرت کی جو جدید تحریکیں آئیں تھیں وہ دکھنی تمدن میں بہت کچھ جذب ہو گئیں ان تحریکوں کے بھی جدید مرکز پیدا ہو گئے جہاں مغل شہنشاہوں اور ان کے

013 www.taemeernews.com

سپہ سالاروں نے اپنا پڑاؤ ڈالا تھا وہ بھی آج تمدن کے بڑے مخزن ہیں اور شمال سے لیکر جنوب تک ہر جگہ پائے جاتے ہیں اور اس کا اثر دور دور تک محسوس ہوتا ہے ارباب سیاست کے علاوہ علما، شعرا اور صوفیہ کا ایک جگمگھٹا تھا جو قدیم اور جدید مسلمان فاتحوں کے ساتھ آیا اور دکن کے ہر حصہ میں پھیل گیا۔ ان کے بوسیدہ در و دیوار اور مقبرے تمدن کے بڑے مرکز ہیں مغل یورشوں کا ایک بڑا نتیجہ موجودہ سلطنت آصفیہ بھی ہے جو اس وقت پرانی اور نئی آب و تاب کے ساتھ قائم ہے اور قدیم اور جدید دونوں تمدنوں کا سنگم ہے۔ اس سلطنت ابد مدت نے ایک طرف قدیم تمدن کی حفاظت کی تو دوسری طرف جدید تمدن کے لیئے دروازہ کھول دیا اور اس کی بدولت آج دکن میں کئی تمدنی مرکز قائم ہو گئے اور ہو رہے ہیں۔

تاریخ دکن کے اس سرسری مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا ہر زمانہ تاریخی تھا اور ہر دور میں تاریخ و تمدن کے بڑے بڑے مرکز پیدا ہو گئے جن سے آس پاس کی زمینیں اور آبادیاں سیراب ہوئیں اور یہ تمام سطح مرتفع دکن پر پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ کچھ قبل اسلامی زمانے کے ہیں اور کچھ مسلمانوں کے پیدا کئے

014 www.taemeernews.com

ہوئے ہیں۔ اور ان کے آثار جن میں قلعے محل مساجد و منادر، مقبرے سب ہی طرح کی چیزیں ہیں اپنے زمانہ کی یاد تازہ کرتی ہیں۔ یہ کہنا مبالغے سے خالی نہیں ہے کہ سلطنت آصفیہ کے طول و عرض میں اسوقت جو تاریخی مقامات پائے جاتے ہیں۔ شاید ہندوستان کے کسی ایک خطے میں اتنے نہ ملیں ان میں اکثر مقامات ایسے ہیں جو ایک زمانے میں خود راجدھانیاں تھیں۔ بعض مقامات ایسے ہیں جو صوبہ داروں اور مقامی عہدہ داروں کے مستقر تھے اور بعض علماء، و فضلا اور صوفیہ کے مسکن و مامن تھے جن کے حلقوں میں صدہا طلبہ اور عقیدتمند جمع ہوتے اور علمی و روحانی فیض پاتے تھے ان کو تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ یہ اہل تاریخ کا فرض ہے کہ ایسے تمام مقامات کو جہاں تاریخ کے خزانے چھپے ہوئے ہیں روشنی میں لائیں اور آنکھوں سے اوجھل نہ ہونے دیں۔

ملک کے بعض ہمدردوں نے جن کو تاریخ کا صحیح ذوق تھا ایسے تاریخی مقامات کو روشنی میں لانے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ قاضی قطب اللہ صاحب نے تاریخ بیڑ اور عبدالرزاق صاحب نے تذکرہ نرمل۔ منشی امیر حمزہ صاحب نے تاریخ کولاس اور تاریخ قندہار۔ مولوی عبدالوہاب

015 www.taemeernews.com

صاحب عندلیب نے حالات بیدر۔ اور نواب فرامرز جنگ بہادر نے تاریخ اودگیر لکھی اور نواب صاحب موصوف کے ایما سے مولوی عبدالرحیم خاں صاحب نے مرقع کرناٹک ترتیب دیا جس میں تمام کرناٹک کے حالات ہیں اس میں کوئی شک نہیں کہ ان تاریخوں سے بہتیرا تاریخی مواد جمع ہوگیا اور ہمیں ان مورخوں کا ممنون ہونا چاہئے۔ لیکن ابھی بہت کام باقی ہے ابھی بیسیوں مقامات ضلعے اور تعلقے ایسے ہیں جن کی تاریخ روشنی میں آنی چاہئے تاکہ دکن کی گزشتہ عظمت آنکھوں کے سامنے آئے اور اس کی روشنی میں مستقبل کا صحیح اندازہ ہوسکے بڑی خوشی کی بات ہے کہ مولوی غلام احمد صاحب ناطقی وکیل نے نظام آباد دکن کے نام سے ضلع نظام آباد کا ایک اچھا تاریخی مرقع ترتیب دیا ہے جو ہر طرح قابل قدر ہے۔ یہ ایک اچھے مورخانہ انداز میں ترتیب دیا گیا ہے جو ایک گیڈ اور گزیٹیر سے بہت زیادہ ہے اس میں نظام آباد سے متعلق جغرافی اور تاریخی مواد کے علاوہ سیاسی۔ معاشی۔ معاشرتی علمی اور تعمیری غرض ہر قسم کے معلومات جمع ہیں اور میری دانست میں اس سے پہلے کسی مقام کا ایسا جامع مرقع شائع نہیں ہوا۔ اس مرقع سے پہلے کسی کو خیال نہ تھا کہ نظام آباد میں اس قدر تاریخ چھپی ہوئی ہے اور یہ اپنے

016 www.taemeernews.com

لایق باشندوں اور بیدار مغز عہدہ داروں کی رہنمائی کی بدولت اس قدر ترقی پذیر ہے اور یہ اندازہ ہوتا ہے کہ پچھلے دس بیس سال کے دوران میں اس ضلع نے بہت ترقی کر لی اور اس کی خوش آیند ترقیاں اس بات کی شاہد ہیں کہ نظام آباد آگے چلکر ایک بڑا شہر ہو جائے گا ...... غلام احمد صاحب کی جستجو اور تلاش قابل داد ہے اور اس بات کا ثبوت ہے کہ مولوی صاحب ایک اچھے مورخ ہیں۔ مجھے امید ہے کہ ...... صاحب موصوف سے دوسروں کی رہنمائی ہوگی۔

صدیقی
حمایت نگر روڈ۔ حیدر آباد دکن
۱۵ مئی سنہ ۱۹۴۰ء
۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۵۹

www.taemeernews.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وجہ تصنیف

قابل تعریف تو وہی ایک ذات تعالیٰ (سبحانہٗ) ہے جس کا میزان عدل اعمال کا صحیح توازن کرتا ہے اور جس نے تاریخ امم کو عالم کی فلاح و بہبود کیلئے آخری پیغام لانیوالے کے ذریعہ ہم تک پہونچایا تاکہ اہل بصیرت اُسکے نتائج پر غور و فکر کرکے راہ مستقیم پر چلیں ایسے پیغام لانے والے پر کائنات عالم کا درود اور سلام ———

دعائے خیر و برکت۔ اقبال و قوت اور جاہ و حشم خسرو دکن میر عثمان علیخان خلد اللہ ملکہٗ و سلطنتہٗ آصف سابع کے لئے جس کی بیدار مغزی و رعایا پروری سیاست و کیاست تاریخ عالم میں اپنی آپ نظیر ہے۔ امابعد۔

ضلع نظام آباد کو سلطنت آصفیہ کے پندرہ اضلاع پر جو امتیاز نظام ساگر و کارخانہ شکر سازی کی وجہہ سے حاصل ہے اوس سے یہاں کا حال و مستقبل نہایت شاندار نظر آرہا ہے یہی وجہہ ہے کہ ہر شخص یا توبغرض حصول معلومات فنی یا بغرض سیر و تفریح حدود ارضی نظام آباد میں داخل ہونے کا متمنی ہے۔

www.taemeernews.com

یہاں جب کوئی سیاح آتا ہے تو ماضی کے حالات و واقعات سے وہ قطعاً بے خبر رہتا ہے جس سے نہ تو اسکی سیاحت کا مقصد پورا ہوتا ہے اور نہ فنی معلومات میں کوئی مدد ملسکتی ہے اسیطرح جب کوئی عہدہ دار یا ملازم سرکار اپنی خدمت کا جائزہ لیتا ہے تو وہ یہ نہیں جانتا کہ ماضی کس رنگ میں گزرا۔
مستقبل کی ہر جہتی ترقیوں کے لئے ماضی کا پیش نظر رہنا بھی ضروری ہے تاکہ موجودہ اور آئندہ نسلیں اپنے اسلاف کے کارناموں کو دیکھیں و نیز ہر عہدہ دار اسپنے پیش رو کے حالات پر نظر ڈالکر غور کرے کہ ملک و مالک کی سچی خدمت گذاری کے لئے وہ کس بہت کو عملاً اختیار کریگا خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ہمارے **جلالت الملک خسرو دکن میر عثمان علیخان** خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ نے اس ضلع کے لئے خزانہ شاہی کے دروازے کھولدئے ہیں اور تقریباً چھ کروڑ روپیہ یہاں کی خوشحالی کی ضمانت میں خرچ ہوچکا ہے تو کیا ہر عہدہ دار پر یہ فرض عاید نہیں ہوتا کہ وہ اپنے پیش رو کے زمانہ کا فرمائی سے بہتر زمانہ اپنے لئے مہیا کرے؟ یہاں تک کہ تبادلہ کے بعد اسکے اچھے کارنامے اس کو زبان زد خلایق بنا رکھیں جو اسکی عین کامیابی کی دلیل ہے۔ علاوہ ازیں باشندگان نظام آباد پر بھی ایک فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ آگے بڑھیں اور جو کچھ انکی فلاح و بہبود کی خاطر عالم وجود میں آیا ہے اس سے خود استفادہ کرتے ہوئے دوسروں کو بھی

www.taemeernews.com

مستفید کریں۔ تاکہ وہ اپنے مالک حقیقی و مالک مجازی کے عملاً متشکور نظر آئیں۔ ان مقاصد کو پایۂ تکمیل تک پہونچانے کیلئے ضرورت ہے کہ کوئی معیار ترقی سامنے ہو کیونکہ ہر فریق یہی سمجھتا ہے "ہم آگے بڑھ رہے ہیں"۔

حالانکہ بسا اوقات ایسا نہیں ہوتا۔ اِس حقیقت کی کسوٹی یہی ہے کہ ماضی کا مقام معلوم کرلیا جائے۔ اور حال نظروں کے سامنے رہے۔ میں نے آجتک ہر فرد بشر کو یہی کہتے سنا کہ وہی تنہا مالک کا نیجا بہی خواہ اور ملک کی ترقی کا واحد علمبردار ہے۔ لیکن جب کبھی گہری نظر سے دیکھا تو مدعی کا ذرہ برابر حصہ ملک کی ترقی میں نظر نہ آیا۔ لہذا ضروری ہے کہ ہر ایسے مدعی کے روبرو شکستہ در و دیوار اُجڑے ہوئے کھنڈر زمین سے نکلے ہوئے ڈھیر اور مدفون خزانے رکھدیئے جائیں تاکہ وہ اس پر نظر ڈالکر اپنے ضمیر سے خود ہی سوال کرے کہ اسکا دعوٰی ترقی کس حد تک حق بجانب ہے اور زمانہ ماضی جسے وہ اپنے زعم باطل میں ناتراشیدہ بنجر دماغوں کی پیداوار سمجھ رہا ہے اس برقی روشنی کے زمانے سے بدتر تھا یا بہتر۔ اگر اسکو فی الحقیقت ماضی کے مقابل حال درخشاں اور امید افزا معلوم ہو تو بلاشبہ اسکے تمام دعاوی نہ صرف قابل تسلیم بلکہ وہ خود لائق ستائش ہے۔ اگر یہہ صورت حال نہیں تو اسکو ایک مرتبہ اپنی نئی روشنی کی ڈگریوں پر دو

بظاہر خیرہ کن اور یہ باطن قاطع بصارت، نیز دماغ کو معطل کر کے فلاح کی سد راہ ہیں) ماتم کرتے ہوئے ٹھنڈی صحت بخش اور منفعت رساں روشنی پیدا کرنے کی جستجو میں اپنی اعلیٰ تعلیم۔ و ذاتی قابلیت سے ہر جہتی ترقیوں کا ثبوت دینا چاہیئے۔ تاکہ دنیا دیکھ لے کہ ماضی کے مقابل حال بہتر ہے اور مستقبل بہترین رہیگا۔

جب کبھی کسی قوم نے منزل ترقی کی جانب رُخ کیا تو وہ تاریخ ماضی کی عینک لگا کر ہی آگے بڑھی۔ اور جب تک منزل مقصود پر نہ پہونچی دم نہ لی کیونکہ ماضی اسکے پیش نظر تھا۔ وہ یہہ محسوس کر رہی تھی کہ حال کو بہترین بنانے کیلئے آگے بڑھ کر ہی بلند ترین مقام حاصل کرنا ہوگا۔ شا ۱۳۱۱ف میں میرے والد حضرت محمد دستگیر نایطی (اللّٰھمّ اغفرو ارحم) سررشتہ داری عدالت ضلع نظام آباد پر آئے تو اسی سلسلہ میں نہ صرف تیس ۳۰ سال سے یہیں سرزمین نظام آباد پر سکونت پذیر ہوں۔ بلکہ آثار قرائین بتلاتے ہیں کہ جسطرح اپنے چھوٹوں اور بڑوں کو اسی خاک کے سپرد کر چکا ہوں شاید خود بھی اس زمین کا پیوند ہو کر رہوں۔ ایسی حالت میں جبکہ میرا دماغ گوشت پوست سب کچھ نظام آباد کی آب و ہوا اور غذا کے پرورش یافتہ ہیں تو مجھ پر یہہ فرض عاید ہوتا

021 www.taemeernews.com

تھا کہ میں حتی المقدور اپنے وطن کی کچھ نہ کچھ خدمت کروں مجھکو اس فرض کا احساس اور زیادہ ہوگیا۔ جبکہ محترم مرزا احمد بیگ صاحب نے ۱۳۴۰ف میں مجھسے فرمایا۔ "آپ کو نظام آباد کی تاریخ لکھنی چاہیئے" بس اسی تاریخ سے میں نے اس تاریخ کے لیے تاریخ ماضی کی ورق گردانی شروع کردی اور یہہ سمجھ کر قلم کو متحرک کیا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں منزل مقصود حاصل کرلوں گا۔ لیکن معلوم ہوا کہ خود غلط بود انچہ ما پنداشتیم

نواں سال ختم ہو رہا ہے مگر نظام آباد کی تاریخ ہنوز تاریخ ہلالی کا غرہ بنی ہوئی ہے۔ اور ہر ادھر دوڑ کے بعد جس کو میں اپنی انتہائی منزل سمجھکر ذرا دم لیتا ہوں اور غور کرتا ہوں تو اپنی محنت کو ابتدائی تاریخ کی منزل اول پر ہی پاتا ہوں۔ جس کے بعد اپنی بے ما ئیگی کا اعتراف کرکے تاریخ کا نام لیتے ہوئے شرماتا ہوں اس نتیجہ کے بعد میں نے قطعی ارادہ کرلیا تھا۔ کہ اب کبھی تاریخ کا نام نہ لونگا۔ لیکن مورخ کہلانے کا شوق جو دامنگیر ہوچکا تھا۔ اس لئے نفس امارہ نے نہ مانا اور مجھے اس کتاب کی اشاعت پر مجبور کردیا۔ چونکہ میرا نفس شروع ہی سے دماغی کاوشوں کے ذریعہ ناموری کا متمنی بنا ہوا ہے اسلئے مجھکو اس نے کہا کہ جو کچھہ مواد محنت شاقہ سے تونے

www.taemeernews.com

جمع کیا ہے اس کو شائع کردے تاکہ آئندہ مورخ کیلئے ایک نقش راہ ہو جائے۔ جس طرح کہ تیرے عزیز مرحوم محمد عبدالسلام نے "حالات نظام آباد" ۱۹۴۳ء میں شائع کیا تھا۔ جس سے تونے رہنمائی حاصل کی۔ یا تاریخ فرشتہ گلزار آصفی۔ تاریخ نزل دکو لاسں۔ رپورٹ ہائے محکمہ آثار قدیمہ وغیرہ سے تونے مدد لی اسی طرح ممکن ہے کہ آئندہ مورخ تیری ناچیز دماغی کاوشوں سے کچھ نہ کچھ حاصل کرہی لیگا۔ اور مزید معلومات کی فراہمی کا موقع اسکے ہاتھ آجائیگا۔" پس نفس کی اس آواز نے موجودہ مواد ایک مختصر سی کتاب کی صورت میں شائع کرنیکی جرأت مجھکو دلائی — (خدا میری غلطیوں اور گناہوں کو معاف کرے)

یہ حقیقت ہے کہ تاریخ کا لکھنا فرد واحد کا کام نہیں جبتک کہ ہر طرف سے دستگیری نہ ہو۔ پس سینکڑوں دماغوں کی چھینوں سے چھن کر وہ مکمل کہلا سکتی ہے اسلئے میری ہمت نہیں ہوئی کہ اس کتاب کو "تاریخ" کے زرین نام سے موسوم کروں۔ لہذا اس کتاب کو "نظام آباد" کے نام سے موسوم کرتے ہوئے آنیوالے مورخ کے لئے تاریخ کے نام کو چھوڑ دیتا ہوں۔

مجھکو اس بات کا اعتراف ہے کہ ان اوراق میں بہت کچھ غلطیاں اور بہت کچھ بھول چوک میری فطرت بشری

www.taemeernews.com

کے سبب ضرور نظر آئیگی جس کی اصلاح کرانا ہر اُس انسان کا فرض ہے جو اوس کو معلوم کرے ۔ تاکہ نظام آباد کی تاریخ صحیح معنےٰ میں مکمل ہو جائے ۔ پس ہر نقاد سے میری التجا ہے کہ جو کچھ اوسکو معلوم ہے ۔ اوس سے بحوالہ اسناد اس ناچیز کو مطلع کردے ۔ یا کتب خانہ عثمانیہ نظام آباد میں معلومات کا ایک نوٹ بطور ضمیمہ اس کتاب میں شریک کرادے ۔ تاکہ آئندہ طبع ثانی یا آئندہ مورخ اون قیمتی معلومات سے مستفید ہوکر نظام آباد کی تاریخ کو صحیح معنےٰ میں مکمل کریں ۔

آخر میں اس امر کو واضح کردینا ضروری سمجھتا ہوں کہ میں نے ان اوراق میں حق و صداقت کو اُجاگر کرنیکی کوشش کی ہے اگر وہ کسی کو کڑوی لگے تو یہہ میرا قصور نہ ہوگا ۔ بلکہ اُسکو الحق مرٌ کی کسوٹی سمجھی جائے ۔ بحیثیت ایک مورخ کے جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ بلاشبہ عوام کے خیالات کا عکس ہے ۔ اگر کسی شخصیت کو چند افراد نے بُرا کہا اور عوام الناس نے اچھا تو میں نے عوام الناس کی آواز کو جگہ دی ! اسی طرح اسکے برعکس ۔

یہہ حسن اتفاق ہے کہ میں تقریباً بیس سال سے ملی و قومی خدمت گذاری کا مدعی ہوں اور میں ہی نظام آباد کے تاریخی حالات کو محفوظ کر رہا ہوں ۔ اس سلسلے میں بعض ایسے واقعات کا تذکرہ بھی کرنا پڑا جسمیں میری ذاتی کاوشوں کو دخل تھا

www.taemeernews.com

جنکو میں بحیثیت نمائندہ رعایا رمفاد عامہ کے لئے ازبس ضروری سمجھتا رہا۔ کیا عجب کہ اسکو پڑھ کر ناظرین مجھکو خودستائی کا ملزم قرار دیں۔ بلاشبہ فی الوقت تو یہہ الزام صحیح ہوگا لیکن نہ صرف آنیوالے مورخ کے لئے یہہ جنیاد ممد و معاون ثابت ہوگی بلکہ آنیوالی نسل کے سامنے میں اپنے فرایض منصبی سے کچھہ نہ کچھہ بری الذمہ ہو جاؤں گا۔

اس دیباچہ کو بغیر اظہار تشکر ختم کردوں تو انتہائی احسان فراموشی ہوگی۔ پس میں اون تمام حضرات کا مشکور ہوں جنہوں نے ان اوراق کے لئے مجھکو مواد عطا فرمایا جس میں سب سے زیادہ قاضی فصیح الدین احمد صاحب و سید ولدار حسین صاحب اگزیکٹو انجنیر اور غلام افضل صاحب مہتمم پولیس ... صاحب جنگلات ناظم صاحب کروڑگیری و معتمد صاحب ... عالیہ عدالت و ناظم صاحب تہہ۔ مددگار ناظم زراعت وغیرہ ہیں جنکی مہربانیوں سے مجھکو زمانہ گذشتہ و موجودہ کا مواد مل گیا اور میرے عزیز بھائی حاجی محمد عبدالحفیظ صاحب کا بھی بیحد مرہون منت ہوں جنکی حسن توجہ و محنت شاقہ میری ہر اشاعت میں ممد و معاون رہتی ہے و نیز قاضی زین العابدین صاحب اول تعلقدار وقت کا بھی بیحد مشکور ہوں۔ جنکے زمانہ میں گوشہ عافیت نے مجھ کو اتنی فرصت دی کہ تصنیف میں کوئی رکاوٹ ہی پیدا

نہ ہو سکی۔ اگر وہ امداد اور یہ واقعات شریک حال نہ ہوتے۔ تو شاید ہی میں اس کتاب کی اشاعت کے قابل ہوتا۔

مجھ کو توقع ہے کہ عطیہ مواد کے نتائج کو دیکھنے کے بعد طبع ثانی یا آنے والے مورخ کے لئے ہر سررشتہ اس سے زیادہ مواد بہم پہنچانے کی سعی کرے گا۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

تاریخ امرداد ۱۳۴۰ ف
نظام آباد
کاشانہ

خاکسار
غلام احمد نایطی
وکیل

www.taemeernews.com

بنام جہاندار جان آفریں

نظام آباد (دکن)

حصہ اول

مراتب ابتدائی

باب ۱

جغرافی حالات

نام — اس مقام کا نام اندر دلبھا اندر سوم (جو راشٹر کوٹ کے خاندان کا راجہ تھا) کی مناسبت سے اندر پور تھا۔ کثرت استعمال سے اندور ہوگیا۔ سنہ ۱۳۱۴ف میں جبکہ ریلوے اسٹیشن قائم ہوا تو اندور اسٹیٹ ریلوے اسٹیشن کے ہم نام ہونے کی وجہ حسب تحریک مسٹر بزوجی تعلقدار وقت بانی سلطنت دکن کے نام سے اسکو نظام آباد سے موسوم کیا گیا۔ ایک اور مقام شمالی ہند میں اسی نام کا ہے (جو گوجرانوالہ زیر آلہ کے قریب ہے) ضلع رنگر تعلقہ مامن بھی ایک موضع اسی نام کا ہے

027 www.taemeernews.com

محلِ وقوع - عرض البلد ۱۸ - ۵ و ۳ - طول البلد ۷۸ - ۳۰ و ۹۰ - ایک قطع ہندوستان کے جنوب میں کیثرالاضلاع پایۂ تخت بلدۂ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن کے شمال مغرب (۱۰۴) میل فاصلہ پر (۱۸۲۷) مربع میل کے پھیلاؤ میں حدود اربعہ ذیل کے ساتھ قائم ہے۔

شمال دریائے گوداوری و اضلاع ناندیڑ - آصف آباد - مشرق میں ضلع کریم نگر جنوب ضلع میدک مغرب اضلاع ناندیڑ میدک دریائے مانجرا - اور مغرب و جنوب کے گوشہ میں نظام ساگر واقع ہوئے ہیں۔

سطح سمندر - نظام آباد کی اوسط بلندی سطح سمندر سے (۱۲۵۰) فیٹ ہے۔

زمینی کیفیات یہاں پر کالی ریگڑی زمین یعنی سیاہ رنگ کی مٹی مثل مرہٹواری کے جس کو سیاہ پتھر کی بوسیدگی و تحلیل کا نتیجہ سمجھا جاتا ہے۔ اور چلکہ سرخ رنگ کی چونہ و ریت ملی ہوئی مثل تلنگانہ کے پائی جاتی ہے۔ دریائے گوداوری کے قریب علاقہ مرہٹواری سے ملے ہوئے تعلقات بودھن - بانسواڑہ و نظام آباد میں اول الذکر زمین کا حصہ زاید ہے۔ اور آرمور کاماریڈی میں تلنگانہ کے مماثل زمین کی کثرت ہے۔ تلنگانہ و مرہٹواری کے مشترک خصایص نہ صرف تقسیم ارضی میں ہیں بلکہ تمدن معاشرت اور زبان میں بھی بہت کچھ میل ہے۔

آب و ہوا - آب و ہوا خوشگوار اور معتدل ہے گرمی کا اوسط (۱۰۴) ہے۔ تو سردی میں (۴۰) تک پارہ اترتا ہے۔ بارش کا اوسط (۳۴) انچ ہے۔ نہر نظام ساگر کی وجہ مچھروں کی زیادتی ملیریا کی شدت کا باعث ہوتی ہوئی نظر آ رہی ہے۔

دریا - گوداوری جو اہل ہنود کا ایک مقدس دریا ہے جس کی حیثیت دکن میں درجہ دوم کی ہے جو مغربی گھاٹ ناسک کے قریب موضع چندور سے نکلکر مستقر ضلع

028 www.taemeernews.com

ناندیڑ سے گذرتے ہوئے جنوبی سمت کو بہتے بہتے موضع سنگم تعلقہ بانسواڑہ سے اپنا رخ شمال کی طرف پھیر لیتا ہے۔ اور اسی مقام پر دریا رمانجرا کا سنگم ہوتا ہے۔ یہاں سے ۷۰ میل طول یہ دریا اس ضلع میں بہتا ہے۔

دریائے مانجرا: - یہ بھی اہل ہنود کا ایک مقدس دریا ہے جو ضلع بیڑ تعلقہ پاٹودہ سے نکلکر اضلاع بیڑ و ناندیڑ و بیدر و میدک سے (۳۸۷) میل کی مسافت طے کرکے دریائے گوداوری میں بمقام موضع سنگم گرتا ہے۔ جس کا رخ شمال شرق سے جنوب شرق کی طرف ہے اسی دریا کو منبع سے (۲۰۴) میل کے فاصلہ پر روک کر نظام ساگر کا عظیم الشان بند بنایا گیا ہے۔

جھیل: پچیس سال قبل مورخ کے قلم سے یہ جملہ نکلا تھا کہ "ملک سرکار عالی میں کوئی مقام ایسا نہیں ہے جسکو جھیل کے نام سے موسوم کیا جائے"۔ لیکن عہد عثمانی کے زرین کارناموں میں نظام ساگر کا ذکر اس عنوان کے تحت مورخ کے قلم سے نکل رہا ہے۔ کیا شاندار ہے۔ عہد عثمانی اور کیسا مبارک ہے مفاد رعایا کا یہ کام کیسے ہوشمند ہیں نواب علی نواز جنگ بہادر چیف انجینیر دکن اور کسقدر خوش نصیب ہے مورخ کا قلم۔ جو سب سے پہلے اس کا ذکر تاریخ میں کر رہا ہے نظام ساگر جس کی سطح آب کا پھیلاؤ تقریباً (۵۰) مربع میل ہے اور اسکی گہرائی (۱۰۶) فیٹ ہے جسکی نہریں یکہزار یکصد ۹۸" اٹھانوے میل طولانی ہیں اور جس کا منبع دریا رمانجرا ہے اس عنوان کے تحت درج کرنے میں کوئی تامل ہو سکتا ہے؟

ندیاں۔ بانگنگرہ کی ندی جو تعلقہ نظام آباد آرمور میں رواں ہے پیڈلاکٹ دراگو تعلقہ کاماریڈی میں بہتی ہے یہ چھوٹی چھوٹی ندیاں اور بڑے نالوں کی صورتیں ہیں۔

پہاڑ۔ اس ضلع میں کوئی پہاڑ قابل ذکر نہیں۔ چھوٹے چھوٹے پہاڑ نظام آباد۔

www.taemeernews.com

آرمور اور بانسواڑہ میں موجود ہیں جنکا زخیرہ ان تعلقات میں پھیلا ہوا ہے۔

معدنیات ۔ گرانیٹ و بسالٹ کا پتھر کثرت سے ہوتا ہے۔ جو عمارتوں کے کام آتا ہے۔ لوہے کا پتھر آرمور علاقہ ہمگل میں ہوتا ہے۔ فولاد نالص کونا سمندرم واندوائی میں بکثرت معلوم ہوتا ہے۔ جس کے متعلق مسٹر کلا ڈیل نے گلمزآف دکن میں لکھا ہے کہ

کوناسمندرم (تعلقہ آرمور کا ایک موضع ہے) میں نہایت عمدہ لوہے سے جو وہاں نکلتا ہے فولاد تیار ہوتا ہے۔ یہ لوہا نہایت پائیدار ہے جو نہ صرف انگلینڈ کے لوہے سے بلکہ سوئیڈن کے لوہے سے بھی بہتر و فائق ہوتا ہے۔ ایرانی کاریگر اسکو ارست خریدتے ہیں (مزید معلومات کیلئے ملاحظہ ہو باب صنعت و حرفت)

حال کی علمی تحقیقات کے لحاظ سے لوہے کے ساتھ کوئلہ بھی ضروری ہوگا۔ ایک مرتبہ ایک باولی کی کھدائی کے موقع پر مثل سونے کے ذرات درخشاں مجھ کو نظر آئے۔ میں نے اور میرے دوست محمد اسحاق مرحوم نے اسکو سونے کا معدن خیال کرکے مختلف حضرات کو بتایا لیکن اسکی ماہیت کو کوئی نہیں پہونچ سکا کہ یہ کس قسم کی دھات ہے۔ زیر بحث مقام گنج سے جانب شمال محمد اسحاق مرحوم کے امرائی کی باؤلی میں ہے (جسکو کسی ساہوکار نے خرید لیا ہے اب یہ امرائی اوسی کے قبضہ میں ہے)

عبور و مرور - حیدرآباد تا ناگپور کے متعلق ۱۸۱۶ عیسوی میں مورخ نے سڑکی خراب و خستہ حالی پر ریمارک کیا ہے۔ لیکن بفضل خدا عہد عثمانی میں یہ عظیم الشان سڑک نہ صرف میل کی پختہ ہوچکی ہے۔ بلکہ دریائے گوداوری پر ایک بیش قیمت پل بھی تعمیر ہوچکا ہے (تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو باب تعمیرات)

اس طرح حدود ضلع میں (۳۴۰) میل طولانی پختہ سڑکیں موجود ہیں جس کا

www.taemeernews.com

الحاق حیدرآباد۔ عادل آباد۔ ناگپور۔ کریمنگر ناندیڑ سے ہوتا ہے اور اندرون ضلع مستقر تعلقہ و ڈیویژن و بند نظام ساگر کے لئے پختہ سڑکیں ہیں۔ جس پر ریلوے سروس دوڑتی ہے۔ ماسوا اسکے ہر قصبہ میں مورم کی پختہ سڑکیں محکمہ لوکل فنڈ کی بنائی ہیں اور تقریباً ایک ثلث مواضعات میں راستہ ہائے دیہی نظر آتے ہیں جس پر سے موٹر کار بہ سہولت گذر سکتی ہے۔ ان سڑکوں کا طول تقریباً دو سو میل ہے۔

مسافر بنگلہ ۔ کل ضلع میں ۲۰۴ مقامات پر مسافر بنگلہ تمام ضروریات آسائش و آرام کے حامل موجود ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

انسپکشن بنگلہ علاقہ تعمیرات ۔ نظام آباد۔ ڈچپلی۔ منچپہ۔ جینے پلی۔ جنتلور۔ پرکر۔ دودگاؤں۔ دھرمورہ۔ بشرآباد۔ موسہرہ۔ بیرکور۔ رودرور۔ بجنپلی۔ بانسواڑہ۔ بودلم۔ گنگل۔ اچمپیٹھ۔ جاکھورہ۔ سناپور۔ ناگاریڈی۔ پٹلم۔ کاماریڈی۔ بی بی پیٹھ۔ ماچاریڈی۔ کلورال۔ آرمور۔ علی ساگر۔ نظام ساگر۔ بروی پور۔

مسافر بنگلہ لوکل فنڈ ۔ علاقہ لوکل فنڈ کے بنگلے نظام آباد۔ آرمور۔ بودھن۔ رودرور۔ بانسواڑہ۔ کاماریڈی۔ ایلوائی۔ نوی پیٹھ۔ بھکنور۔ رماریڈی۔ نظام ساگر میں واقع ہیں۔

ہوٹل ۔ نظام آباد میں کئی ہوٹل سلیقہ کے ہیں جہاں رہائش کا بھی انتظام ہے مسلم ہوٹل جوبلی رسٹورنٹ۔ جو قدیم ہے۔ اور جدید دلکشا ہوٹل عبدالرحمن ہوٹل اس کے علاوہ مختلف چھوٹے چھوٹے ہوٹل بھی ہیں۔ اسی طرح اہل ہنود کے ہوٹل متھرابھون۔ کرشنا ولاس۔ بمبئی گجراتی وغیرہ بھی ہیں۔

چاڈریات ۔ ہر موضع میں چاڈریات بھی ہیں جہاں مسافروں کو رہائش کا آرام مل جاتا ہے۔

رسل و رسائل ۔ (۸۷) ڈاکخانہ جات سرکارعالی ضلع نظام آباد کے

031 www.taemeernews.com

ناظر ٹپہ کے ماتحت ہیں۔ کوئی انگریزی ٹپہ خانہ نہیں ہے۔ لیکن بلحاظ معاہدہ سرکارین سرکار عالی کے ٹپہ خانہ بیرون ملک سرکار عالی کے رسل و رسائل کے ذمہ دار ہیں۔ تفصیل ٹپہ خانہ باب ٹپہ خانہ میں ملاحظہ ہو۔

تار برقی ہر ریلوے اسٹیشن سے برقی پیغام رسانی کا کام لیا جاسکتا ہے۔

ریلوے ۱۳۰۹ف میں یہاں پر ریلوے اسٹیشن کا افتتاح ہوا۔ حدود ضلع میں ین۔ بیس۔ آر۔ یعنی نظام اسٹیٹ ریلوے کے (۱۵) اسٹیشن واقع ہیں۔ جسکا طول اس ضلع میں (۵۹ + ۱۷) میل ہے۔ اسٹیشنوں کے نام حسب ذیل ہیں
بھکنور۔ تل مڈلہ۔ کاماریڈی۔ اُپلوائی۔ سرنا پلی۔ اندلوائی۔ ڈچپلی۔ نظام آباد جانکم پیٹھ۔ نوی پیٹھ۔ فخر آباد۔ علی ساگر۔ ایڈپلی۔ کارخانہ شکر سازی۔ بودھن۔
اسکے علاوہ ہر تعلقہ وڈے نیزن کو ریلوے موٹر بس دوڑا کرتی ہے۔

زبان تلنگی فیصد (۸۰) مرہٹی فی ہزار (۱) اردو فی صد (۲۰) بولی جاتی ہے۔
اسکے علاوہ کنہڑی گونڈی۔ ملباری زبانیں بھی مستعمل ہیں۔

نقشہ ذیل سے زبانوں کا تناسب بحساب فی دس ہزار ظاہر ہوگا

اردو	تلنگی	مرہٹی	کنہڑی	ملباری	گونڈی	دیگر زبانیں	کیفیت
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	تعلقہ بودھن۔ بانسواڑہ نظام آباد میں مرہٹی زیادہ بولی جاتی ہے۔

032 www.taemeernews.com

رقبہ سنہ ۱۲۸۹ فصلی میں ضلع کا رقبہ (۱۴۶۶) مربع میل تھا لیکن ضلعبندی کے بعد کمی ہوگئی اسوقت سنہ ۱۳۴۷ف میں کل رقبہ (۱۱۶۴۹۵۳) بگھہ یہ (۱۸۵۲) مربع میل قرار پایا ہے۔

مردم شماری

سنہ ۱۳۰۰ف مطابق سنہ ۱۸۹۱ء میں ضلع کی مردم شماری (۶۲۴۹۵۹) نفوس پر مشتمل تھی اور خانہ شماری (۱۲۸۴۶) سنہ ۱۳۴۰ف[1] میں مردم شماری (۵۲۸۴۷۲) نفوس کی قرار دیگئی ہے اور خانہ شماری (۱۳۶۱۰۴)

تختۂ خانہ شماری و مردم شماری سنہ ۱۳۴۰ف

نام تعلقہ	خانہ شماری	مردم شماری
نظام آباد	۳۲۵۳۶	۱۲۱۸۱۱
آرمور	۴۷۴۶۰	۱۷۰۵۹۶
کاماریڈی	۳۱۵۷۴	۱۳۱۳۴۸
بودھن	۱۲۷۲۹	۴۷۸۳۲
بانسواڑہ	۱۱۸۰۵	۴۶۸۹۵
میزان	۱۳۶۱۰۴	۵۲۸۴۷۲

[1] رپورٹ مردم شماری سنہ ۱۳۴۰ف کے لحاظ سے (۶۲۳۲۲۵) تعداد نفوس ظاہر ہونگے لیکن یہ اعداد اسلئے قابل لحاظ نہیں کہ سنہ ۱۳۴۳ف تعلقہ یلاریڈی ضلع نظام آباد سے خارج کرکے ضلع میدک میں شامل کردیا ہے اسلئے صحیح اعداد سنہ ۱۳۴۰ف کے بتلائے گئے ہیں۔

033 www.taemeernews.com

نقشہ ذیل سے مستقر ضلع و تعلقات کی مردم شماری معلوم ہو سکتی ہے

نام مستقر	مردم شماری
نظام آباد	۲۲۰۲۹
آرمور	۷۲۷۴
کاماریڈی	۳۷۷۹
بودھن	۶۴۰۹
بانسواڑہ	۴۴۷۰

اقوام۔ قوم تو ایک ہی دکنی آباد ہے لیکن بلحاظ مذاہب۔ ہندو۔ مسلمان آریہ۔ عیسائی۔ یہاں پر رہتے ہیں۔ جنکا تناسب نقشہ ذیل سے معلوم ہو سکتا ہے

نقشہ تناسب مذاہب

سنہ مردم شماری	جملہ تعداد مردم شماری	تناسب اہل ہنود بحساب فی دس ہزار	تناسب اہل اسلام بحساب فی دس ہزار	تناسب عیسائی بحساب فی دس ہزار	قدیم اقوام	جین
سنہ ۱۳۰۰ ف	۴۱۲۶۶۹	۹۱۹۵	۷۸۵	۱	۰	۰
سنہ ۱۳۲۰ ف	۵۶۸۰۰۲	۹۲۱۱	۷۳۷	۱۳	۰	۰
سنہ ۱۳۳۰ ف	۴۹۷۶۵	۹۰۳۴	۷۳۷	۴۴	۰	۰
سنہ ۱۳۴۰ ف	۹۲۳۲۲۵	۸۶۱۳	۷۸۲	۲۲۲	۲۷۵	۱

034 www.taemeernews.com

معیشت - نقشہ ذیل سے پیشہ ور کام کرنے والوں کی تعداد معلوم ہوسکتی ہے

بذات خود کام کرنے والے		۲۱۶۸۰۴
کام کرنے والے تابعین		۱۰۵۲۸۶
زیر پرورش		۳۰۰۹۰۹
ذیلی تفصیلات	زراعت پیشہ و دھنگر	۳۵۷۶۰۴
	صنعتی کام کرنیوالے	۷۳۵۱۴
	مزدوری یا حمالی	۲۲۶۲۸
	تجارت کرنے والے	۹۷۸۱۱
	ملازمین فوج	۳۱۱۵
	ملازمین سرکاری	۹۳۴۵
	وکلاء و ڈاکٹری	۳۱۱۵
	خانگی ملازمین	۴۳۶۱۰
	متفرق پیشہ	۶۸۵۲
	بیکار و معذور	۵۶۰۷

معذور و مجبور نقشہ ذیل کے دیکھنے سے معذورین کے اعداد ظاہر ہونگے

نابینا	مجنوں	بہرے گونگے	جذامی
۱۰۲۲	۲۸۴	۲۸۴	ف ۶۶۲

تقسیم - سنہ ۱۲۸۱ف میں یہ ضلع صوبہ شمالی (یعنی بیدر) کے تحت تھا۔ اسوقت (۹) تعلقات اور (۱۳۵۰) مواضعات اس کے تحت تھے بحالت موجودہ

ف دار المجذومین ڈیچپلی کی وجہ اسقدر تعداد ظاہر ہو رہی ہے ملاحظہ ہو باب طبابت

035 www.taemeernews.com

صوبہ گلشن آباد میدک کے تحت (۵) تعلقات اور (۷۵۲) مواضعات پر ضلع ہذا مشتمل ہے [۱]

گنجانش ۔ بلحاظ مردم شماری سنہ ۳۰ف ضلع ہذا میں فی مربع میل (۱۰۴) اشخاص آباد تھے ۔ لیکن نظام آباد کی ترقیوں نے (۱،۰) کا اضافہ کردیا ہے ۔

باب ۲

تاریخ قدیم

ابتدائی تاریخ ۔ علماء تاریخ کو اعتراف ہے کہ ہندوستان کی ابتدائی تاریخ اسوقت تک صحیح طور پر معلوم نہ ہوسکی ۔ اگر انہوں نے کچھہ پتہ لگایا تو محض رگ وید کے منتروں کے بعض مضامین سے جن میں دو ہزار سال قبل مسیح کے حالات کو قیاسی واقعات کی بناء پر مستند قرار دیا گیا اسی سلسلے میں مہابھارت سے بھی مدد لیگئی ہے جسمیں بمقابلہ وید کے ذرا تفصیل سے تاریخی حالات پر روشنی پڑتی ہے ۔ مہابھارت سے تقسیم ہندوستان کا اس طرح پتہ چلتا ہے کہ دریائے نربدا کے جانب جنوب ڈنڈک بن تھا جسکا حال صرف رشیوں کو معلوم تھا ۔ کیونکہ وہ اس سمت کے باشندوں کو طریقۂ زندگی

---

[۱] ۔ تفصیلات کے لئے ملاحظہ ہو باب سوم

www.taemeernews.com

کی اعلیٰ تعلیم دینے کے لئے اپنی خدمات صرف کر رہے تھے۔ موجودہ نقشہ ہندوستان میں اگر دریائے نربدا کے دہانہ سے، (جو بحیرۂ عرب میں گرتا ہے) کلکتہ تک ایک خط مستقیم کھینچا جائے تو اس کا نچلا حصہ "ڈنڈک بن" ہوگا۔ اس لحاظ سے سرزمین نظام آباد ڈنڈک بن میں واقع ہے۔ ڈنڈک بن کے حصص لنکا، آندھرا، پانڈو، و نیز چولا کی سلطنتوں میں منقسم تھا جن میں بڑی سلطنت مہاراجہ اشوک کی تھی۔

مہاتما بدھ کی پیدائش کے بعد (جو ۵۵۰ برس قبل مسیح ہوئی تھی) راجہ بمبسار نے جو بدھ مذہب کا پیرو تھا) سلطنت مگدھ کی بنیاد ڈالی۔ سکندر اعظم نے جب نند راجہ کے زمانے میں ہندوستان پر حملہ کیا تو اسوقت غالباً دکن پر اس حملہ کے اثرات نہیں پڑے۔

سنہ ۲۰۰ قبل مسیح میں آندھرا سلطنت آزاد ہو چکی تھی جس کے بعد گپت خاندان کے بادشاہ چندر گپت و سمدر گپت حکمراں رہے۔

سنہ ۶۰۹ء سے ۶۵۵ء تک چالوکیہ خاندان کی حکومت رہی اور اسی سلسلہ کے راجہ ہرش نے جنوب میں حملہ کر کے دکن کو اپنی سلطنت میں لے لیا۔ سنہ ۶۲۰ء میں سلطنت پلکیشن کے نام سے دکن کا حصہ موسوم رہا۔

سنہ ۶۵۰ء سے ۹۵۰ء تک دکن کے حالات کا پتہ نہیں چلتا۔ یہ علمائے تاریخ کا متفقہ خیال ہے لیکن تاریخی خوش قسمتی ہے کہ بعض کتبات کے دستیاب ہونے کی وجہ سے ہم اس زمانے کے کچھ نہ کچھ حالات پر روشنی ڈالنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ ۷۵۳ء میں سلطنت راشٹر کوٹ کا پایۂ تخت مل کھیڑ (گلبرگہ) تھا۔ یہ عہد

037 www.taemeernews.com

گوئندہ سوم کا ہے۔ اس کی تصدیق متعدد اسناد سے ہوتی ہے جو سانگلی اور ورت کا کا دم کی عطا کہرڑا سے ظاہر ہے۔

سنہ ۹۱۵ء سے ۹۱۶ء تک اندرولبھا یا نیتیا ورشا اندر سوم کا عہد حکومت رہا جس کا پایۂ تخت بودھن (موجودہ تعلقہ ضلع نظام آباد) تھا۔ یہہ راجہ راشٹرکوٹ کے خاندان سے تھا۔ بودھن میں ایک دیول (جو بحالت موجودہ دیول مسجد کے نام سے موسوم ہے) اس راجہ نے تعمیر کرائی تھی۔ دیول سے متعلق ایک پتھر کا ستون برآمد ہوا ہے جس کی وجہ اسکی تاریخ کا پتہ چلا ہے۔ چنانچہ بودھن کی قدیم تاریخ کو ہم یہاں پران کتبات اور رپورٹ آثار قدیمہ سے واضح کرنا بہت ہی ضروری سمجھتے ہیں۔ امید ہے کہ واقعات ذیل شائقین تاریخ کے لئے خاص دلچسپی کا باعث ہونگے۔

سنہ ۱۳۳۴ف میں مسٹر محمد یزدانی ناظم آثار قدیمہ کی متجسس نظریں جب ایک قبر کے چبوترے پر پڑیں جہاں ایک کندہ پتھر تھا (جو صحن دیول مسجد واقع تعلقہ بودھن کے قبرستان میں لگا ہوا تھا) اس پتھر کو فوراً حاصل کر لیا گیا اور صاف کرکے اس کا چربہ راؤ بہادر نرسیموان چاریہ یم۔ اے وظیفہ یاب معتمد آثار قدیمہ ہند کے پاس بھیجدیا گیا جسکی تفصیل مندرجہ ذیل ترجمہ سے ظاہر ہو سکتی ہے۔ (ملاحظہ ہو رزولیوشن نشان نمبر ۲ بابتہ سنہ ۱۹۲۶ء م سنہ ۱۳۳۵ف محکمہ معتمدی امور عامہ سرکار عالی۔ شاخ آثار قدیمہ)

اس ترجمہ سے بودھن کی تاریخی حالت بے نقاب ہوتی ہے۔ اور اندر سوم کے (جو سنہ ۹۱۵ء سے سنہ ۹۱۶ء تک حکمراں رہا) راج کا پتہ چلتا ہے جس کے خاندان کا سلسلہ راشٹرکوٹ سے ملتا ہے اور مقام بودھن اس کا پایہ تخت

038 www.taemeernews.com

تصور کیا جاسکتا ہے۔

ترجمہ رزولیوشن

بودھن ۔ یک موضع ہے۔ یہ ضلع نظام آباد ملک سرکار عالی کا ایک تعلقہ ہے جو ایک چھوٹی سی آبادی پر مشتمل ہے۔ یہ قصبہ نظام آباد سے (۱۴) میل مغرب میں واقع ہے جس کے درمیان ایک پختہ سڑک ہے۔ یہ مقام بہت سے قدیم برہمنی اور جینی مورتوں سے بھرا ہوا ہے۔ اس کی آبادی کے مشرق و شمال و جنوب میں تین بڑے تالاب ہیں اور شہر مٹی کی فصیل (جسکو کوٹ کہتے ہیں) سے محصور ہے جو مورچہ بند ہے۔ ہمعصر تواریخ میں بودھن کا کہیں ذکر نہیں ہے اور نہ محمد تغلق کے فتوحات سے قبل اس مقام کا کہیں پتہ چلتا تھا۔ لیکن آثار قدیمہ کی جدوجہد سے جو کتبات اہل ہنود و اسلام دریافت ہوئے اس سے یہ بات ثابت ہو رہی ہے کہ یہ مقام کسی زمانہ میں ایک نہ. دست مذہبی و جنگی اہمیت رکھتا تھا۔ ان پراگندہ مورتوں پر غور کرنیسے (جو اس قصبہ کے عرض و طول میں پھیلے ہوئے ہیں) پتہ چلتا ہے۔ کہ یہ مقام کسی زمانہ میں دیوستان کا معتبر مقام ہوگا۔ اسلامی کتبات جو حال میں دریافت ہوئے ہیں۔ ان سے پتہ چلتا ہے کہ تیرھویں صدی عیسوی میں بعض معابد قدیم کو مسلم فاتحوں نے معابد جدید سے بدل دیا اور خفیف سی تبدیلی کے بعد ان قدیم کاریگروں کی یادگار کو بحالت موجودہ قائم رکھا اسی طرح دیول مسجد میں (جہاں کتبہ کنہری زیر بحث پایا گیا ہے) سلطان محمد تغلق کی فتح کی یادگار کا سنگ تراشیدہ عربی کتبہ موجود ہے۔ اور دوسری مسجد جانب مشرق

لہ ۔ سلطان محمد تغلق نے ۱۳۲۳ء میں ورنگل پر حملہ کیا۔ اس سلسلہ میں ملک فخرالدین قندہار و اندور سے گزرا تھا

039 www.taemeernews.com

عالمگیر کے نام سے موسوم ہے جس کے کتبہ سے پتہ چلتا ہے کہ یہ بھی ایک ویران معابد تھا جسکو ۱۰۶۵ھ میں اورنگ زیب نے مسجد بنا دیا۔ غالباً یہ زمانہ عالمگیر کے شہزادگی و گورنری دکن کا ہوگا۔[1] جو کتبہ مسٹر یزدانی نے ۱۹۲۱ء میں دریافت کیا وہ ایک معبد کی سیڑھیوں کا کام دے رہا تھا۔ اسکو انہوں نے حاصل کیا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اس ستون کے چاروں حصوں پر کوئی مورتی نہیں ہے۔ پہلا حصہ ۱ تا ۲۸ سطر دوسرا ۲۹ تا ۶۰ سطر تیسرا حصہ ۶۱ تا ۹۴ سطر اور چوتھا ۹۵ تا ۱۱۷ سطر۔ پتھر کا ستون پانچ فٹ چھ انچ اور ہر جانب کی چوڑائی ایک فٹ چھ انچ ہے۔ حروف اچھی طرح نمایاں ہیں۔ صرف تیسرے حصے کے حروف گھس گئے ہیں جو غالباً نتیجہ ہے سیڑھی کے طور پر اسکے استعمال کرنے کا۔

عبارت کندہ شدہ سوائے سطر نمبر (۱ و ۲) کے بقیہ تمام کنڑی زبان میں ہے اور یہ کچھ نثر اور کچھ نظم میں ہے۔ نظم کی قافیہ بندی سراک دھرا جلد (۳) اور سراک دھرا جلد (۴) رو ہتیا دکری وتیا جلد (۵) سے مطابقت کرتی ہے۔ نشان خط بہت قدیم زمانہ کا پتہ دیتی ہے۔

کتبہ کا مفہوم ترلوکیا مالووا (سومیشرا اول) کے عہد حکومت کے حالات اکتشاف کرنے کے علاوہ یہ ہے کہ پایہ تخت بودھن میں اندر وبھیا شاہ راشٹرکوٹ نے جو دیول تعمیر کرائی تھی وہ منہدم ہونے کی وجہ سے برگیڈی جو گیا لازم اہوبالو دیو نے ساکہ سال ۱۰۰۸ میں اس مقام پر دیوتا وشنو کا مندر تعمیر کروا کر ایک گروڈ استھم (ستون) قائم کیا۔

---

[1] غالباً نہیں بلکہ یقیناً شاہزادگی کا زمانہ تھا۔ کیونکہ انعامی اسناد ۱۰۵۹ھ انعامداروں کے پاس موجود ہیں۔

www.taemeernews.com

اس سلسلہ میں چند عملیات پھول باغ تیل گرنی محصول نمک کے علاوہ موضع پڑآیا کلاں موڈگی اور کریا خورد موڈی پونتا سیونی کے لئے عطا کئے گئے تھے۔

اسی سلسلہ میں تین مصرعہ جوگپا کے قیام مندر اور ترقی شہر کی تعریف میں لکھے ہیں اور اس تحریر کا اختتام اس کے کندہ کرنے والے ناگ دیو کے نام پر ہوتا ہے۔ پس اس کتبہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بودھن خاندان راشٹرکوٹ کے شہنشاہ اندر ولبھیا یا نتیا ورشا اندر سوم کا پایہ تخت تھا۔ جو ۹۱۵ء تا ۹۱۷ء حکومت کیا اس نے سابق میں اس مندر کو اندر نارائن کے نام وقف کرنے تعمیر کروایا تھا۔ اور ممکن ہے کہ اوس نے اس مندر کو اپنے نام سے موسوم کیا ہو۔ اسی پر سے قیاس غالب ہوتا ہے کہ نظام آباد کا نام جو اندور تھا دراصل اندر پور ہے رکیونکہ اندور بودھن کے نام کا ایک دوسرے سے اب تک بھی تعلق رہا ہے کہ اندور کو کوئی شخص اسوقت تک نہیں سمجھتا تھا جب تک کہ اندور بودھن نہ کہا جائے مؤلف) عہد گوبندہ سوم تقریباً ۸۰۰ء میں راشٹرکوٹ کا پائے تخت ملکھیڑ تھا۔ اس کی تصدیق متعدد اسناد سے ہوتی ہے جو سانگلی اور دت کا کادوم کی عطا کھرڑ سے ظاہر ہے۔ لہذا اندر سوم کا پایہ تخت ہونا تعجب خیز نہیں۔ کیونکہ اس بادشاہ کے عطائے نوساری سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے اپنے پایہ تخت ملکھیڑ ترک کرکے کردند کا بنالیا۔

تیسری جانب جس دیول کی تعریف کی گئی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ جوگپا کی دیول بہت وسیع اور خوبصورت عمارت ہوگی۔ بحالت موجودہ پتہ چلتا ہے کہ مندر کو جوگپا نے ترمیم کرکے وشنو کا مندر بنا گرود استھم اس کے روبرو قائم کیا ہوگا۔

www.taemeernews.com

کتبات کی تاریخ سیا کھا ۱۰۷۸ ورکھی جیٹھ سدھ ۱۳ پنجشنبہ ہے جو مطابق ۹ ۲ رمئے سال ۱۰۵۶ء ہے۔ اس کتبہ میں حسب ذیل مقامات کا اندراج ہے۔ بودھنا عہ دحال بودھن) پُرپکا دلا موندک۔ بحال ماوندی کلاں۔ یہ مقام بودھن کے شمال مغرب میں تین میل پر واقع ہے) پونتا سونتی۔ کریا مُوڈی، اب موندڈی خرد کہلاتا ہے۔ جو ماندے کلاں کے قریب ہے۔ ماوندی کلاں علاقہ راجہ شیوراج بہادر کی جاگیر میں بعنوان مشروط دیول اب تک بحال ہے۔ اور ماوندی خرد لچھمن راؤ ولد وینکٹ راؤ کے تفویض بطور انعام بشرط اخراجات دسہرہ بحال ہے۔

ترتھہ انگرا سے پتہ چلتا ہے (بحالت موجودہ) کہ یہ کچھ دنوں جین مذہب کا دیول بھی رہا ہوگا۔"

دیگر کتبات بودھن

ایک پتھر جو جوشی سانبیا کے گھر کی سیڑھی میں لگا ہوا تھا شکستہ حالت میں ملا ہے اور دوسرا بودھن کے بلال تالاب سنگٹہ پر دستیاب ہوا ہے مگر بدقسمتی سے یہ دونوں پتھر ایسے ہیں کہ بالکل خراب ہو چکے ہیں۔ کچھ حصہ جو پڑھنے کے قابل ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ کسی زمانہ میں بودھن زبردست مذہبی اہمیت رکھتا تھا۔ ان دونوں کتبات کے منجملہ اول الذکر میں بادشاہ چالوکیہ ترببھونا۔ مالوا۔ وکرما دیتیا چہارم (۱۰۷۶ اور ۱۱۲۶ء) کے حالات ہیں۔ اور

عہ بودھنا کو بہت ممکن ہے کہ مہاتما بدھ کے نام سے موسوم کیا گیا ہو۔ خصوصاً جبکہ ایسی مورتیں بکثرت پائی جاتی ہیں تو یہ قیاس غالب ہوتا ہے۔ (مصنف)

www.taemeernews.com

اور جین مندر کے عطا کا اندراج ہے۔ کتبات متصل مکان ساہنیا میں چالوکیا وکرماوسوام ۵ م ۱۰۱۶ درج ہے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ونڈابکا نائی ایک شاہی ملازم نے راجہ پرومیت میسورا کو میوا مندر کیلئے کچھ عطا کیا تھا۔ اس پتھر کے سرے پر ایک لنگ معہ چاند اور سورج درج ہے۔ اور اس کے مقابل ایک گائے اور بچھڑا کندہ ہے جو مجموعی طور پر ایک انسان کی شکل نظر آتی ہے۔ دوسرا کتبہ جو بلال تالاب پر ہے اس میں کوئی تاریخ درج نہیں ہے۔ یہ ۴۲ سطر کا بہت بڑا کتبہ ہے۔ اس میں اس چیز کا ذکر ہے کہ چند زمینات اور رقم تین چندراسدھانی[۱] دلیا نامی کو سابسارتی یا چناریول کے بوایا اور بودھن کے تجار نے عطا کی ہے۔ بوایا کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ یہ پتہ چلتا ہے کہ تری بھی بھونا ما اعہد کا ہے اس کتبہ میں بودھنا ور دھن کا نام ہے۔

دیگر کتبات

تعلقہ کاماریڈی میں بھی بعض کتبات ہیں لیکن اُن کی صورتیں مسخ ہو چکی ہیں کوئی پتہ اُن سے نہیں ملسکتا۔ حروف کی شان کنڑی و تلنگی ہے مولف حالات نظام آباد نے ایک کتبہ موضع کمیانی کے متعلق لکھا ہے کہ اس کتبہ کو ایک جنگم سے بمشکل پڑھوایا گیا جس سے صرف یہ پتہ چلا کہ اس میں سمت بکرماجیت کا حال لکھا ہوا ہے جو قبل مسیح ۵۷ سال اجین میں تخت نشین تھا بڑھاپے میں اس کو راجہ شالواہن نے مار ڈالا۔ اور راجہ شالواہن نے

---

[۱] چندر سدھانتی چاند کا حساب شمار کرنے والے۔ [۲] سورج سدھانتی سورج کا حساب شمار کرنے والے

043 www.taemeernews.com

دکن کے اکثر ممالک فتح کئے جسکی وجہ بکرماجیت کے بجائے شالواہن سنہ جاری ہوا۔ ایک کتبہ سنہ ۹۹ھ کا ایک تانبے کے پتر پر موضع ہکھوز میں ایک جنگم کے پاس ہے جسکو ابراہیم شاہ بیجاپور نے بصورت سندرام گرسوامی کو انعام عطا کیا ہے ان کے علاوہ مینچہ پر دو قبریں عیسائیوں کی ہیں جن پر سنہ ۱۶۷۰ء و سنہ ۱۶۸۰ء کے کتبات ہیں۔

سنہ ۱۰۳۰ء میں دکن چالوکیا سلطنت کے زیر اثر رہا۔

سنہ ۱۲۳۵ء میں چالوکیہ سلطنت گوداوری اور کرشنا کے قریب نئی سلطنت تلنگانہ میں تبدیل ہو گئی جس کا پایہ تخت ورنگل تھا۔ اور جب پرگنپتی راجہ اور دوسینی راجہ خودمختار حکمراں تھے۔ غالباً اسکے بعد یہ علاقہ تلنگانہ کے راجہ لدردیو کے زیر اثر رہا۔ کیونکہ سنہ ۱۳۰۷ء میں سلطان علاؤالدین خلجی نے ملک کافور کے ذریعہ ورنگل کو فتح کر لیا تو تلنگانہ اسکے زیر اثر آگیا۔ اس مرتبہ ملک کافور اندور کو تاخت وتاج کرتے ہوئے گذرا لیکن اس امر کا پتہ نہیں چلتا کہ اس زمانہ میں کون راجہ یہاں حکمراں تھا کہا جاسکتا ہے کہ پہلی مرتبہ ضلع نظام آباد پر مسلمانوں نے اسی زمانے میں قدم رکھا اور تقریباً سات سو سال سے وہ یہاں آباد ہیں ۱۳۲۲ء میں سلطان محمد تغلق نے ملک فخرالدین کی قیادت میں علاقہ تلنگ کو فتح کرنے ایک مہم روانہ کی تھی۔ اسی زمانہ میں اندور و قندھار کو فتح کرتے ہوئے فوج آگے بڑھی جسکی یادگار میں بودھن کی دیول مسجد کا کتبہ آج بھی موجود ہے جس کا ذکر رزولیوشن کے ترجمہ میں گزر چکا ہے۔

سنہ ۱۳۴۷ء میں سلطنت بہمنی کے زیر اثر تمام دکن آگیا اس وقت کے انقلاب عظیم میں جب اس سلطنت کے پانچ ٹکڑے ہوئے تو اندور کی سرزمین

www.taemeernews.com

تحت صوبہ بیدر آگئی (دیکھو تاریخ نزل)۔

۱۵۲۶ء میں قطب شاہیہ کے زیر اثر یہ حصہ رہا ۱۵۵۵ء میں اندور کی سرزمین - اکبر اعظم کے زیر اثر تھی کیونکہ صوبہ برار سلطان مراد فرزند اکبر بادشاہ کے قبضہ میں تھا۔ جسمیں پرگنہ نزل بالکنڈہ اور بیمگل اندور بودھن بھی شامل ہے۔

۱۹۲۸ء تا ۱۷۰۷ء میں عالمگیر کے زیر اثر یہ سرزمین رہی۔ کیونکہ گولکنڈہ کو اوس نے مسخر کر لیا تھا۔ اور اندور کو سلطنت دہلی میں شریک کر کے اُس پر محمد کاظم فوجدار مقرر کیا تھا۔ چنانچہ فرمان کے الفاظ یہ ہیں۔ "اخلاص کیش امین حربیہ بیدر۔ بخدمت امانت و فوجدار پرگنہ اندور از تغیر۔ محمد کاظم مقرر شد"

۱۷۲۴ء م ۱۰۳۲ھ سے اندور سلطنت آصفیہ کے قبضہ و اقتدار میں آگیا۔ کیونکہ مختار خان نے دکن پر کامل فتح حاصل کر کے سلطنت آصفی کی

ف۱ مملکت تلنگ جسمیں بیدر۔ قندہار۔ اندور۔ کولاس شریک تھے۔ اعظم ہمایون کے تقسیم نامہ میں درج تھے جو سلطان علاؤالدین نے اپنی علالت کے وقت لڑکوں میں وصیتاً تقسیم کیا تھا۔ (تاریخ فرشتہ)، علاوہ ازیں سرزمین نظام آباد دشاہ اکبر و شاہ عالمگیر کے زیر اثر ہونے کا ثبوت اس وقت بھی بعض اسنادات انعامی سے ملتا ہے۔ چنانچہ شاہ قادر درویش بودھن کے نام ایک سند شہنشاہ اکبر کی آج بھی اس خاندان میں موجود ہے جس پر ۲۴ سنہ جلوس مطابق ۹۸۹ ہجری ۱۵۸۰ عیسوی صحیح ہے۔ اس سند کے پیش ہونے پر حضرت غفران مکان نواب میر محبوب علیخان آصف سادس نے اس کا فوٹو داخل خزانہ شاہی کیا۔ اور اس سند کے اعزاز میں قوانین مصدرہ کو نظر انداز فرما کر بموجب سند ایک سو بیگہ زمین اس خاندان کو عطا فرمائی۔ حالانکہ صرف ایک بیگہ زمین

خود مختاری کا اعلان کر دیا تھا۔ ۱۱۰۱ھ میں نظام آباد رگھویت چنا ریڈی بدا اعلیٰ زمیندار سرنا پلی) کو اجارہ پہ دیا گیا کیونکہ یہ علاقہ اس وقت صرفخاص میں تھا۔ ۱۱۶۸ھ میں شاہ نواز خان کے زیر اثر تھا۔ ۱۷۹۵ء م ۱۲۰۳ھ میں اعلحضرت غفران مآب نظام علیخان بہادر کے زمانہ میں نظام آباد کرار نواز خان کے سپرد کیا گیا تھا۔ ۱۸۰۰ء م ۱۲۰۸ھ میں محمد علیخان لوہانی کے تحت نرل معہ اندور وغیرہ دیا گیا۔ ۱۸۶۷ء م ۱۲۸۴ھ میں ضلعبندی کے تحت یہ ضلع قائم ہوا۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو باب سوم)

نظام آباد کا تاریخی تعلق بالکنڈہ سے

شیخ نظام منور (قصبہ زینا آباد مضافات بیجاپور کے متوطن فن سپہگری میں یگانہ بحالت تیمی طلب معیشت میں سرگرداں تھے۔ ایک ساہوکار کی لڑکی پر ایک کولی پہلوان عاشق تھا جسکی وجہ سے تمام گھر پریشان ہوتا تھا شیخ نظام کو بمعاوضہ نقد و جائداد اُس کی سرکوبی کے لئے ساہو نے مقرر کیا۔ شیخ نے اس کو قتل کر دیا۔ جس کے بعد سے سلطنت بیجاپور میں شیخ کا نام

اس خاندان کے قبضہ میں تھی۔ جسکا منتخب نمبر ۱۵ بابتہ ۱۳۴۲ف ہے اسی طرح شاہ عالمگیر کی ایک سند موسومہ معین الدین مالک اڑی اس خاندان کے قائم مقام معین الدنیصا مانک اڑی کے پاس موجود ہے۔ جسمیں موضع مانٹو پلی وغیرہ تعلقہ نظام آباد کی اراضی عطا کئے جانے کا ذکر ہے اس سند کا سنہ ۱۱ جلوس ہے مطابق ۱۰۹۹ھ سند مدار المہامی میں نزمت خان دیوان اور واقعہ نویس و سر نوبت کاشی رام کی قلمی لکھاونی ہے۔

لہ مورخ بالکنڈہ نے آپکا وطن یہ ہی لکھا ہے مورخ تاریخ نرل نے گھرلی لکھا ہم نے اولذکر کو ترجیح دی

046 www.taemeernews.com

مشہور ہوگیا۔ اور عادل شاہ کے دربار میں تقرب حاصل ہوا۔ اور مقرب خان کے خطاب سے سرفراز ہوا اور بعض مہمات دکن کے سر کرنے کے صلہ میں خان زماں خان بہادر فتح جنگ کا خطاب بھی ملا۔ اور بالکنڈہ کا پرگنہ عطا کیا گیا۔ پرگنہ بسمت بھی دیا گیا۔ شیخ کا انتقال ۱۱۱۷ھ میں ہوا۔ شیخ کے فرزند مقرب خان کو جاگیر التمغا کے عنوان سے بالکنڈہ عطا ہوا۔ شاہزادہ محمد اعظم شاہ کی ہمراہی میں شیخ کے تمام فرزندوں نے شاہ عالم کے ساتھ مقابلہ کیا۔ جس میں بجز امین خان کے سب فرزند کام آئے۔ امین خان معمر ۱۴ سالہ کی بہادری کو دیکھ کر شاہ عالم نے اس کو طلب کیا۔ موروثی جاگیرات عطا فرمائے جس کے بعد وہ صوبہ اجین پر بھیجا گیا۔ بعد میں صوبہ ناندیڑ بھی تفویض کیا گیا۔ ۱۱۲۳ھ میں نرمل تحت بالکنڈہ امین خان کو عطا ہوا۔

بالکنڈہ۔ دکن کا باب الداخلہ کہا جا سکتا ہے۔ یہ ناگپور کی سڑک پر واقع ہے۔ سب سے پہلے مسلمانوں نے دکن کو اپنا وطن بنایا تو بالکنڈہ ہی سے۔ یہی وجہ ہے کہ آج بھی لفظ دکنی کا استعمال متوطن بالکنڈہ پر ہوتا ہے۔ یہاں کے باشندے بڑے جری اور بہادر تھے۔ اور اپنی آن بان میں خاص امتیاز رکھتے تھے۔ گو زمانہ کے ہاتھوں بالکنڈہ ایک کور دہ ہو چکا ہے۔ لیکن وہاں کا قلعہ وعمارت کے ڈھیر۔ دیوار ہائے شکستہ اپنی زبان حال سے موجودہ نسل کے بزرگوں کی روایات عظمت و جلال کا اظہار کرتے ہیں[1]۔ (یہ مقام ناگپور کی سڑک پر واقع ہے اور نظام آباد و چیلی سے موٹر بس نرمل کو اسی راستہ سے روزانہ جاتی ہے)

---

[1] محمد فیض الدین صاحب دکنی نے ایک مفصل تاریخ قدیم دستاویزات کے حوالوں سے لکھی ہے کاش وہ طبع ہو جائے اور موجودہ صاحبان جاگیر اپنے اسلاف کے نام کو روشن کرنے کیلئے

047 www.taemeernews.com

امین خان نے کستی نیکناتھمی ساکن نزل سے ۳۰۰۰۰ تیس ہزار روپیہ سفر ہند کیلئے قرض لیا۔ لیکن وہ لوادا نہ ہونیکی وجہ سے نزل کو تا ادائی قرضہ ایلمی وار کے حوالہ کر دیا گیا۔ بس اس طرح ہمیشہ کیلئے نزل علاقہ بالکنڈہ سے خارج ہوگیا اور اسی طرح اس خاندان سے ہر ایک علاقہ نکلتے نکلتے اب صرف ایک قصبہ بالکنڈہ جاگیر باقی رہگیا ہے۔ جس کے آخری قابض وحید منور خان المخاطب بہ مشہور الملک مرحوم تھے۔ نواب نے سرکار آصفیہ میں صوبہ داری و صدر محاسبی کے ذمہ دار اعلیٰ خدمات کو سرانجام دیا۔ آخر میں معتمدی صرفخاص مبارک کی خدمت سے سرفراز ہوئی جسپر آخر تک اپنے مالک کی خدمت گذاری کرتے ہوئے ۱۳۴۲ف میں داعی اجل کو لبیک کہا

آپکے فرزند اکبر علی حسن خان تھے جو کچھ دماغی خلل کے باعث قابل کار نہ تھے انکا بھی انتقال ہوگیا۔ اب بلحاظ کلانیت حسن منور خان ہیں باہمی تنازعات کی وجہ جاگیر زیر نگرانی کورٹ آف وارڈز ہے نواب صاحب مرحوم کے دو فرزند یورپ کی تعلیم حاصل کر چکے ہیں۔ بہرحال یہ عظیم المرتبت خاندان آج صاحبان بصیرت کے لئے آئینہ عبرت ہے

اس خاندان سے خاندان کو لاس کے بھی خاص روابط تھے جسکا ذکر ہندو مسلم انتہائی رواداری کے ثبوت میں پیش کرنا ضروری خیال کیا جاتا ہے

مورخ کی مدد کرکے اسکو شائع کرنیکی جانب متوجہ ہو جائیں اسس تاریخ کو میں نے دیکھا ہے۔ بلحاظ رشتائی تعلق خاندان مورخ و خاندان والی بالکنڈہ اس کے دستاویزات بہت ہی اہمیت رکھتے ہیں۔

www.taemeernews.com

پدم سنگھ و وحید منور خان میں ایسا بھائی چارہ تھا کہ باہمی خاندان کے ربط کو بڑھانے اپنے فرزند حسن منور خان کی والی سمستان کو لاس کی لڑکی سے شادی کر دی گئی۔ یہ واقعہ ۱۲۰۰ھ کا ہے۔ (قلمی تاریخ بالکنڈہ مصنفہ فیض الدین صاحب) دولہن گذرنے کے بعد دکنی بہو بیگم کا خطاب دیا گیا۔ کیا اس سے بڑھکر کوئی ثبوت ہندو مسلم برادرانہ تعلقات کے مخالفین کے لئے درکار ہیں؟

نرمل

نرمل کو ایک کولی مسمی لمبا نایر نے جو متمول اور سپاہی تھا آباد کیا تھا جسکے متعلق مولف تاریخ نرمل کا خیال ہے کہ یہ ۱۳۱۷ء میں آباد ہوا ہے یہ قصبہ رفتہ رفتہ ایک پرگنہ بن گیا۔ اسکے بعد چند روز تک اس پر ایلموں کی حکومت رہی۔ ابتداً دیہات پرگنہ نرمل کو ٹلی مڑگ دفاتر سرکاری میں تحریر کرتے تھے اور حکام کا مستقر موضع پر منڈل پر تھا۔ غالباً اسی وجہ سے پلی مڑگ کاغذات میں لکھا جاتا ہے۔

۱۱۳۷ھ میں یہ پرگنہ پھر امین خان کے تصرف میں آ گیا۔ لیکن آصف اول نے امین خان پر بدگمانی کی۔ اس لئے چنگٹ راؤ برادر زادہ گنٹی پایا کو نرمل مشروط بہ نوکری فوج سرفراز ہوا۔ راؤ مذکور نے نہایت سلیقہ سے اس کو آباد کیا اور ایک بہترین مقام بنا دیا۔ آج بھی اسکی یادگار میں بعض قدیم عمارات موجود ہیں۔ اور ایک ندی ابار اور پیٹھ کی روک کر (۲۰) تالابوں کے سیرابی کا انتظام کیا۔ اس کتوہ کا نام ینکٹ راؤ کتوہ اپنے بھائی کے نام سے رکھا۔ اس کے بعد ایا مکند راؤ کے قبضہ میں یہ شہر آیا جس کو زہر دیکر

049 www.taemeernews.com

زنار داروں نے ہلاک کیا۔ اس کے بعد سرباراؤ نے اس پر قبضہ جمایا۔ سرباراؤ کے زمانہ میں بڑے جنگ و جدال ہوئے۔ آخر کار ۱۱۷۵ھ میں سرباراؤ فوت ہوا۔ پھر گنگاراؤ قابض ہوا۔ من بعد یہ علاقہ ابراہیم علی بیگ دھونسی کے تفویض ہوا۔ یہ زمانہ غالباً ۱۱۸۵ھ کا تھا۔ اُس نے گیارہ سال چھ ماہ حکومت کی اسکے عہد حکومت میں نرمل بہترین فوجی مقام بن گیا۔ جہاں کئی سو توپیں دس ہزار سوار ایک لاکھ اڑسٹھ ہزار پیدل فوج کے علاوہ دس ہزار کی جمعیت عرب حبشی سندھی روہیلہ ہر وقت تیار رہتے۔ ۱۱۹۵ھ میں ابراہیم علی بیگ کے بعد اسکا لڑکا فرخ مرزا حاکم ہوا۔ جو سات ہی ماہ میں سازش سے قتل کیا گیا۔ اُس کے بعد اُس کا کمسن بھائی مرزا خان بہادر حاکم بنایا گیا۔ ۱۱۹۶ھ میں جبکہ کولاس کے سفر پر مرزا خان بہادر احتشام جنگ کو ملازمت کیلئے طلب کیا گیا تو وہ حاضر نہ ہوا۔ سردار الدولہ عرف گھانسی میاں کو سرکوبی کا حکم دیا گیا۔ چونکہ بودھن اسی پرگنہ کے زیر اثر تھا۔ اس لئے ۱۱۹۷ھ میں افواج آصفی نے جنگ کر کے اس کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اِس کے بعد نرمل کی فوج آگے بڑھی جو ایک فرانسی افسر دلاور جنگ نامی (جو احتشام جنگ کی فوج کا سپہ سالار تھا) کے تحت تھی۔ لیکن وہ شکست کھا کر بھاگی۔ پھر احتشام جنگ کو معزولی دی گئی اور قلعہ نرمل کی حکومت امام علیخان برہان الدولہ بہادر کے حوالہ کی گئی۔ یہاں یہ امر خالی از دلچسپی نہیں کہ احتشام جنگ نے جو محل نرمل میں اپنے لئے بنایا تھا۔ اوسکی گستاخی کے سبب محل کو مسمار کر کے اُس کا بہترین جو حصہ حیدرآباد منگوا کر چینی محل اور روشن محل میں لگایا گیا تھا۔ اس کے بعد حکومت راجہ شنکر ناتھ والد گوبند ناتھ کے تفویض رہی۔

050 www.taemeernews.com

جو آرمور کا رہنے والا تاجر تھا۔ مبارز الملک کے زمانہ میں اس نے نرمل میں دوکان قائم کی (یہ بعد میں اپنے حسن انتظام سے فوطہ دار بھی ہو گیا تھا) آصفجاہ نے اس کی دیانت وہشیاری کے لحاظ سے نرمل اس کے تفویض کیا۔ جو راجہ بچونت بہادر سے مخاطب ہوا۔ اس کی بعد نرمل کی حکومت عبدالرحیم خان روہیلہ ساکن قندہار کو ملی اور اُسکے بعد محمد علیخان لوہانی کے زیر اثر آئی۔ یہ زمانہ ۱۲۱۸ھ کا تھا۔

۱۲۲۰ھ میں محمد علیخان لوہانی کو معزول کیا گیا جسکے بعد اس خاندان نے نظام آباد میں سکونت اختیار کی جس نے اپنی زندگی بڑے ہی تزک واحتشام سے بسر کی۔ نظام آباد کے چند مقبروں کے متعلق روایت ہے کہ یہ خاندان نولکھا سوداگروں کے نشان ہیں۔ کیا عجب کہ یہ اس خاندان سے تعلق رکھتے ہوں۔ افسوس ہے کہ کوئی کتبہ کا پتہ نہ چلا (بعد معزولی لوہانی یہ علاقہ اشرف الدولہ کے حوالے کیا گیا۔ جو رکن الدولہ کی اولاد سے تھے اور اسکے بعد مرزا ابراہیم بیگ مبارز الملک ظفر الدولہ ہونسہ کے زیر اثر رہا۔ اس کے بعد ضلعبندی میں اس کو شریک خالصہ کر کے ضلع اندور کے تحت کر دیا گیا۔ اور مکرر ضلعبندی میں جو ۱۳۱۴ف میں ہوئی ضلع عادل آباد کے تحت کر دیا گیا۔ اور آج بھی اُس کا یہ ایک تعلقہ ہے۔ چونکہ اس وقت ضلع نظام آباد سے اس کا تعلق نہیں رہا اس لئے ہم اس پر مزید روشنی ڈالنا غیر ضروری سمجھتے ہوئے ان واقعات کو ختم کرتے ہیں۔ نوٹ :۔ تاریخ نرمل ۱۲۳۲ھ میں بزبان فارسی عبدالرزاق بن عبدالغنی نے لکھی تھی۔ اُس کا ترجمہ محمد امام الدین نے کیا۔ جو تذکرہ نرمل کے نام سے ۱۳۲۷ف میں شائع ہوئی ہے۔ اُس میں

www.taemeernews.com

تفصیلی واقعات درج ہیں۔ جس سے ہم کو بیحد مدد ملی۔ ہم صاحب تالیف کیلئے دعاء مغفرت کرتے ہیں۔

کولاس

بالکنڈہ اور بزل کے تاریخی مقامات کا مختصر حال سپرد قلم کرنے کے بعد ہم ایک اور تاریخی مقام کولاس کی جانب متوجہ ہوتے ہیں۔ کولاس ایک پہاڑ کا نام ہے جو جانب جنوب نظام آباد (۲۶) میل پر واقع ہے۔ یہ پہاڑ سلسلہ بالاگھاٹ کی ایک کڑی ہے۔

جب محمد تغلق نے ورنگل کی آخری فتح ۷۳۲ھ میں حاصل کی تو ورنگل کے راجہ رودرا دیو نے سرزمین کولاس میں سکونت اختیار کی اور کوہ کولاس پر آبادی قایم کی؎ قلعہ کولاس کی آبادی کے بعد جب رودرادیو کو سلطان علاؤ الدین نے ورنگل کی حکومت سپرد کردی۔ تو کولاس ملک سیف الدولہ کے سپرد کیا گیا۔ کولاس کا تعلق حکومت بریدیہ اور سلطنت قطب شاہیہ سے رہا۔ کیونکہ ہر دو سلطنتوں میں اس مقام کے لئے عظیم الشان

؎ قصبہ رودرور تعلقہ بودھن کے متعلق مرا نتیجہ فکر یہ ہے کہ اس کو رودرادیو کے نام سے ہی موسوم کیا گیا تھا۔ قصبہ رودرور ۱۲۰۲ف میں پرگنہ کی حیثیت سے موہن لو پنگلہ کو فوجی تنخواہ کے معاوضہ میں دیا گیا تھا۔ اور معاہدہ کی تکمیل نہ ہونے کی وجہ قلعہ داران اودگیر و قندہار کو سرکوبی کا حکم دیا گیا۔ جس کے بعد یہ شریک خالصہ کر لیا گیا۔ اس واقعہ کا پتہ تاریخ قندہار سے چلتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ قصبہ جو اسوقت بھی تاریخی اہمیت رکھتا ہے میرے خیال کے موافق راجہ کے نام پر ہی آباد ہوا ہو۔

www.taemeernews.com

معرکہ آرائیاں ہوئی ہیں۔ موجودہ قلعہ کولاس کا استحکام جمشید قطب شاہ نے جگ دیوراؤ نائک واڑی کے مشورہ سے کیا۔ کیونکہ یہ مقام فوجی نقطۂ نظر سے بیدر پر حملہ کیلئے بہترین تھا۔ یہ تعمیر ۹۵۱ھ میں آغاز ہو کر ۹۵۲ھ میں ختم ہوئی ۶۶ھ میں اس قلعہ کا تعلق قطب الملک والی گولکنڈہ و فرمان روائے دکن سے رہا۔ عہد حکومت تاناشاہ (۱۰۸۰ھ) میں کولاس سید محمد طاہر کے تحت رہا۔ تاریخ سوانح دکن مولفہ مقیم خان ہمدانی سے پتہ چلتا ہے کہ سرکار کولاس کو سالانہ (۷۵۵,۰۰۰) روپیہ کا محاصل تھا۔ اور پرگنہ حویلی کولاس پرگنہ رڈلور پرگنہ ساتولی پرگنہ گندھاری اور پرگنہ نارائن کھیڑ اس کے تحت تھے۔

عالمگیر کی تاخت و تاراج و فتح و نصرت دکن کے بعد کولاس کا زوال شروع ہوا اس لئے کہ فوج کی چھاونیاں یہاں سے برخاست ہوگئیں۔ یہ زمانہ ۱۱۰۰ھ کا ہے۔ اس کے بعد سے قلعہ کے دامن میں شمالی جانب ملکاپور کی آبادی منقلب ہو کر کولاس سے موسوم ہو گئی۔

۱۱۳۷ھ سے قلعہ کولاس سلطنت آصفیہ کے زیر اثر ہوا اور ۱۱۵۷ھ میں نواب بسالت جنگ کے زیر تسلط رہا۔ جو نواب آصفجاہ اول کے پانچویں فرزند تھے۔ اور یہ دیوان بھی مقرر ہوئے تھے۔ اس کے بعد ۱۱۷۶ھ میں راجہ پدم سنگھ کو اون کی اور اُن کے باپ اجی چند کے جاںنثاری کے صلہ میں قلعہ داری کولاس عطا ہوئی۔ (یہ خاندان بیاڑ سنگھ سے ہیں۔ جو اندرکھی علاقہ آلہ آباد کے مشہور زمیندار اور اورنگ زیب کی فوج میں اعلیٰ خدمات انجام دے چکے ہیں۔)

آصفجاہ ثانی کی ہم رکابی میں راجہ پدم سنگھ ہمیشہ رہ گئے آصفجاہ ثانی

053 www.taemeernews.com

دو مرتبہ کولاس کے خوشنما منظر سے لطف اندوز ہوکر شکار کیلئے قلعہ کولاس میں فروکش ہوئے۔ آخری مرتبہ ۱۱۹۶ھ کا تھا۔ راجہ موصوف فوج آصف جاہی کے بہادر افسر تھے۔ جن پر بادشاہ کامل بھروسہ رکھتے تھے۔ ان کی جلوس میں (۶۱) ہاتھی اور (۲۰۰) اونٹ رہتے تھے۔ انکو قصاص کے لینے کا اختیار تھا اس طرح اپنی ساری عمر اطاعت گذاری میں بسر کرکے ۱۲۲۹ھ میں عمر طبعی حاصل کرنے کے بعد انتقال کیا۔ ان کے بعد راجہ نرندر سنگھ المخاطب راجہ پدم سنگھ (فرزند) جانشیں ہوئے۔ جو اپنے باپ کے قدم بقدم تھے۔ انکے زمانہ میں ایسٹ انڈیا کمپنی کے معاہدہ کی وجہ سے فوج کی ضرورت باقی نہ رہی اس لئے محض انتظام ملک کی حد تک فوج رہی۔ راجہ پدم سنگھ کا انتقال ۱۲۵۴ھ میں ہوا۔ اون کے جانشیں اون کے فرزند راجہ لچھمن سنگھ ہوئے

ان کے انتقال کے بعد راجہ نین سنگھ برادر خورد قابض ہوئے۔
ان کے زمانے میں بھی قندہار اور بھیر کور کی لڑائیاں ہوئیں جنمیں یہ فتح مند رہے ۱۲۶۳ھ میں اون کا انتقال ہوا۔ ان کے فرزند دیپ سنگھ کو بذریعہ سند علاقہ کولاس کی سرفرازی ہوئی۔ ان کا انتقال ۱۲۸۵ھ میں ہوا۔ اور ان کے فرزند راجہ درجن سنگھ مسند نشین ہوئے۔ یہ زمانہ نواب افضل الدولہ بہادر کا تھا۔ جن کے بعد نواب میر محبوب علیخان بہادر سریر آرائے حکومت ہوئے ۱۲۸۶ھ میں راجہ درجن سنگھ صرف (۱۶) ماہ کولاس پر حکومت کرکے انتقال کرگئے۔ اولاد نہ تھی۔ دو نوجوان رانیاں تھیں باہمی مناقشہ کے باعث کولاس زیر نگرانی سرکار آیا۔ لیکن ۱۲۹۱ھ میں رانی سون کنور بائی کے حق میں واگذاشت ہوا۔ رانی صاحبہ نے ایک لڑکا متبنیٰ کیا جو اجمیر سے لایا گیا تھا۔

www.taemeernews.com

ہنوز اوسلی منظوری کی کارروائی ہو رہی تھی کہ ۱۳۲۲ھ میں مالک کا انتقال ہوگیا جس کے بعد کو لاس زیر نگرانی سرکار آگیا اور بعد کارروائی تحت قانون پیشگاہ خسروی نواب میر عثمان علیخان شاہ دکن ۱۳۲۴ھ میں ہمتاں کو لاس شریک خالصہ کرلیا جاکر پسماندوں کو ماہوار مقرر کر دیگئی ہے اور جو کچھ روپیہ اور زیادرا ست بزمانہ ضبطی خزانہ کو لاس سے وصول ہوا تھا۔ وہ بھی ورثاء کو تقسیم کیا جاکر ضبطی کے زمانہ کا محاصل بھی ادا کرنے کا حکم شرف صدور لایا جو خسرو دکن کی فیاضی کی ادنیٰ مثال ہے۔

انگریزی تاریخ میں نظام آباد کا ذکر

۱۶۵۳ء میں لیس۔ جے۔ بی ٹیورنر فرانسی تاجر نظام آباد سے گذرا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ایک چھوٹی سی ندی ہے جو شاہان مغلیہ اور بادشاہ گولکنڈہ کے درمیان حد فاصل ہے۔ غالباً اوس کا مقصد گوداوری سے ہے۔ ۱۶۶۷ء میں موسیو تھیونو فرانسی سیاح یہاں سے گذرا اس کا بیان ہم ذرا تفصیل کے ساتھ لکھنا ضروری سمجھتے ہیں وہ لکھتا ہے کہ "ہم اندور پہنچے تو معلوم ہوا کہ یہ ایک راجہ کے قبضہ میں ہے۔ جو نہ تو مغلیہ بادشاہت کا مطیع ہے اور نہ گولکنڈہ کے زیر اثر۔ بلکہ لڑائی کا رنگ جدہر کامیاب دیکھتا ہے اُدہر کی گاتا ہے۔ یہاں کا راجہ ہم سے فی گاڑی دو روپیہ ٹکس طلب کیا لیکن ہم ایک روپیہ ادا کرکے یہاں سے چلدیے۔ یہاں بسنت پوری پہنچے ایک دیول قلعہ پر واقع ہے اُسے دیکھتے ہوئے آگے بڑھے اس کے بعد

ع بعض مواضع و قصبہ کولاس ضلع ناندیڑ میں شامل ہوگئے۔ اور بعض مواضعات ضلع ہذا میں ہیں۔

055 www.taemeernews.com

ہم اندوائی سے چار گھنٹے سفر کے بعد ایک خوشنما پہاڑی پر پہنچے جو تمام رقبے زمین پر بہترین اور شاداب نظر آتی تھی"۔ (سیاح غالباً سرناپلی کے جنگل کا ذکر کر رہا ہے مصنف)

ڈچپلی یا (سیتا نگر)

"ہم جب سیتا نگر پہنچے تو وہاں ایک مستطیل شکل کا مندر دکھائی دیا۔ جو (۴۵) قدم لمبا (۲۸) قدم چوڑا تیس قدم اونچا۔ یہ عمارت ایسی ہے جیسے تھسر کی عمارتیں۔ اس کی کرسی (۵) فٹ چاروں طرف اونچی ہے سو سیتھنو سیتا نگر کے مفصل حالات اس طرح لکھا ہے کہ "اس پکوڈ کو سیتا نگر کہتے ہیں۔ وہ ایک مستطیل شکل کا مندر ہے (۴۵) قدم لمبا ۲۸ قدم چوڑا۔ تین قدم اونچا یہ اسی قسم کا پتھر ہے جسکی تھسر (THESEP) کی عمارتیں ہیں۔ اس کی کرسی پانچ فٹ چاروں طرف اونچی ہے۔ اور عمدار یعنی اور رہا ریا پیتوں سے اس میں اضافہ ہے۔ گلاب کے پھول اور کھنداشہ سے اوسے خوبصورت کیا گیا ہے۔ اور اس عمدگی سے تراشا گیا ہے کہ گویا یورپ کے معماروں نے بنایا ہے اس کا اگوڑد غالباً بیرونی ورانڈہ) نہایت دلکش ہے۔ اس کے ستونوں، کنگروں، دروازے اور محرابوں پر عجب طرح کا نقش و نگار ہے۔ اُس کے اندر کی ساخت ایلورا مندر کی سی ہے۔ ایک اصل مندر ہے اور دوسرا بازو کا مندر ہے۔ تیسرا نہایت پر ایک چوٹی پر عبادت گاہ ہے۔ مجھے اصل مندر اور بازو کے مندر میں کچھ معلوم نہوا صرف اتنا ہی دیکھا کہ اس چار دیواری میں پتھروں کی جھلک نہایت

056
www.taemeernews.com

خوشنما معلوم ہوتی ہے! ور درمیان میں ایک گلاب کا پھول نہایت عمدہ تراشا ہوا ہے۔

اس مقام پر اور پیگوڈون کی طرح دروازہ ہی سے روشنی آتی ہے البتہ بازد کے مندر کی دیواروں میں روشن دان ہیں۔ جن کا جھکاو بندرگاہوں کے ادن سوراخوں کا سا ہے جن میں رکھکر توپیں سر کی جاتی ہیں۔ سوراخ کے اندر لوہے کا ایک پیچ لگا ہوا ہے جو ایک ٹانگ کے برابر ہے۔ مجھے کہا گیا کہ یہ لوہا اُن لوگوں کیلئے استعمال کیا جاتا ہے۔ جو عبادت گاہ میں زیادہ دنوں کا روزہ رکھکر اس سے لپیٹ دئے جاتے تھے۔ کنارہ کی عبادت گاہ میں انھیں دیواروں کے پتھروں کے بیچ میں ایک قربان گاہ بنی ہوئی ہے چٹان کو تراش کر اسکی کئی منزلیں بنائی ہیں۔ اور خوبصورتی کیلئے اس میں گہرا گلاب کا پھول اور زیبائشی نقش ونگار سے آراستہ کیا گیا ہے نیچے ہر طرف تین تین ہاتھیوں کے سر ہیں اسی پتھر کو جو قربان گاہ میں لگا ہوا ہے ایک کرسی مندر کے دیوتا کی نشست کیلئے بنی ہوئی ہے مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت تکمیل کو نہ پہونچی۔ جب میں نیچے آگیا تو مجھے پہاڑی کے دامن میں مشرق کیطرف اور ایک عمارت دکھائی دی۔ جس کا مجھسے کسی نے ذکر نہیں کیا تھا۔ میں اپنے ملازمین کو لیکر ادس طرف گیا۔ وہاں جاکر اس قدر دیکھا کہ ایک عمارت کی تعمیر شروع کیگئی ہے جس کی دیواریں اُسی پتھر کی ہیں۔ جس کا یہ پیگوڈ بنا ہے۔ اس کی دہلیز تک بھی پتھر کی بنی ہوئی ہے۔ جو

عہ یہ اس وقت بھی موجود ہے۔

057 www.taemeernews.com

ڈیڑھ قد آدم لمبا ہے۔اس عمارت میں بڑے بڑے جگادھری پتھر لگے ہوئے ہیں۔ میں نے ایک پتھر کو ناپا تو وہ چار قدم لمبا تھا۔اس عمارت کے پاس ایک تالاب اتنا چوڑا ہے جیسا کہ دریائے سین پیرس کے نیچے بہتا ہے۔اور اسقدر طویل ہے کہ میں ایک بلند مقام پر جاکر دیکھا تو دوسرا کنارہ نظر نہیں آیا۔اس تالاب کے وسط میں ایک اور تالاب ہے اوسکے چاروں طرف دیواریں بنی ہوی ہیں اور سات آٹھ قدم مربع ہے چونکہ یہ پانی اس مکان کے نیچے بہتا ہے اس لئے وہاں سے اس میں اترنے کیلئے سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔جب کوئی ڈیڑھ سو قدم اس مکان کے سلسلہ میں سامنے کیطرف تالاب میں جائیں تو وہاں ایک مربع دالان آٹھ دس قدم چوڑا ہے۔اس کا چبوترہ پانی سے ایک فیٹ اونچا ہے یہ والان اور اسکی چھت بھی اس پتھر کی بنی ہوئی ہے جس کا وہ مکان بنا ہوا ہے اُس کے سولہ ستون ہیں ڈیڑھ ڈیڑھ قدم کے بلند اور ہر جانب چار چار ستون ہیں یہ عمارت قدیم یونانی عمارتوں سے ملتی جلتی ہے اس مندر اور محل کو سیتا نگر سے موسوم کیا گیا ہے۔کیونکہ یہ گوڈ سیتا رام کی بیوی سے منسوب ہے۔ میں نے سُنا ہے کہ ان ہر دو عمارات کی تعمیر راجپوت امیر نے شروع کی تھی مگر اوسکے مرجانے کے باعث ناتمام رہ گئی عـــہ اس عبارت کو پڑھنے کے بعد جب ڈچپلی کے دیول پر کھڑے ہوکر غور کریں سیاح مذکور کے اُن بیانات کی تصدیق ہو جاتی ہے۔کیونکہ تمام علامات طول وعرض میں کوئی فرق نہیں ہے۔یہ مقام اسٹیشن ڈچپلی سے ۳ میل اور نظام آباد

عـــہ دیکھو جلد دوم تاریخ سلسلۂ آصفیہ۔

058
www.taemeernews.com

سے ۱۱ میل ہے جہاں موٹر سہولت سے پہنچ سکتی ہے اس دیول کو آثار قدیمہ کے محکمہ نے اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔

۱۳۴۳ ف میں ایک کنبی کے مکان کی کھدوائی کے موقع پر ایک تراشیدہ پتھر کی کمان برآمد ہوئی جس سے سیاح مذکور کے خیال کی تائید ہوتی ہے کہ عمارت تیار ہوتے رہگئی ہے۔

اسی عمارت کے جانب مشرق شمال تقریباً دو فرلانگ پر جھاڑوں کے جھنڈ میں قدیم آبادی کے آثار موجود ہیں۔ سیتا نگر ایک راجپوت کی جانب منسوب کیا جاتا ہے یہ خیال بھی غلط نہیں معلوم ہوتا۔ کیونکہ کو اس پر راجپوتوں کی حکومت رہی ہے۔ پرگنہ گندھاری کو اس کے تحت تھا جو ڈچلی سے قریب ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ مقام پرگنہ گندھاری کے تحت رہا ہوگا۔ اس عمارت کو چودھویں صدی کی قرار دینے میں تامل ہوتا ہے کیونکہ دکن کے کسی دیول سے اس کا نقشہ نہیں ملتا۔

اس موقع پر ہم قلعہ نظام آباد کو بھی پیش کرینگے کہ اس کی تعمیر بھی پندرہ سولہ صدی عیسوی سے بڑھکر نہیں معلوم ہوتی۔ کیونکہ اس عمارت کا صدر ہال جہاں مورتی پوجا ہوتی تھی یا یہ کہ وہ راجہ کا دربار ہال تھا۔ بالکل مسلمانوں کی ذہنیت تعمیر کا نقش ہے کہ اس قدر روشن ہوادار عمارت کا تخیل پہلے نہ تھا۔ اور نہ ہندو ماہر فن اس قسم کی تعمیر کے عادی تھے۔

؎ کہا جاتا ہے کہ رگھوناتھ جی نے اس عمارت کو دیول کیلئے تعمیر کروایا تھا چنانچہ اس عمارت کے دامن میں جو تالاب ہے وہ رگھوناتھ تالاب کے نام سے موسوم ہے جسمیں ایک سادہ بھی ہے افسوس کہ اس عمارت کی تعمیر کی تاریخ نہ ملسکی

059 www.taemeernews.com

پس قلعہ نظام آباد کی تعمیر کو پندرہ سولہ صدی عیسوی سے آگے نہیں بڑھایا جا سکتا بحالت موجودہ اس عمارت سے جیل خانہ کا کام لیا جا رہا ہے یہی وجہ ہے کہ وہ اپنی اصلی حالت پر قائم ہے۔ اور اس کی صورت مسخ نہیں ہوئی بلکہ کچھ اور خوبصورتی ہی پیدا ہو گئی ہے۔ (مزید معلومات کے لئے ملاحظہ ہو باب عمارات عامہ)

اس قلعہ کے متعلق مورخ حالات نظام آباد نے لکھا ہے "کہ رگھوناتھ داس نے رام لکشمن اور شیو کے نام وقف کیا تھا جس کے بعد قلعہ بنا" لیکن یہ پتہ نہ چلا کہ داس موصوف کون تھے

مستقر نظام آباد کی قدیم آبادی کو اگر نگاہ متجسس تلاش کرے۔ تو وہ کوٹ (۱) کا مقام ہو گا۔ یا قدیم ترین عمارت "شمبو گڑہی" کا مندر جو نئی مارکٹ برکت پورہ کے قریب واقع ہے اور جس کا حصار نرسا گوڑ صاحب نے ۱۳۴۰ ف میں تعمیر کروایا۔

موجودہ نتیجہ تحقیق

مستقر نظام آباد کو کسی طرح بڑا راج نہیں کہا جا سکتا۔ بلکہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ جب بہا ہوکیہ خاندان کی سلطنت تلنگانہ میں آئی جس کے راجہ گنتی یا دیادونی خود مختار تھے۔ اس وقت ممکن ہے نظام آباد ایک چھوٹی سی راجدھانی ہو۔ لیکن اس کے حدود اراضی کو بہت ہی مختصر کہنا پڑے گا۔

(۱) کوٹ۔ نظام آباد کا ایک محلہ جو قدیم آبادی کے جنوب مشرق میں ہے۔

060 www.taemeernews.com

کیونکہ قریب ہی یہیں بودھن ایک پایہ تخت تھا۔ اس کے علاوہ ہم دیکھتے ہیں ایک طرف سرکار کولاس اور دوسری طرف سرکار ناندیڑ اور تیسری طرف سرکار نرمل رہا۔ کسی وقت بھی اندور کو بجز پرگنہ کے سرکار کا لقب نہ مل سکا۔ ان تمام امور کے علاوہ بجز ۱۳۰۰ء میں ایک معمولی واقعہ کے کہ ملک کافور نے اندور کے راجہ سے لڑکر فتح پائی۔ جس کا داخلہ تاریخ فرشتہ سے ملتا ہے اور کوئی واقعات نہ مل سکے۔ اور نہ یہاں کی کسی مہم کا پتہ تواریخ سے چلتا ہے حالانکہ بودھن و نرمل دبالکنڈہ اور کولاس کے واقعات تواریخ میں درج ہیں یہاں تک کہ موضع گنڈیرہ (جو مستقر نظام آباد سے (۴) کوس کے فاصلے پر ہے) بمقابلہ زمیندار سرناپلی جنگ کا مقام رہا ہے۔ اس زمانہ میں نظام آباد کے قلعہ دیول کی مورتیاں سرناپلی منتقل کی گئیں۔ اور وہاں سے اندور ہی کے دیول میں۔ جہاں ابتک موجود ہیں عہ

ان تمام امور کے مد نظر اندور کے متعلق ہماری تحقیق کا خلاصہ یہ ہے کہ پانسو سال سے زائد یہ کوئی تاریخی مقام نہیں رہا۔ البتہ اس کے بعض ملحقہ مواضعات کی تاریخ سے اس پر کافی روشنی پڑ سکتی ہے جس کا ذکر اوپر کر دیا گیا ہے۔ اگر کوئی مقام قدیم تاریخ کا اس ضلع میں نظر آتا ہے تو وہ مستقر بودھن ہے۔ اس کے بعد بالکنڈہ و کولاس۔ اور اس کے بعد ساتونی اور ہنگل تحقیقات سے نکل آتا۔ قدیمہ کے تحت سلطنت راشٹر کوٹ کا پایہ تخت اندور (نظام آباد) کو قرار دینے میں بھی ہم کو تامل ہوتا ہے۔ کیونکہ اس شہر سے پایہ تخت اٹھانے کے بعد اگر اندور کو پایہ تخت بنایا جاتا تو بلا شبہ

عہ بیانات دریافت انعام سرناپلی مشمولہ مثل انعام

061 www.taemeernews.com

ایک ہزار سال قبل کی عمارتیں اس کی شہادت میں یہاں موجود ہوتیں۔ لیکن ہم دیکھتے ہیں) اس بیان کا کوئی مادی ثبوت ہمکو نہیں مل رہا ہے البتہ بودھن کو ہم اندر سوم کا پایہ تخت قرار دیں اور اندور کو اسی راجہ کے زمانہ کی آبادی تصور کرکے اسکا نام اندر سوم کے نام پہ اندرا پورہ کہا ہوا سمجھیں تو حق بجانب ہوگا۔ جس کی تصدیق کتبات متذکرہ سے ہوسکتی ہے ورنہ کوئی معنے نہیں کہ بودھن کی ترقی کا ذکر تو کتبات میں ہو اور اندور کا نام نہ آسکے اس قدر تحقیق کے بعد اب ہم آیندہ محققین کیلئے نتیجہ کو حالت منتظرہ میں چھوڑ دیتے ہیں (اس حد تک مسودہ اس وقت کا ہے۔ جبکہ بودھن کو ضلع نظام آباد کا ایک بدترین تعلقہ قرار دیا گیا تھا۔ اور کہا جاتا تھا کہ بودھن جائے بودن نیست" لیکن عہد عثمانی کے زرین کارناموں میں ہم کو بحیثیت مورخ یہ لکھتے ہوئے مسرت ہوتی ہے کہ بودھن کی قسمت نے پھر پلٹا کھایا۔ اور وہ اپنی قدیم تاریخ کی جانب پھر ایک مرتبہ لوٹایا جارہا ہے یہاں پر کارخانہ شکر سازی کا قیام اور ریل کی آمد اس کو معراج ترقی پر پہنچانے کا پیش خیمہ ہے مستقبل قریب میں سابقہ ضرب المثل میں لفظ "نیست" کی جگہ "ہست" لے لیگا۔ کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا قادر ہے کیونکہ وہی زندہ بستیوں کو مردہ اور مردہ شہروں کو زندہ کرتا ہے۔

آرمور

آرمور کی آبادی سنہ ۱۱۰۰ھ سے پہلے کی نہیں معلوم ہوتی سنہ ۱۲۰۰ھ میں راؤ شنکر نائک قصبہ آرمور کا ایک متوطن متمول تاجر تھا جس کی متعدد

www.taemeernews.com

دکانات حیدر آباد۔ اورنگ آباد وغیرہ میں تھیں وصونشہ نے اس کو خدمت خزانہ داری نرمل عطار کی تھی۔ ۱۲۰۳ھ میں جب اس کا انتقال ہوا تو اس کا لڑکا راجہ شنکر نائک ثانی نے اپنی آبائی خدمت کا جائزہ لیا۔ جو آرمور ہی میں سکونت پذیر تھا۔ اور وہیں سے فرائض خدمت انجام دیتا تھا۔

غالباً سنہ ۱۲۱۰ھ میں آرمور کے پہاڑ پر قلعہ کی تعمیر ہوئی اور دیول بنائی گئی گوبند پیٹھ کی گڑھی شنکر نائک ہی نے اپنے باپ کے نام سے موضع کو آباد کر کے بنوائی تھی جس کا نام پہلے موضع امراو تھا۔ نرمل سے آمد و رفت کے موقع پر یہ اس مقام پر قیام کرتا تھا۔ اور اسی طرح پیر کرنا کو آباد کر کے سوموار پیٹھ اپنی والدہ کے نام سے موسوم کیا۔

یہاں پر کھتری قوم آباد ہے۔ یہ لوگ سفید فام خوبصورت ہوتے ہیں سنہ ۱۳۲۳ھ میں مولف نے ان کے حسن و جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے۔ مرد عموماً دن بھر کپڑوں کے ماگھ پر رہتے ہیں اور شام کو بکثرت نشہ کے عادی ہیں۔ اسی طرح عورتیں بھی اس نشہ بازی کا نتیجہ ہمیشہ زناکاری ہی ہوتا ہے اسی لئے یہاں پر بکثرت عورتوں کی بے عصمتی کا شہرہ ہے جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بیس پچیس سال کے عرصہ ہی میں نسل مخلوط ہو گئی۔ اور ہوتی جا رہی ہے۔ رنگ اور اعضا میں تغیرات پیدا ہو چکے ہیں تیزی سے صورتیں مسخ ہو رہی ہیں۔

یہ لوگ سب کے سب ریشمی کپڑوں کی صنعت اور تجارت کرتے ہیں ان میں سے اکثر متمول و سرمایہ دار ہیں۔ زبان کھتری بولتے ہیں کھتری زبان گجراتی زبان سے نکلی ہے۔ اس لحاظ سے اس قوم کو گجراتی قوم کی

063 www.taemeernews.com

شناخ قرار دیا جاسکتا ہے ۔ ان کے عادات واطوار صورت شکل رنگ وقوائے جسمانی ۔ اور زبان اُن کے گجراتی ہونے کا ثبوت ہیں ۔

اس مقام پر اس نسل کی آمد غالباً راجہ شنکر نائک کے زمانہ میں ہوئی ہے جبکہ وہ اپنی تجارتی منڈیاں حیدرآباد اورنگ آباد مرکزی مقامات پر رکھتے تھے تو تجارت ریشمی پارچہ کے لئے اس قوم کو یہاں لانا قرین قیاس ہے ۔ اور یہ زمانہ سنہ ۱۱۰۰ھ کا ہوگا ۔ اس کے بعد اس قوم نے یہاں مستقل سکونت اختیار کرلی ۔ اور اپنے پیشہ کو جاری رکھا ۔ مستقر آرمور پر ان کی آبادی تقریباً تین ہزار ہے ۔ سنہ ۱۲۰۳ھ میں زمینداری پرگنہ اندور انتہائے بغاوت کی اور کماشتدار کا سر کاٹ کر اس کے ساتھیوں کو مار ڈالا ۔ راجہ شنکر نائک نے اس بغاوت کو فرو کرنے کے لئے آرمور سے کوچ کرکے موضع رامڑگ کا محاصرہ کیا ۔ اسوقت نائک کے ہمراہ (۵) ہزار فوج تھی ۔ گڑھی رامڑگ کو نیست و نابود کردیا ۔ اور یہاں سے نکلکر سرناپلی پہونچا جہاں زمینداری رہتی تھی ، اور ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد اس کو فتح کرکے آرمور واپس ہوا ۔ چونکہ زمیندار روپوش ہوچکی تھی ۔ اس لئے اس کو گرفتار نہ کرسکا ۔

اسی زمانہ میں نظام آباد کے قلعہ کی مورتیاں سرناپلی میں منتقل ہوئیں اور وہاں سے اندلوائی کی دیول میں قائم کی گئیں ۔

مستقر آرمور کی جدید آبادی و ہفتہ وار بازار آغا شیخ علی رضا صاحب دوم تعلقدار کی کوششوں کا نتیجہ ہے ۔ جسکا سنگ بنیاد مرزا محمد بیگ صاحب کے زمانہ میں رکھا گیا ۔ تعلقہ آرمور میں آمنہ پور کی جدید آبادی بیگم سراکبر حیدری

۱؎ ۔ تاریخ نرمل

064 www.taemeernews.com

کے نام سے آخر ۱۳۲۴ف میں موسوم ہوئی۔ یہ ایک بے چراغ موضع ستارام پیٹھ
سے موسوم تھا جس کو نمونہ کا موضع بنایا گیا۔ آغا صاحب کی حسن کارگذاری
کا بہترین ثبوت ہے۔

کاماریڈی

اس تعلقہ کا نام اڑلور تھا۔ دفاتر تحصیل حدود موضع کاماریڈی میں واقع
ہوئے تھے۔ اور ریلوے اسٹیشن بھی اسی حدود میں قائم ہونے والا تھا۔ اس
لئے مسٹر ڈنلاپ نے بحیثیت ناظم بندوبست تحریک کی کہ کاماریڈی کو مستقر تعلقہ
قرار دیا جائے جو ۱۳۰۵ف میں منظور ہوئی۔ محمد فصیح الدین احمد المخاطب
فصیح جنگ مرحوم ۱۳۰۵ف سے ۱۳۱۲ف تک اس ضلع میں بحیثیت ڈویژنل
افسر بانسواڑہ۔ نظام آباد و کاماریڈی کارگذار رہے۔ آپ ہی کے زمانہ میں
کاماریڈی کی جدید آبادی قائم ہوئی۔ نواب سعادت جنگ مرحوم بھی ۱۳۱۱ف
میں اس ڈویژن پر رہے۔ اور ۱۳۲۰ف میں نواب عقیل جنگ بہادر نائب
معتمد اعظم باب حکومت یہاں پر دوم تعلقدار رہ چکے ہیں۔
مولوی علی الدین احمد صاحب ناظم امور مذہبی کا بھی ابتدائی تقرر اسی ڈویژن
پر ہوا تھا۔ ۱۳۲۴ف میں مستقر ڈویژن برخاست ہوکر مستقر نظام آباد قرار پایا
آغا شیخ علی رضا صاحب دوم تعلقدار کے زمانہ میں مستقر کاماریڈی کی جدید ترقی
کا خاکہ ڈالا گیا جس کی تکمیل نہایت خوش اسلوبی سے محمد فرحت اللہ صاحب دوم
تعلقدار نے اپنی جدید اسکیموں کے ساتھ کی۔ نیز ثانی الذکر نے قصبات
خصوصاً بھکنور کی اصلاح کی جانب خاص توجہ کی فی زمانہ یہاں کی آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے
مرسلہ شکر کی وجہ یہ ایک تجارتی مقام ہو رہا ہے۔ اس لئے یہاں پر ایک

065 www.taemeernews.com

گنج کی بنیاد بھی محمد عظمت اللہ صاحب نے ۱۳۲۵ف میں ڈالی تھی۔
مقامی اعتبار سے یہ کوئی تاریخی مقام نہیں ہے البتہ یہاں کی آب وہوا
بمقابلہ دیگر تعلقات بہتر سمجھی جاتی ہے۔

بانسواڑہ

اس کی کوئی تاریخی اہمیت اس وقت تک تو میری تحقیق میں نہیں آئی
جبکہ ۱۲۰۵ھ میں ردم کندہ کا سمستان قائم ہوا۔ اس وقت تک بانسواڑہ
کی کوئی اہمیت معلوم نہیں ہوتی۔ سرکار کولاس کے تحت پرگنہ ڈرکی تھا۔
اسی کی عرفیت بانسواڑہ تھی۔ دریافت انعام میں دعویدار کے وکیل نے
بیان کیا ہے کہ ۱۲۱۸ف میں تعلقہ بانسواڑہ اس علاقہ کے تفویض تھا
۱۲۷۹ھ کے ایک قولنامہ کی عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ راجہ
راگھویندراؤ۔ وراجہ اماپت راؤ نے درخواست کی ہے کہ طرف ڈرکی
عرف بانسواڑہ پانچسال تعہد کے لئے انکو دیا جائے۔ اسی بنا پر وہ
ان کے تفویض کیا گیا۔ غالباً اسی زمانہ میں اس خاندان نے اس کو آباد
کیا اور ڈرکی و بانسواڑہ دو علحدہ مقام ہوگئے۔

۱۲۸۳ھ تک بانسواڑہ بعنوان تعلقہ بانسواڑہ بطریق سربستہ
سومیشر راؤ فرزند اماپت راؤ کے قبضہ میں رہا۔ اور ۱۲۸۴ھ کے اوائل
میں شریک خالصہ کرلیا گیا۔ (ملاحظہ ہو مراسلہ ۱۷۵ مورخہ ۸ ربیع الاول ۱۲۸۴ھ)
موجودہ بانسواڑہ ۱۳۱۴ف تک اپنی تعلقہ کی نوعیت پر قایم رہا۔ اس
کے بعد تحصیل وڈیویژن کا دفتر برخاست کردیا گیا۔ ۱۳۲۳ف میں پھر

www.taemeernews.com

اس کو تعلقہ قرار دیا گیا ہے۔

بانسواڑہ ضلع نظام آباد میں اپنے شر و فساد کی بنا پر مشہور تھا جبکہ یہاں کا راستہ انتہائی دشوار گذار تھا۔ نہر نظام ساگر کی وجہ اب پرسکون فضا ہو گئی ہے۔ بانسواڑہ کے مشاہیر محمد عرب۔ نارلہ ہنمانڈلو مانک جیٹی و نارائن ریڈی و بھیل ریڈی ہیں۔ یہ سب ساہوکاری و تجارت و زراعت کرتے ہیں مسٹر نارلہ ہنمانڈلو دس سال سے بانسواڑہ کے مخیر ساہوکاروں میں شمار کئے جاتے ہیں اور فی زمانہ عہدہ داران سرکار ان کو اچھی نظر سے دیکھتے ہیں

بودھن

یہ کوئی تاریخی مقام نہیں ہے ۱۳۳۵ ف میں نہر نظام ساگر کے سلسلہ تعمیر کی وجہ اس کو دفتر نہر کا مستقر قرار دیا گیا تھا۔ اور عارضی مکانات بنا دئے گئے۔ جب بانسواڑہ تحصیل کا قیام عمل میں آیا تو عارضی طور پر انہیں مکانات میں دفاتر کو نیز عہدہ داران و عملہ کو جگہ ملی ہے چونکہ منظر دلفزا تھا اور پہاڑ پر اکزکٹو انجنیر کیلئے ایک بنگلہ بنا دیا گیا تھا۔ اسی کو انیکشن بنگلہ قرار دیا گیا۔

بودھن انتہائی نشیب میں واقع ہے جس کی وجہ اس موضع کی آبادی سخت پریشان تھی۔ احمد محی الدین صاحب رضوی دوم تعلقدار نے انتہائی کوشش سے اس کی اصلاح کی۔ و نیز رضوی صاحب موصوف نے تعلقہ بانسواڑہ و بودھن میں اپنی انتہائی دلچسپیوں۔ اور عملی کارگذاریوں سے رعایا، میں ہر دلعزیزی حاصل کرلی تھی جس کی یاد آجتک دلوں کی گہرائی

www.taemeernews.com

میں موجود ہے۔ ۱۳۲۷ف میں ڈویژن کا مستقر بورلم سے برخاست ہوکر بودہن قرار دیا گیا۔

شجرہ فرمانروایان سلطنت آصفیہ

(۱) نواب نظام الملک آصفجاہ اول ۱۷۲۴ء تا ۱۷۴۸ء

(۲) نواب ناصر جنگ بہادر ۱۷۴۸ء تا ۱۷۵۱ء

(۳) نواب مظفر جنگ بہادر ۱۷۵۱ء

(۴) نواب صلابت جنگ بہادر ۱۷۵۱ء تا ۱۷۶۱ء

(۵) نواب میر نظام علیخان بہادر آصفجاہ ثانی ۱۷۶۱ء تا ۱۸۰۳ء

(۶) نواب سکندر جاہ بہادر آصفجاہ ثالث ۱۸۰۳ء تا ۱۸۲۹ء

(۷) نواب ناصر الدولہ بہادر آصفجاہ رابع ۱۸۲۹ء تا ۱۸۵۷ء

(۸) نواب افضل الدولہ بہادر آصف خامس ۱۸۵۷ء تا ۱۸۶۹ء

(۹) نواب میر محبوب علیخان بہادر آصف سادس ۱۸۶۹ء تا ۱۹۱۱ء

(۱۰) اعلیحضرت ہز مجسٹی جلالت الملک میر عثمان علیخان بہادر آصف سابع خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ
سر آرائے سلطنت آصفی
فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن

068 www.taemeernews.com

باب (۴)

بندوبست۔ تقسیم۔ ضلعبندی

قدیم بندوبست دکن میں ملک عنبر نے ۱۰۲۰؁ھ میں راجہ توڈرمل کے اصول انتظام مالگزاری کو پسندیدہ نظر سے دیکھکر رواج دیا۔ اس طرح کہ اراضی کو رسی یا چھڑی سے ناپ لیتے اور حصہ سرکار بلحاظ پیداوار غلہ یا نقدی کی صورت میں وصول کیا جاتا تھا جو عموماً دو خمس (یعنی ۲/۵) کی قیمت کل قیمت پیداوار سے کاشتکاروں کو داخل سرکار کرنی پڑتی تھی اور کاشتکاروں کی ملکیت اراضی تسلیم کیا گیا اور ان کو اس کے انتقال کا حق بخشا گیا تھا۔ چنانچہ اورنگ آباد میں بعض معابد کے کتبات پر اراضی کی مقدار بگز بیگہ عنبر سے اس کا پتہ ملتا ہے۔ لیکن بعض مورخین کا خیال ہے کہ دکن میں تشخیص جمع مالگزاری مرشد قلی خاں کے زمانہ میں ہوئی یعنی ۱۰۶۲؁ھ میں چنانچہ مسٹر گرنٹ ڈف نے لکھا ہے کہ سنہ فصلی کا حساب ۱۵۵۷؁ عیسوی سے دکن میں رائج ہوا اسی زمانہ میں بیگہ۔ اور بسوا کے الفاظ یہاں ملتے ہیں۔ بہرحال فردوس آشیانی یعنی شاہجہاں کے زمانہ میں اراضی کی پیمائش و تشخیص ہوکر ہر موضع کی جمع کامل قرار پائی تھی۔ لیکن عموماً نقد رقم کے وصول کا طریقہ مسدود ہوچکا تھا۔ بجز اس کے دیسکھ و دیسپانڈیہ سے ایک سربستہ رقم وصول کر لیا جایا کرتی تھی۔ ف

ف۔ رپورٹ ناظم بندوبست علاقہ سرکار عالی مرتبہ ۱۳۰۳؁ھ تعلقہ پیٹن ضلع اورنگ آباد مرتبہ سید مہدی علی صاحب مرحوم و مراۃ القوانین بابتہ ۱۲۸۶؁ھ ف

www.taemeernews.com

تقسیم یا ضلعبندی | ایک سو یا کم و بیش مواضع کے ایک حلقہ کو پرگنہ کہا جاتا اور دس پرگنے ایک "سرکار" کے تحت رہا کرتے تھے۔ جس کے لئے دیسکھ دلیپانڈیہ مقرر ہوتے زر مالگزاری داخل سرکار کرنے کی ذمہ داری دیسکھ و دلیپانڈیہ کی ذات پر رہتی۔ اور اس خدمت کے صلہ میں رقم وصول شدہ پر فیصدی پانچ روپیہ دیسکھ کو۔ اور دلیپانڈیہ کو دو روپیہ آٹھ آنہ حق الخدمت ایصال ہوا کرتا تھا۔ بعض اوقات سرکار ایک مسلسبہ رقم مقرر کر دیتی۔

۸ہ۱۱۷ء میں پرگنہ اندور (جو پہلے علاقہ قصر فخاص کا تھا۔) سرکار نے دیسکھ رگھوپت جینا ریڈی (جداعلےٰ زمیندار سرنا پلی) کو اجارہ پر دیا۔ اور حق خدمت کے لئے (۲۹) مواضعات سے انکو انعام بھی مقرر کیا۔* اس کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ یہ پرگنہ کو شریک خالصہ کر لیا گیا۔ چنانچہ ۱۱۶۸ھ کے ایک قولنامہ عطیہ شاہ نواز خان سے پتہ چلتا ہے کہ چند مواضعات کو بطور بالمقطعہ بعوض ۲۲۵۰ عیسوی جنکی جمع کامل ۵۲۲۶ ملکوسالتھی تھی پیلم راجا ولد چیلم لنگاریڈی کو مستقل طور پر کے دیدیے گئے جو آج تک اس خاندان میں بحال ہیں* بالعموم ۱۲۷۵ف تک سنایار سے بجائے نقدی کے اجارہ دار یعنی دیسکھ وغیرہ غلہ لیا کرتے اور سرکار بھی بعض اوقات غلہ وصول کرتی البتہ نقد محاصل غیر آباد مواضع سے بصورت پن مقررہ داخل سرکار کرالیا جاتا۔ یا امانی کا تعہد دیدیا جاتا۔ جس کا منتظم امانی دار۔ یا تعلقدار کہلاتا تھا۔ اس کا فرض یہ ہوتا کہ جس قدر رقم وصول ہو اُس کو تعلقدار کے پاس جمع کرا دے۔ تنخواہ امانی دار و عملہ تعلقدار کے پاس سے ملا کرتی تھی۔ اور سرکار سے جب تعلقدار ماہوار دیتا تو

* ملاحظہ ہو سند مورخہ ۶ محرم ۱۰۴۷ھ دریافت انعام معاش سرنا پلی۔

www.taemeernews.com

وو آنہ حق خدمت سرکار سے تعلقدار کو دیا جاتا - اور جب سرکار ماہوار دیتی تو تعلقدار کو حق الخدمت تین پائی ملتے ایک اور طریقہ "تعہد سربستہ" کا تھا - جس میں ایک میعاد معین کے لئے چند مواضع یا پرگنات رقم مقرر کرکے دیدیے جاتے اور رقم سربستہ دار سے وصول کر لی جاتی - اسکے علاوہ ایک اور بھی طریقہ تعہد بالمقطعہ کا تھا - جو بڑی بڑی زمینداریاں یا چھوٹی چھوٹی راج دھانیاں قیام سلطنت کے پہلے سے قائم تھیں - جن سے حکومت خراج لیا کرتی تھی - ان کو ان کا علاقہ ایک مقررہ رقم پیشکش کے معاوضہ بحال رکھا جاتا - جس کو ہستان سے موسوم کرتے تھے - (جو آجتک بھی رائج ہے) اسی اصول کے تحت ۱۲۸۳ھ م ۱۲۷۵ف تک یہ ضلع سرکار نانديڑ صوبہ بیدر کے تحت رہا -

ضلع بندی اوّل

نواب مختار الملک اوّل وزیراعظم سلطنت آصفیہ کو جب تنظیم مملکت کا خیال پیدا ہوا تو سب سے پہلے ضلعبندی کی ضرورت محسوس کیگئی - ۱۲۷۵ف میں جب ملک دکن کو پانچ صوبوں[ف] میں تقسیم کیا گیا یعنی پانچ سمت (صوبہ) قرار دیے گئے تو اندور ضلع مقرر کیا جاکر جب سابق صوبہ بیدر کے تحت رکھا گیا - اور حسب ذیل تعلقات قائم کئے گئے -

اندور (نظام آباد) آرمور - نرمل - ادلہ (نرساپور) بانسواڑہ - اڈلور (کاماریڈی) بچکندہ (بودھن) بلونی - یلاریڈی - ایدلاآباد (عادل آباد) سرپور تانڈور (سرپور تانڈور وایدلاآباد ۱۲۸۰ف میں عملداری کے تفویض کئے گئے) ان تعلقات

ف اسوقت ایک صوبہ برار بھی تھا -

www.taemeernews.com

میں قدیم طریقہ وصول اجناس کو قطعاً موقوف کیا جا کر زر نقد میں محاصل مالگزاری کے وصولی کا عمل جاری ہوا۔ سنہ ۱۲۸۰ف میں یہ ضلع (۹) تعلقات پر مشتمل تھا۔ اور جدید طریقہ وصول مالگزاری کے تحت اقساط مقررہ پر پہلی مرتبہ تمام ضلع کی رقم مالگزاری سنہ ۱۲۸۱ف میں بزمانہ مسٹر سوامی راؤ تعلقدار وصول ہوئی (ملاحظہ ہو رپورٹ سنہ ۱۲۸۱ف)

سنہ ۱۳۰۰ف میں اس ضلع کے تحت دس تعلقہ بشمول مدہول تھے۔ اور تین علاقہ پائیگاہ جاگیرات مستثنےٰ کے تھے

سنہ ۱۳۰۱ف میں تعلقہ بولی کے بجائے تعلقہ مدہول شریک ضلع رہا اس طرح دس تعلقات کا یہ ضلع تھا۔ جس میں (۱۳۰۷) مواضعات تھے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے

نام تعلقات	اندور	نرمل	بانسواڑہ	نرساپور	مدہول	کاماریڈی	
تعداد مواضعات تحت تعلقہ	۱۱۲	۱۷۷	۱۷۶	۱۵۶	۱۲۷	۱۰۰	
نام تعلقات	آرمور	یلاریڈی	بودھن	پٹی بمگل	یلغرب جاگیر مستثنےٰ	کوٹ گیر جاگیر مستثنےٰ	گندھاری جاگیر مستثنےٰ
تعداد مواضعات تحت تعلقہ	۶۹	۸۹	۸۳	۷۹	۵۰	۴۵	۲۴

ضلع بندی دوم

ضلع بندی اول کے بعد دوسرا دور سنہ ۱۳۱۴ف میں شروع ہوتا ہے جس میں بجائے (۹) تعلقات کے صرف (۵) تعلقہ۔ نظام آباد۔ آرمور۔ بودھن۔ یلاریڈی و ۔ یلغرب۔ کوٹ گیر۔ گندھاری۔

www.taemeernews.com

کا مار نڈی بحال رکھے جا کر باقی خارج کر دیے گئے و نیز صوبہ بیدر سے اس ضلع کا تعلق منقطع کر کے صوبہ گلشن آباد (میدک) میں اس کو شامل کیا گیا۔ سنہ ۱۳۳۱ف میں بوجہ تخفیف صوبہ داریاں اس ضلع کا تعلق راست معتمدی مالگزاری سے بجز سررشتہ مال رکھا گیا (ف۱) اور باقی عام سررشتوں کا تعلق سمت میدک سے رہا سنہ ۱۳۳۴ف میں بوجہ قیام دو (ف۲) سمات اس ضلع کو سمت تلنگانہ میں شریک کر دیا گیا۔ جس کا مستقر ورنگل تھا۔ سنہ ۱۳۳۷ف میں حسب سابق پھر چار صوبہ داریاں قائم ہوئیں۔ لیکن ضلع نظام آباد صوبہ ورنگل کے تحت ہی رہا۔ (یہ تعلق صرف سررشتہ مال کی حد تک تھا) سنہ ۱۳۴۰ف میں نظام ساگر کی تعمیر کے بعد نئے تحتی زمینات کا انتظام کرنے اور ان خاص مراعات کو عطا کرنے جو اس مخزن آب سے استفادہ کیلئے مقرر ہوئے تھے ایک مخصوص ضلع نظام ساگر کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اور مرزا محمد بیگ صاحب کا تقرر بہ عطائے اختیارات تعلقداری اس پر کیا گیا کیونکہ صاحب موصوف بحیثیت اسپشل آفسر معاوضہ اور نہایت جانفشانی سے قواعد نظام ساگر کام انجام دے رہے تھے۔ اس لئے نظام ساگر کو کامیاب بنانے کے لئے صاحب موصوف کو ہی موزوں سمجھا گیا ضلع نظام ساگر کے تحت ایک تعلقہ بودھن تفویض کیا جا کر ایک جدید ڈویژن بورلم کی منظوری دی گئی

ف۱۔ بوقت ضلع بندی اول بشمول زرخیز دیہات کے ساتھ بچکندہ کے بجائے بودھن اور اڈلور کے بجائے کا مار نڈی کو مستقر تعلقہ قرار دیا گیا ہے۔

ف۲۔ صوبہ داریوں کے تخفیف کے بعد جب کام نہ چل سکا تو دو سمات مقرر کئے گئے ایک ورنگل جس کو سمت تلنگانہ اور دوسرا مرہٹواڑی جس کا مستقر اورنگ آباد قرار دیا گیا۔ اس پر نظما مال کار گذار تھے۔

www.taemeernews.com

یکسالہ زندگی کے بعد یہ ضلع شکست کر دیا گیا اور یکم آذر ۱۳۲۱ف سے ضلع نظام آباد میں شامل ہو گیا۔ ۱۳۴۴ف نہر نظام ساگر کی وجہ از دیاد کار کے باعث جدید تقسیم کی ضرورت داعی ہوئی۔ اس لئے تعلقہ یلاریڈی کو بعد شمول و خروج دیہات ضلع میدک میں شریک کر دیا گیا۔ اور تعلقہ یلاریڈی کے بعض مواضعات و بودھن کے بعض مواضعات سے ایک جدید تعلقہ بانسواڑہ قائم ہوا۔ تا کہ حسب سابق (۵) تعلقات اس ضلع میں رہیں چنانچہ یہ انتظام اس وقت تک باقی ہے۔

بندوبست

پہلا بندوبست ضلع ہذا میں سب سے پہلے بودھن و بانسواڑہ کا بندوبست ۱۲۹۵ف میں ختم ہوا۔ اور پندرہ سالہ میعاد کا اعلان کیا گیا۔ کاماریڈی کے پیمائش کا آغاز ۱۲۹۶ف میں اور ختم ۱۲۹۸ف۔ یلاریڈی ۱۲۹۲ف آغاز ختم ۱۲۹۹ف میعاد پندرہ سالہ کا اعلان ۱۳۰۳ف میں ہوا۔

نظام آباد کا بندوبست ۱۲۹۵ف میں اور اختتام ۱۳۰۱ف میں آرمور کا بندوبست ۹۵ف اور اختتام ۱۲۹۹ف میں بھیگل کا بندوبست ۹۷ف اور اختتام ۹۸ف میں تنزوای بندوبست ہر سہ تعلقات ۱۳۰۶ف میں ہوئی۔ جس کی میعاد سات سالہ مقرر کی گئی۔

دوسرا بندوبست۔ ڈیویژن کا کام سب سے پہلے آرمور میں ۱۳۲۷ف اور بودھن و کاماریڈی ۱۳۲۸ف نظام آباد ۱۳۲۹ف میں شروع ہوا۔

نقشہ مابعد سے بندوبست اولیٰ کے نتائج ظاہر ہونگے

074 www.taemeernews.com

نام تعلقہ	آغاز پیمائش	اختتام پیمائش	نام مہتمم بندوبست	تاریخ اعلان
نظام آباد	۱۲۹۵ف	سنہ ۱۳۰۱ف	بزروجی صاحب	سنہ ۱۳۰۶ف
آرمور	سنہ ۱۲۹۵ف	سنہ ۱۲۹۹ف	"	سنہ ۱۳۰۶ف
بودھن	سنہ ۱۲۹۲ف	سنہ ۱۲۹۵ف	×	سنہ ۱۳۰۱ف
یلاریڈی	سنہ ۱۲۹۲ف	سنہ ۱۲۹۹ف	بزروجی صاحب	سنہ ۱۳۰۳ف
کاماریڈی	سنہ ۱۲۹۶ف	سنہ ۱۲۹۸ف	سید پیرزادہ	سنہ ۱۳۰۳ف
بانسواڑہ	سنہ ۱۲۹۲ف	سنہ ۱۲۹۵ف	×	سنہ ۱۳۰۱ف
بھیمگل	سنہ ۱۲۹۷ف	سنہ ۱۲۹۷ف	بزروجی صاحب	سنہ ۱۳۰۶ف

نتائج بندوبست ثانی نقشہ ذیل سے واضح ہو سکتے ہیں

نام تعلقہ	سنہ پیمائش	سنہ اعلان	نام مہتمم پیمائش	نرخ یکم دھارہ
نظام آباد	سنہ ۱۳۲۶ف	سنہ ۱۳۳۷ف	سید جعفر علی خاں صاحب	آبی عہ - دو فصلہ ـــ خشکی اول عاں - دوم عاں
کاماریڈی	سنہ ۱۳۲۸ف	سنہ ۱۳۳۳ف	مسٹر گوپال راؤ صاحب	آبی عہ دو فصلہ ـــ خشکی اول ـــ دوم عاں
بودھن	سنہ ۱۳۲۸ف	سنہ ۱۳۳۲ف	"	آبی ـــ دو فصلہ ـــ خشکی اول عاں دوم عہ سوم عہ
آرمور	سنہ ۱۳۲۷ف	سنہ ۱۳۳۳ف	"	آبی ـــ دو فصلہ ـــ خشکی اول ـــ دوم عاں
بانسواڑہ	چونکہ یہ تعلقہ جدید ہے اس لئے مواضعات بودھن و یلاریڈی سے اس کا تعلق ہے۔			

بندوبست ثانی کے بعد خشکی دھارہ جات سے رعایا چیخ اٹھی یہ ایک تفصیل طلب

www.taemeernews.com

حقیقت ہے جسکے لئے میری تالیف تلنگانہ کیفیت موجود ہے یہاں تفصیل کی گنجائش ہے اور نہ ضرورت۔

ڈویژن و تعلقے

سنہ ۱۲۷۵ف میں نظام آباد میں مالگزاری کے تحت حسب ذیل ڈویژن تھے بانسواڑہ نرمل۔ نظام آباد۔ اس کے بعد کے تغیرات نقشہ ذیل سے ظاہر ہوسکتے ہیں۔

سنہ	نام ڈویژن بصراحت تعلقات				
	ڈویژن کاماریڈی	ڈویژن نظام آباد	ڈویژن آرمور	ڈویژن بورہم	ڈویژن بودھن
سنہ ۱۳۱۴ف	تعلقہ کاماریڈی و تعلقہ یلاریڈی	تعلقہ نظام آباد، بودھن، آرمور	۔	۔	۔
سنہ ۱۳۲۲ف	تعلقہ کاماریڈی، یلاریڈی	تعلقہ نظام آباد، آرمور	۔	تعلقہ بانسواڑہ	۔
سنہ ۱۳۴۴ف	ڈویژن کاماریڈی برخاست اور تعلقہ آرمور قرار دیا گیا	تعلقہ نظام آباد و کاماریڈی	صرف تعلقہ آرمور	تعلقہ بودھن و بانسواڑہ	۔
سنہ ۱۳۴۷ف	۔	تعلقہ نظام آباد و کاماریڈی	تعلقہ آرمور	برخاست	تعلقہ بودھن و بانسواڑہ

مواضعات

سنہ ۱۲۸۱ف میں ضلع (۱۳۵۰) مواضعات پر مشتمل تھا۔ ۱۳۰۱ف میں (۱۳۰۷) مواضعات تھے۔ سنہ ۱۳۴۷ف (۵۲ ...) مواضعات ہیں نقشہ مابعد سے ہر تعلقہ کے مواضعات کی تفصیل ظاہر ہوسکتی ہے

076 www.taemeernews.com

تعداد مواضعات				تفصیل بلحاظ نوعیت بر داخلہ ۱۳۱۳ف									
نام تعلقہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	خالصہ	جاگیر	[illegible]	[illegible]	[illegible]	اجارہ	[illegible]	[illegible]	میزان	تعلقہ کا [illegible] مردم شماری
۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰	۱۱	۱۲	۱۳	۱۴
نظام آباد	۲۰۹	۱۶۸	۱۳۹	۸۲	۰	۲	۲۴	۳۱	۰	۰	۰	۱۳۹	۱۸۰۲۱۱
آرمور	۱۹۰	۲۱۴	۲۰۴	۱۲۸	۰	۱۴	۱۲	۴۲	۱	۵	۲	۲۰۴	۶۰۵۸۶
کاماریڈی	۱۰۸	۱۲۴	۱۶۵	۱۱۱	۱۱	۰	۳	۴۰	۰	۰	۰	۱۶۵	۱۱۱۱۴۲۳
یلاریڈی	۱۱۲	۱۲۶	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
بودھن	۶۶	۱۲۳	۱۱۲	۸۶	۰	۱۱	۱۴	۱۱	۰	۰	۰	۱۲۲	۱۴۲۰۸
بانسواڑہ	۸۱	+	۱۲۲	۹۶	۲	۱۸	۱	۵	۰	۰	۰	۱۲۲*	۱۴۲۲۹۵
میزان	۷۶۶	۸۲۶	۷۵۲	۵۲۰	۱۳	۵۵	۵۴	۱۰۹	۱	۵	۲	۷۵۲	۱۲۸۵۵۸

* تعلقہ بانسواڑہ میں کون کون مواضعات کس کس تعلقہ سے شریک کیے گئے اس کی تفصیل کیلیے ملاحظہ ہو نقشہ مابعد

077 www.taemeernews.com

فہرست مواضعات خالصہ حلقہ واری جو تعلقہ بانسواڑہ میں شریک کیے گئے

تعلقہ کاماریڈی کے مواضعات جو بانسواڑہ میں لیے گئے		تعلقہ بودھن کے مواضعات جو بانسواڑہ میں لیے گئے			
حلقہ پٹلم		حلقہ جاکھورہ	حلقہ بیرکور	حلقہ ابراہیم پیٹھ	حلقہ بانسواڑہ
برہمن پلی	پٹلم	جاکھورا	بیرکور	ابراہیم پیٹھ	بانسواڑہ
کاٹے پلی	انجنی	بمندیوپلی	ناگاپور	رام پور	چنتل ناگارم
سون پیٹھ	برگ پلی	تمانگر	سدھاپور	ڈرکی	واسدیوپلی
بربتاپور	ناگم پلی	بوشٹ پلی	بیرس پلی	بسواپلی	سومیشر
منگلور	مارونڈا	لکھورہ	بہراپور	درگم پلی	ترلاپور
ویلگنور	مدلچرو	ملارم	تماپور	سنگرلے پلی	بڑجی
تمانگر	بنڈہ پلی	لچھاپور	ملاپور	نصراللہ آباد	کوملنچہ
گودم گاؤں	بورگ پلی	کارےگاؤں	کلور	تاچیلی	مخدوم پور
دھرمارم	کارےگاؤں	باجد پور	چیچولی	انکول	گگالی پور
جسکاپور	رامبو کلاں	مولاعلی پور	انارم	نملی	کنگل
ملورے	کھمنیاپور	ہماجی پیٹھ	دامرنچہ خورد	دیسائی پیٹھ	نردا
پوت ریڈی پلی	گورارم خورد	گورارم کلاں	دامرنچہ کلاں	بوررلم	یکڑپلی
حسناپور	ماگی	کوناپور	کشٹاپور	پوچارم	اچم پیٹھ
کنڈہ نملی	کرلی	کہاوناپور	ویراپور	کام شٹ پلی	
ڈرے پلی	گورنگل	سرواپور	سیلارم		
	کوڑچل	لنگوجی پیٹھ	سلطانپور		
	آرےپلی	دولتاپور	ناگارم خورد		
	حسن پلی	دیکناپور			
		حاجی پور			

078 www.taemeernews.com

فہرست مواضعات جاگیرات جو تعلقہ بانسواڑہ میں شامل ہوئے ہیں

تعلقہ بانسواڑہ سے بودھن	کاسرحد تعلقہ بودھن	بیلکنڈہ تعلقہ ملا گئے	بیسور تعلقہ بودھن	ریبرتی تعلقہ بودھن
واجد نگر	چندور	اللہ پور	مرزا پور	سنگم
تاڑکول	جلال پور	نظام پیٹھ	برنگا یڑپلی	
بورگل	خونی پور	زرنگ راؤ پیٹھ		
بنجے پلی	سعید پور	اکلارم		
تینکے پلی	سدا پور	انارم		
ترکا پلی	پڑمل	کشٹا پور		
	مرڑپلی	سدا پور		
	راج پیٹھ	چلرگی		
		رنجل		

سنہ ۱۳۰۰ف میں اس تعلقہ کے تحت علاقہ خالصہ (۸۰) اور علاقہ جاگیر (۲۶) جملہ (۱۰۶) مواضعات تھے۔ فی الوقت (۱۲۲) مواضعات ہیں۔

جاگیرات

ضلع ہذا میں جاگیرات حاصلی (۱۳۴۲ف) بحال و جاری ہیں۔ تعداد اقسام جاگیرات تحت مواضعات سے معلوم ہو سکتی ہے۔ مع قبضہ جات مبارک کا کوئی علاقہ اس

www.taemeernews.com

ضلع میں نہیں ہے۔

صرف زاید از پانچہزار سالانہ کے علاقہ نقشہ ذیل میں ظاہر کئے جاتے ہیں۔

اور اندرون پانچہزار کو نظر انداز کیا جاتا ہے۔

تختہ جاگیر و سمستان و مقطعہ

نام تعلقہ	نام موضع	نام جاگیردار	جمع	نام تعلقہ	نام موضع	نام جاگیردار	جمع
نظام آباد	منولہ	فخر الملک مرحوم	[illegible]	آرمور	پیڑکہل	اکبر علی خان	[illegible]
	کلکنکوٹ	کرن اندر لال	[illegible]		رنگل پلی	رائے ہری لعل	[illegible]
	بورگاؤں	منصور یار جنگ	[illegible]		بالکنڈہ	مقرب جنگ مرحوم	[illegible]
	یمچہ	پاروتی بائی	[illegible]		سرکنڈہ	مشیر جنگ	[illegible]
	کورٹ پلی اسلم	حمیدی بیگم	[illegible]		خداوند پور	تراب جنگ	[illegible]
	نانیشر	اکرام الدین خان	[illegible]		بلی کنڈہ	معین جنگ	[illegible]
	گوپن پلی	آما بائی	[illegible]		مچلور	عظمت جنگ	[illegible]
	سرناپلی	حلیم النساء بیگم	[illegible]		نرکوڑہ	راجو شیوراج	[illegible]
آرمور	تورٹ	سیدہ شاہ محمد غوث	[illegible]	بودھن	ایرج پلی	فیاض الدین	[illegible]
	بیمگل	داور علی خان	[illegible]		تاڑبلو پلی	سید محمد رضوی	[illegible]
	ارمناپیٹھ	ثابت علی خان	[illegible]		کلمدکی	محمد غوث خان	[illegible]
	سوڑتاڑ	رامیشر ریڈی	[illegible]		ہنگرگہ	عباس علی خان	[illegible]

www.taemeernews.com

بودھن	کنذکرتی	باقر علی خان	[illegible]	کاماریڈی	ایراپہاڑ	داؤد حسین خان	[illegible]
	ہونسہ	حسین نواز جنگ	[illegible]		ناڑوائی	محکم جنگ	[illegible]
	مرزاپور	سید علی الحسن	[illegible]		نارم	رضا علی خان	[illegible]
	واجد نگر	احمد علی خان	[illegible]		سدا شونگر	راجہ بائی	[illegible]
	چیندور	غلام احمد خان	[illegible]		دوم کندہ	راجہ شیوراؤ	[illegible]
	کرنابلی	صفدر یار خان	[illegible]	بانسواڑہ سابق یلاریڈی	نظام پیٹھ	عبدالجبار	[illegible]
	نیلہ	سرفراز علی خان	[illegible]		جلگی	اصغر حسین خان	[illegible]
	ناڑکول	بجل خان حمید	[illegible]		راگھول پلی	سیف نواز جنگ	[illegible]
	سابورہ	اکرام اللہ خاں	[illegible]		رنجل	راجہ منی لال	[illegible]
	جلالپور	احمد علی خان	[illegible]		ویلوٹلہ	راجہ شیوراؤ	[illegible]
	رنجھول	راجہ شیوراج	[illegible]		برہمن پلی	دوم کندہ موتی لال	[illegible]
	سنگم	راجہ شیوراؤ [illegible]	[illegible]				

پائیگاہ — ایک علاقہ پائیگاہ کوہٹ گیر نواب سلطان الملک بہادر تعلقہ بودھن میں واقع تھا اور ایک علاقہ جاگیر گندھاری تعلقہ کاماریڈی بوجہ انتقال مکرم الدولہ تیر ۱۳۴۲ف میں شریک خالصہ ہوا۔ چونکہ اول الذکر علاقہ میں نہر نظام ساگر و اُن کی سیرابی میں پیچیدگیاں واقع ہونے کی وجہ سے علاقہ کوہٹ گیر پائیگاہ کا تبادلہ ثبت گندھاری کے۔ مواضعات حاصلی پنج سالہ [illegible] و آمدنی دیگر ابواب بلحاظ تحصیل بجملہ لوکل [illegible] آمدنی کے مواضعات علاقہ پائیگاہ کوٹ گیر کے (۳۸) مواضعات مساوی المحاصل سے آذر ۱۳۴۶ف میں رائے جگ جیون چند تحصیلدار بودھن نے جائزہ

www.taemeernews.com

میں حاصل کرلیا اب علاقہ پائیگاہ بجائے کوٹ گیر کے علاقہ گندھاری تعلقہ کاماریڈی قرار پایا ہے

سمستان

سمستان کولاس ضلع ہذا میں سمستان کولاس صحیح معنی میں سمستان کی تعریف میں داخل تھا جو ۱۳۲۴ھ ضلع میں شریک خالصہ کرلیا گیا۔

سمستان دوم کنڈہ ۔ بموجب واخذ سررشتہ انعام اس علاقہ کو بھی سمستان سے موسوم کیا گیا ہے۔ (مگر اسناد سے سمستان کی تعریف صادق نہیں آتی) اسکی آمدنی سالانہ تقریباً دو لاکھ روپیہ ہے جس کا پیشکش علاقہ سرکار میں داخل ہوتا ہے یہہ سمستان ۱۲۰۰ ہجری میں حاصل ہونا اُنا بہت راؤ والی سمستان دوم کنڈہ کی تاریخی کتاب سے معلوم ہوتا ہے۔ گویا نواب غفران مآب کے عہد کا یہ سمستان ہے۔ یہ خاندان کامنے نی چودھری کا ہے۔ جسکے سلسلہ سے اٹھارویں پشت میں راجہ راجیشر راؤ والی اسٹیٹ اس وقت قابض ہیں۔ یہ بڑے ہی علم دوست ہیں جسکا ثبوت نظام آباد میں کتب خانہ جوبلی کی عمارت سے ملتا ہے (ملاحظہ ہو باب ۱۱)

معرناپلی ۔ یہ علاقہ بھی سمستان سے معروف ہے۔ لیکن کاغذات انعامی اور اسناد سے اس پر صرف زمینداری و مقطعہ داری کی تعریف صادق آتی ہے تمام علاقہ بعنوان مقطعہ بحال ہے جسکی آمدنی سالانہ تقریباً پونے دو لاکھ ہے۔ البتہ ایک چھوٹا سا بے چراغ موضع ملکاپور اس علاقہ میں جاگیر ہے کاغذات انعامی سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۱۰۰ ہجری میں یہہ علاقہ خاندان جیلیم دار کے زیر اثر آیا۔ جیلیم منگا بی صاحبہ و جیلیم جانکا بائی صاحبہ اس اسٹیٹ کے بہترین زمیندارہ گزری ہیں۔ ان کے بعد سے یہہ علاقہ جیلیم رام لنگا ریڈی صاحب کے قبضہ و تصرف میں ۱۳۲۲ف سے ہے (تفصیل باب ۲۰ میں ملاحظہ ہو)

www.taemeernews.com

حصہ دوم

انتظام مال

باب (۴)

انتظام مالگزاری

۱۷۶۱ء م سنہ ۱۱۶۹ فصلی میں بعہد فرمانروائی نواب نظام علیخان بہادر اصول بندوبست عہد قدیم کے تحت ضلع کی آمدنی بعنوان مستاجری بستہ اور بالمقطعہ امانی حسب تفصیل ذیل تھی۔

نشانات	نام پرگنہ	آمدنی سکہ رائج الوقت
۱	پرگنہ اندور (نظام آباد)	۲۴۰۳۳۴ روپے
۲	״ بھیمگل ف۱	۱۵۷۲۰۱ روپے
۳	״ بالکنڈہ	۱۳۱۴۵۰ روپے
۴	״ بودھن	۱۴۲۰۶۶۴ روپے

یہ چار پرگنہ (۱۵۶) مواضعات پر مشتمل تھے۔

ف۱ قصبہ بھیمگل تعلقہ آرمور کے تحت ہے جس کو تعلقہ کا مستقر بنانے غور کیا جا رہا تھا کہ تحصیل آرمور ازدیاد کار کی وجہ دو تحصیلات پر تقسیم ہونے کا سوال در پیش ہے۔

اس طرح چار پرگنوں کی جملہ آمدنی ہمہ ابواب بحق سرکار (۸۸۴۲۶ روپے ۱۱ آنے) تھی ف۱
سنہ ۱۲۷۵ف میں ملک سرکار عالی کی پہلی مرتبہ ضلعبندی ہوئی جس میں نظام آباد
کو صوبہ میدک گلشن آباد کے تحت رکھا گیا۔ سنہ ۱۳۳۴ف سے سنہ ۱۳۴۴ف تک یہ
ضلع صوبہ ورنگل ہی میں شامل رہا۔ کیونکہ صوبہ ورنگل کے صوبہ دار مسٹر داراب جی
المخاطب نواب داراب جنگ بہادر ماہر فن بندوبست ہونے کی وجہ نظام ساگر
کو کامیاب بنانے اس کی ضرورت محسوس کی گئی۔ اس تعلق سے بوجہ بعد مسافت
رعایا کو بار بار صدائے احتجاج بلند کرنا پڑی۔ بالآخر سنہ ۱۳۴۵ف میں حسب سابق
گلشن آباد میدک سے اس کا تعلق کر دیا گیا۔

ڈیویژن و تعلقات اس ضلع میں تین ڈیویژن۔ اور پانچ تعلقات
ہیں جن کے تحت (۷۵۲) مواضعات ہیں۔ ف۲

ضلعداری یکم آذر سنہ ۱۳۴۱ف سے سنہ ۱۳۴۳ف تک ضلعدار کے نام
سے ایک اسپشل مددگار کارگذار رہا۔ ف۲ یہ مسٹر ویکفیلڈ ڈائرکٹر جنرل مال کا اسکیم تھا

رقبہ کل رقبہ ضلع کا ۲۰۹۵۳ ۹۲ ۱۱ ایکڑ ہے۔
رقبہ تعلقہ داری سے مدرجہ ذیل نقشہ ذیل سے معلوم ہو سکتا ہے۔

نقشہ رقبہ تعلقہ داری ضلع نظام آباد

سنہ ۱۳۴۷ف	سنہ ۱۳۳۰ف	سنہ ۱۳۱۸ف	نام تعلقہ	نشانات
۲۰۸۷۰۳ ایکڑ	۲۰۱۹۷۶ ایکڑ	۲۳۶۲۸۲ بیگہ ۷	نظام آباد	۱

ف۱۔ اقتباس از حالات نظام آباد مؤلفہ عبدالسلام مرحوم مطبوعہ سنہ ۱۳۳۰ھ
ف۲۔ تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو باب سوم۔ ضلعبندی ف۲۔ سید محمد علی صاحب ضلعدار تھے۔

www.taemeernews.com

۲	آرمور	۱۵۹۵۰۸۱ بیگہ	۳۲۵۵۵۷ بیگہ	۲۶۱۱۷ بیگہ
۳	کاماریڈی	از ریت ۱۳۰ ۱۰۵۹۸۵ بیگہ	۲۲۰۱۰۷ بیگہ	۳۲۵۳۹۲ بیگہ
۴	یلاریڈی	۹۰۳۴۶ بیگہ	۱۹۲۲۷۱ بیگہ	نوٹ سے کمی بیشی تعلقہ ضلع نرمل سے خارج اور ضلع نظام آباد میں شامل ہوا ہے
۵	بودھن	عہ ۹۱۳۹۰۳ بیگہ	۳۷۲۲۶۱ بیگہ	۳۴۳۷۰ بیگہ
۶	بانسواڑہ	۵۰۳۵۲۷ بیگہ	۰	۳۲۷۰۶۰ بیگہ
۷	میزان	۱۱۰۲۷۰۰ بیگہ	۱۱۴۳ بیگہ	۱۱۲۳۹۵۳ بیگہ ۲۱۷۰۲۰

رقبہ بلحاظ اقسام اراضی کل رقبہ قابل کاشت (۲۱۷۰۲۰ بیگہ) ہے جس میں سے ۱۵۱۲۴۵ بیگہ افتادہ ہے باقی مقبوضہ جس کی تفصیل نقشہ ذیل سے واضح ہو سکتی ہے۔

مدات	۱۲۸۱ ف	۱۳۳۰ ف	۱۳۴۷ ف	کیفیت
تری مقبوضہ	۳۸۳۲۵ بیگہ	۳۶۳۹ بیگہ	۳۹۰۱۱ بیگہ	
خشکی مقبوضہ	۱۲۲۵۸۹ بیگہ	۱۴۵۹۹۸ بیگہ	۳۰۸۳۱۰ بیگہ	
افتادہ (خارج رکھا)	داخلہ نہیں ملا	۱۴۰۲۹۸ بیگہ	۱۵۲۲۴۵ بیگہ	
ناقابل زراعت	۳۳۸۲۳ بیگہ	۱۵۷۶۲۳ بیگہ	۱۳۹۳۹ بیگہ	
انعامات	۳۳۴۳۱ بیگہ	۲۰۰۴۶ بیگہ	۱۶۶۱۴ بیگہ	

(۱) ۱۲۸۱ ف میں اس ضلع کا رقبہ ۱۲۹۶۰۸۶ بیگہ تھا جبکہ اس ضلع کے تحت ۹ تعلقے تھے۔ عہ پہلے بکلندہ تھا ۱۳۰۴ ف میں بودھن قائم ہوا اس لئے بکلندہ کے اعداد درج کئے

www.taemeernews.com

تعداد کاشتکاران ضلع ہذا میں تعداد زراعت پیشہ نقشہ ذیل کے ملاحظہ سے معلوم کئے جاسکتے ہیں۔

تفصیل	سنہ ۱۳۱۸ ف	سنہ ۱۳۳۰ ف	سنہ ۱۳۴۷ ف	کیفیت
پٹہ داران		۴۳۶۰۶	۴۵۵۷۸	
شکمی داران	۵	۳۳۹۷	۹۱۵۳	
حصہ داران کاشتکاران	۰ / ۵	۴۰۶۲	۲۱۰۳۸	
جملہ	۱۵۰۵۱	۵۱۰۶۵	۷۵۷۶۹	

بلحاظ اراضی قابل کاشت فی پٹہ دار (۵ ۸ ر ۸) ایکڑ اوسط پڑتا ہے اور بلحاظ رقبہ تری فی اسم (۴۵ ر ۱) ایکڑ اور خشکی (۵ ر ۱۲) ایکڑ کا اوسط ہوگا۔ (بشمول انعامات)۔

زراعتی مویشی۔ اس موقع پر اعداد مویشیان زراعتی وغیر زراعتی کے معلومات فراہم کردینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے۔ لہذا نقشہ ذیل سے اس کی وضاحت ہوگی۔

نام مویشی	غیر زراعتی			خالص زراعتی مویشی			
	۱۳۱۸ ف	۱۳۳۰ ف	۱۳۴۰ ف	۱۳۱۸ ف	۱۳۳۰ ف	۱۳۴۰ ف	کیفیت
بیل	۷۶۰۷	۷۵۲۳	۹۳۵۷۴	۲۱۳۸۴	۹۰۹۱۷	۸۱۳۹۶	
جاموش	۱۷۱۲	۳۳۳۷	۲۶۶۶۵	۱۰۶۲۱	۲۰۵۲۷	۳۳۸۳۷	
گائے	۳۵۳۶۳	۹۳۷۴۶	۱۱۹۳۵۰				
بھینس	۱۹۳۲۱	۲۹۹۷۹	۲۵۰۰۳				
بکریاں	۹۸۹۶۷	۲۰۷۷۸	۱۹۶۵۹۱				
گھوڑے	۸۸۹	۱۹۱۲	۶۵۱				
گدھے	۱۲۳۷						
اونٹ	۴	یہ تعداد دستیاب نہ ہو سکی					
[illegible]	۳						

www.taemeernews.com

جمعبندی اب ہم ضلع کی مالگزاری پر روشنی ڈالتے ہیں جس سے آمدنی زر مالگزاری و دیگر مدات پر روشنی پڑے گی ۔

نقشہ نتائج جمعبندی ضلع نظام آباد

ابواب	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
نتیجہ جمعبندی یعنی رقم مقررہ جمعبندی	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
کمی و معافی یکسالہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]
قابل وصول بذریعہ زراعت	[illegible] *	[illegible] *	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

* یہ زمانہ مسلسل سات سالہ قحط کے اثرات سے متاثر تھا کیونکہ ۱۸۷۱ء سے ۱۸۷۷ء تک قحط کے اثرات دکن میں تھے ۔ اور سنہ ۱۲۸۳ ف میں بھی سہ سالہ اثرات قحط نمایاں رہے ۔

ف یہ اعداد (۹) تعلقات کے ہیں پانچ تعلقات کی آمدنی [illegible] ہوئی تھی (رپورٹ ۱۳۰۶ف فقرہ (۳۱) ف ۲ ۔ ۱۳۴۷ف میں قیمت پیداوار کا اندازہ (۱۹۷ ۲۲ ۶۳) روپیہ سکۂ عثمانیہ کیا گیا ہے جس میں اخراجات زراعت و زر محاصل ہر دو مدات شامل ہیں

087 www.taemeernews.com

نتائج تعلقہ واری اسی سلسلہ میں اگر نتائج جمعبندی تعلقہ واری بھی معلوم کرلئے جائیں تو مزید دلچسپی کا باعث ہوگا۔

نام تعلقہ	سنہ ۱۲۸۱ف	سنہ ۱۳۱۶ف	سنہ ۱۳۳۰ف	سنہ ۱۳۴۱ف	سنہ ۱۳۴۲ف
نظام آباد	۸۳۹۶۳	۸۰۰۶۰	۱۵۹۶۲۳	۲۱۳۹۲	۵۲۳۶۰
آرمور	۲۵۵۱۰	۲۸۶۳۲۳	۲۸۳۰۶	۶۱۲۵۱	۲۵۱۵۰۲
کاماریڈی	۱۱۵۵۰	۲۲۱۹۰۰	۲۲۱۸۹	۲۲۲۲۲	۲۹۸۹۲۲
یلاریڈی	۱۲۰۲۰	۲۲۲۲۲	۱۱۶۱۸	۲۲۳۳۰	بوجہ شمول خرچ اعداد بانسواڑہ ملاحظہ ہوں
بودہن*	۲۲۵۹	۲۹۰۳۰	۱۳۱۹۰۳	۲۲۲۲	۵۰۳۲۲
بانسواڑہ	۱۰۲۰۲				۲۸۳۱۳

* تعلقہ بچکنڈہ کے بجائے بودہن — قائم ہوا اس لئے بچکنڈہ کا تبہ درج کیا گیا ہے۔

دیگر ابواب | سررشتہ مال کے تحت علاوہ زر مالگزاری کے اور بھی مدات شریک ہیں جن کا اُتار و چڑھاؤ نقشہ ذیل سے معلوم ہو سکتا ہے

ابواب	سنہ ۱۳۱۰ف	سنہ ۱۳۱۵ف	سنہ ۱۳۲۰ف [illegible]	سنہ ۱۳۲۱ف	سنہ ۱۳۲۷ف
آم	روپیہ ۶۳۶۹	[illegible]	روپیہ ۱۲۴۹۰	روپیہ ۱۰۷۶۴	روپیہ ۷۰۷۰
املی	۵۰۱۶		۵۵۷۰	۷۸۰۵	۰۰۷۶
سیتا پھل وغیرہ	۲۵۷		۱۳۰۵	۲۷۱۷	۲۵۸۴
کنجہ			۷۹۰	۱۴۸۰	کنجہ رسنہ (۱۳۶)، (۱۳۵)
پوست مرور			۳۴۴۰	۴۸۷	۶۱۸
املتاس			۱۴۰۰	۱۱۵	۱۴۴
ہلیلہ			ے	۱۱ر	[illegible] ۵۵
ماہی تالاب			۲۴۷۱	۱۱۴۷	۲۱۸۰
ببول بن			۰	۱،۸۷	۳۳۴
فیس چرائی	روپیہ ۴۱۷۸	روپیہ ۷۰۸۵	۰	۱۱۹۳۸	[illegible]
نوکلفتہ	۰	۸۴۳۱۲	۰	۱۲۲۹۶۱	
رود گماشتہ	۳۰۹۴	۱۱۰۱	۰	۸۶۴۷	بوجہ تغیر [illegible] وغیرہ مسدود
منضبط	۰	۰	۰	۳۹۲۷۷	۰
متفرق	۰	۰	۱۲۰۷۸۰	۰	۰

سنہ ۱۳۱۵ف میں سقامت ہنگام سے متاثر تھا۔ اسلئے سنہ کے اعداد درج کئے گئے ہیں

089 www.taemeernews.com

آبکاری ۱۳۱۸ف میں ([illegible]) روپیہ ہوئی اور ۱۳۱۵ف میں ([illegible]) ۱۳۴۷ف میں ([illegible]) روپیہ کا مطالبہ قرار پایا۔

سررشتہ مال کی جملہ آمدنی جملہ ابواب بصیغہ مالگزاری ضلع نظام آباد کا مطالبہ ([illegible]) روپیہ ۱۳۴۷ف میں قرار پایا تھا۔

اجناس کاشت یوں تو سب قسم کی کاشت ہوتی ہے لیکن خصوصیت کے ساتھ دھان۔ نیشکر۔ اور جوار و مکائی و کلتھی تل۔ السی۔ زیادہ تر یوں میں ہوتی ہے۔ روئی۔ چنا۔ کودرد۔ ارنڈی۔ مرچ۔ سانواں۔ موز۔ و نیز باغات میں آم و سنترے دو سبنی بھی ہوتے ہیں۔

دفتر مال اس ضلع کا قدیم دفتر نذر آتش ہوگیا۔ کیونکہ ۱۲۹۹ف میں ایک مصیب آتش زدگی ہوئی جس کا اثر خاص طور پر محافظی اول تعلقداری پر پڑا۔ بجز چند اشلہ کے (جو حسن اتفاق سے بچ رہے) تمام دفتر خاک سیاہ ہوگیا

عمارت دفتر ضلع ۱۳۱۰ف میں دفتر ضلع کی عمارت ([illegible]) کی لاگت سے تعمیر ہوئی۔ اور دفتر تحصیل کی عمارت ([illegible]) کے صرفہ سے ۱۳۳۹ف میں تعمیر ہوئی۔ قبل تیاری عمارت دفتر اول تعلقدار و تحصیل اس مقام پر تھے جہاں واٹر ورکس کی عمارت اندرون آبادی تعمیر ہورہی ہے بعد برخاست دفتر تحصیل کچھ دنوں دواخانہ یونانی بھی اس عمارت میں رہا۔ ۱۳۴۴ف میں اس کہنہ عمارت کو ڈھا دیا گیا۔ تاکہ واٹر ورکس کی تعمیر ہو

ڈیولپمنٹ بورڈ حسب تحریک مرزا محمد بیگ صاحب ۱۳۴۵ف میں ایک مجلس مشاورت قائم کیگئی جس کے صدر صوبہ دار صاحب ہوتے ہیں اور اُن تمام سررشتہ جات نظما و عہدہ داران ضلع اس مجلس

090
www.taemeernews.com

کے رکن ہیں۔ جن کا تعلق انتظامات مال و نظام سا گر سے وابستہ ہے و نیز طبقہ زراعت پیشہ و تجار و معاشداران کا ایک ایک نمائندہ بھی منتخب ہوتا ہے۔ اس مجلس میں تمام مسائل پیش ہوتے ہیں۔ جو اصلاحات کے لئے ضروری ہیں۔ رعایا کے مشکلات کو اگر منتخبہ نمائندہ پیش کریں تو انکے دور کرنے پر غور کیا جاتا ہے جس کے اجلاس ہر ششماہی میں ہوتے ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ آزاد نمائندگی نہیں نظر آتی۔

حالات اول تعلقداران ضلع

چونکہ ہماری تاریخ کا آغاز مالگزاری کے شعبہ سے ہوا ہے۔ اور اس شعبہ کا کافی مواد بھی ہمکو دستیاب ہوا۔ اس لئے بحیثیت اعلے عہدہ دار ضلع تعلقداران ضلع کی فہرست اور انکے زمانہ کے مختصر حالات کو درج کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔ اولاً ہم ایک فہرست مجملی ان صاحبان ضلع کی پیش کرتے ہیں جو اس ضلع پر کارفرما ہے۔

سلسلہ نشان	نام	زمانہ کارگزاری	سلسلہ نشان	نام	زمانہ کارگزاری
۱	عبدالکریم صاحب	سنہ ۱۲۷۸ ف	۶	سلطان محی الدین خاں صاحب	سنہ ۱۲۸۷ ف
۲	قربان علی صاحب	۰	۷	گربھیم راؤ صاحب	سنہ ۱۲۸۸ ف
۳	محمد حنیف صاحب	۰	۸	دینا شاہ جی صاحب	سنہ ۱۲۹۲ ف
۴	شیخ داؤد صاحب	۰	۹	مرزا مہدی خاں صاحب	×
۵	سوامی راؤ صاحب	سنہ ۱۲۸۰ ف	۱۰	میر امیر علی صاحب	سنہ ۹۳ ف لغایۃ ۱۳۱۵ ف

www.taemeernews.com

۱۳۳۶ف	سنہ ۱۳۳۱ف لغایت	محمد تقی حسین المخاطب تقی یار جنگ	۱۸	سنہ ۱۳۲۰ف لغایت ۱۳۲۱ف	بندہ دجی المخاطب نواب بزم جنگ	۱۱
۱۳۳۶ف فروردی	۱۳۳۱ف آذر	نواب فخر یار جنگ	۱۹	سنہ ۱۳۲۱ف لغایت ۱۳۲۲ف	نواب لیاقت جنگ	۱۲
۱۳۳۷ف دی	۱۳۳۶ف خورداد	جگ موہن لال صاحب	۲۰	سنہ ۱۳۲۲ف لغایت ۱۳۲۶ف	نواب سہراب نواز جنگ	۱۳
۱۳۴۰ف مہر	۱۳۳۷ف بہمن	ایرج شاہ صاحب چینائی	۲۱	سنہ ۱۳۲۶ف ۔ ۱۳۲۷ف	نواب قوت یار جنگ	۱۴
۱۳۴۵ف ۲ خورداد	۱۳۴۰ف	مرزا محمد بیگ صاحب	۲۲	سنہ ۱۳۲۸ف ۔ ۱۳۳۰ف	سید احمد اللہ المخاطب احمد نواز جنگ	۱۵
	۱۳۴۵ف ۳ خورداد ۹ مہر	قاضی زین العابدین صاحب	۲۳	سنہ ۱۳۳۱ف آذر ۔ ۱۳۳۱ف دی	سید احمد قادری احمد یار جنگ	۱۶
				سنہ ۱۳۳۱ف دی ۔ ۱۳۳۱ف شہریور	گوبند نائک صاحب	۱۷

صاحبان ضلع کے متعلق رائے عامہ

سوامی راؤ جیوا آنجہانی

سنہ ۱۲۸۰ف تا سنہ ۱۲۸۵ف

سوامی راؤ صاحب نے سنہ ۱۲۸۰ف میں ضلع نظام آباد کی تعلقداری کا جائزہ لیا۔ یہ وہ زمانہ تھا۔ جب کہ محاصل مالگزاری اجناس کے بجائے زر نقد میں وصول کرنے کے احکام ہو چکے تھے۔ اور ضلع بندی اول ہو کر پانچ سال ہونے کے باوجود اقساط کی کوئی پابندی نہیں ہو رہی تھی۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ ضلع کا نظم و نسق نہایت درہم و برہم تھا۔ اس پر آشوب زمانہ میں صاحب موصوف نے زر مالگزاری وصول کر کے ضلع کا نظم و نسق درست کیا۔ اور یہ پہلی رپورٹ بہ زبان فارسی مرتب و روانہ صدر ہوئی۔ (ملاحظہ ہو رپورٹ نظم و نسق

نوٹ۔ میں نے مرزا محمد بیگ صاحب تعلقدار وقت سے خواہش کی تھی کہ وہ تعلقدار صاحبان کے دستارے فوٹو منگوا کر اجلاس ضلع میں ایک تاریخی کیفیت پیدا کر دیں جس پر توجہ کی گئی آج اجلاس ضلع ایک تاریخی مرقع نظر آتا ہے۔

www.taemeernews.com

اوّل تعلقداری بابتہ ۱۲۸۱ف)

آپ ملک و مالک کے سچے بہی خواہ متدین۔ اور شریف انسان تھے اُس پر آشوب زمانہ میں جبکہ دریافت انعامی کے مقدمات بڑے بڑے جاگیرداروں اور زمینداروں کے آپکے اجلاس پر جاری تھے۔ دامن کو بچانا کاسے دارد کے مصداق ہے۔ لیکن آپ کے تجاویز سے آپ کی انصاف پسندی اور راست بازی پاک دامنی کا ثبوت ملسکتا ہے ہمارے بیان کی تائید میں سرنا پلی زمیندار کے تحقیقات انعامی کا مقدمہ موجود ہے آپکے زمانہ میں دفتر کی تنظیم ہوئی۔ اُسوقت دفتر کی زبان فارسی تھی تا آپ تقریباً چھ سال بکار فرما رہے اور یہاں سے عہدہ جلیلہ صدر تعلقداری پر ترقی پائی۔ رائے عامہ آپکے متعلق بڑی اچھی ہے۔

سلطان محی الدین صاحب مرحوم

سنہ ۱۲۸۷ف تا ۱۲۸۹ف

آپ صرف دو سال خدمت تعلقداری پر کار فرما رہے۔ آپکے زمانہ کارگذاری کو دفتری روایات میں لایق زمانہ کہا جاتا ہے۔

کریم راؤ صاحب محمد حنیف صاحب۔ دین شاہ جی صاحب۔

سنہ ۸۹ف تا سنہ ۹۲ف

یہ تھوڑا تھوڑا زمانہ ایسا گذرا کہ کوئی رائے عامہ قائم نہ ہوسکی

میر امیر علی صاحب مرحوم

سنہ ۹۲ف تا ۱۳۰۵ف

www.taemeernews.com

دوم تعلقداری سے اول تعلقداری کا جائزہ حاصل فرمایا۔ آپ کا زمانہ نہایت ہی شان وشوکت کا رہا۔ کیونکہ حاکمانہ شان وشوکت آپکے لئے مرغوب تھی۔ و نیز ایک لائق ادیب انسان تھے۔ نظام آباد میں آپکی شادی ہوئی۔ آپکی ضد اور خودداری کے عجیب وغریب قصص زبان زد خلائق ہیں آپ نے محبوب باغ کی بنیاد ڈالی اور وہیں آپ مع اہلیہ کے مدفون ہیں تاریخ وفات شاہ جہاں بیگم بتاریخ ۱۲ ذی الحجہ ۱۳۱۲ھ و تاریخ وفات میر امیر علی صاحب ۲۸ صفر ۱۳۱۵ھ ہے حسن اتفاق کہ آپکے فرزند میر احمد علیخان صاحب صوبہ میدک کی صوبہ داری کا جائزہ لیکر بتقریب دورہ ۱۳۴۵ف میں نظام آباد آئے ہوئے تھے۔ اور اپنے والد بزرگوار کی قبر پر فاتحہ پڑہی۔ رعایا نے یہ کہتے ہوئے آپ کو پھول پہنائے کہ آپکے والد نے ہمکو زمینات جبراً دیئے تھے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج ہم زندہ ہیں ف۱

اس سے مرحوم کے حسن سلوک رعایا کا اندازہ ہوسکتا ہے۔

مسٹر برزوجی المخاطب برزو جنگ آنجہانی

۱۳۰۶ف تا ۱۳۱۲ف

آپ کے جائزہ کے بعد سے نظام آباد کا جدید دور شروع ہوتا ہے یہ ایک محنتی جفاکش سلیقہ شعار ہردلعزیز انسان تھے۔ آپ کے زمانہ میں ریلوے اسٹیشن قائم ہوا گویا باب ترقی افتتاح ہوا۔ آپ کی عاقلانہ پالسی نے گنج کی بنیاد ڈالی۔ اور محبوب گنج سے موسوم کیا۔ شہر میں آبنوشی کیلئے

ف ۔ اس ناچیز مولف کی تیارت میں یہ دفد پیش ہوا تھا۔

094 www.taemeernews.com

نل قائم کیا جس میں مسٹر نرساگو نرسا ہو اور راجی جیلیم جانکا بائی زمیندارہ نرمل کی فیاضی و حکومت کی دستگیری سے ممالک محروسہ میں سب سے پہلے نل کی سہولت اس ضلع کو حاصل ہوئی۔ جب یہ (۱۴) ضلع کو رشک تھا۔ کہ نظام آباد میں جس قدر پانی کی سہولت ہے اور کہیں نہیں چنانچہ آج تک ان حضرات کا فیض جاریہ نظام آباد میں نظر آرہا ہے۔ ایوان تعلقداری دفتر تعلقداری ریلوے اسٹیشن کے قریب تعمیر کرواکر جدید آبادی کی بنیاد ڈالی۔ باغ عام عوام کی تفریح کیلئے لگایا گیا۔ آپ نے بحیثیت عہدہ دار بندوبست ضلع نظام آباد کا بندوبست کیا اور بحیثیت تعلقدار اس کی نشوونما کی اور اس کو کامیاب بنایا۔ دفتر کا نظم ونسق بہتر سے بہترین رہا آپ ہی کے زمانہ میں نواب مدار المہام مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر اور مسٹر ڈنلاپ وغیرہ بتقریب افتتاح گنج نظام آباد تشریف لائے تھے بہرحال آپکے عہد کارکردگی میں وہ سب کچھ ہوا جو ایک حساس تعلقدار کے زمانہ میں ہوسکتا تھا۔ اور آپ کا تعلق رعایا سے ایسا تھا کہ جب آپ ترقی سے صوبہ داری اورنگ آباد پر روانہ ہوئے تو مخلوق خدا دھاڑیں مار مار کر آپ کی جدائی پر رو رہی تھی اور آپ نے بھی آنسو بہاتے ہوئے نظام آباد کو خدا حافظ کہا اور آج تک آپ کا ذکر خیر ہر رعایا کی زبان پر ہے۔ تحریر اردو لیں مگر ورقے اعلیٰ تجاویز ہمیشہ لکھوایا کرتے تھے۔

نواب لیاقت جنگ مرحوم

۱۱ف؁ تا ۲۱ف؁ شہریور

یہ ایک اسم با مسمیٰ ہستی تھی۔ آپ سے رعایا، عمال اور وکلا ارساہو ہر طبقہ خوش تھا

www.taemeernews.com

حکومت رعب وداب کے ساتھ کرنے میں آپ کو خاص کمال تھا۔ آپ کے ایک فرزند خورشید علیصاحب کا عقد مدار المہام مہاراجہ سرکشن پرشاد بہادر کی صاحبزادی سے نظام آباد ہی کی تعلقداری کے زمانہ میں ہوا۔ جسمیں آپ نے عجیب وغریب سلیقہ سے دعوتیں دیں آپ کی اہلیہ ایک یوروپین لیڈی تھیں جو مذہب اسلام کو قبول کر کے آپکے شریک زندگی ہو چکی تھیں۔ اُن کے انتقال کا اثر آپکے دل پر ناقابل ذکر ہوا۔ بہرحال آپ کا زمانہ صفائی آبادی اور فصل خصومات ونیز حکومت کے مدنظر قابل تعریف رہا اور آج تک زبان زد خلایق ہے۔ آپکی دماغی قابلیت کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ ایک ہی وقت میں مختلف اشلہ کے تجاویز لکھواتے۔ سرمایہ داروں کے حق میں آپ سخت تھے۔

مسٹر سہراب جی چینای المخاطب نواب سہراب نواز جنگ آنجہانی

شہریور ۱۳۲۱ف تا فروردی ۱۳۲۵ف

آپ کا زمانہ تعلقداری اجرائی کاروبار رعایا کیلئے بہترین رہا آپ بہت ہی خلیق۔ اور سنجیدہ عہدہ دار تھے اسقدر رحم دل تھے۔ کہ کسی انعامدار کی معاش کو شریک خالصہ نہیں کیا۔ ہمیشہ کہتے کہ یہ انعام دعاگوئی کیلئے ہے۔ اس کو جاری رہنا چاہئے۔ ہر کس وناکس سے آپ گفتگو فرماکر دادرسی عطا فرماتے۔ فصل خصومات سے آپکو خاص دلچسپی تھی۔ اجرائی کار دفتر آپکے زمانہ میں خوب رہا جمعبندی کے مرافعوں کو بحق رعایا منظور فرماتے آپ سے رعایا خوش تھی

www.taemeernews.com

۱۳۲۲ ف میں ایک خفیف سا تصادم پولیس مقامی اور فوج باقاعدہ متعینہ مجس سے ہوا جس کو صاحب ضلع نے انتہائی جرأت اور تدبر سے سینہ سپر ہو کر فرو کیا۔ آج بھی رعایا آپ کو یاد کرتی ہے آپ کی طبیعت بہت ہی محتاط واقع ہوئی تھی۔

نواب رفعت یار جنگ مرحوم

اردی بہشت ۱۳۲۵ف لغایتہ آذر ۱۳۲۸ف

آپکی فطری نفاست پسندی۔ غیر معمولی خودداری۔ انتہائی صبر و تحمل کی مثال ملک سرکار عالی کا کوئی نواب پیش نہیں کرسکتا۔ آپکی اعلیٰ قابلیت کے پیش نظر نواب معین الدولہ بہادر والی اسٹیٹ پائیگاہ ۱۳۲۷ف میں بغرض حصول معلومات انتظام ملکت نظام آباد تشریف لائے تھے۔

آپ کے حسن اخلاق کا بیّن ثبوت یہ تھا کہ کسی اہلکار کو بجز آپکے تم سے مخاطب نہیں فرماتے۔ آپکے فیصلہ اچھے نتائج داد رسی کے حامل ہوا کرتے تھے۔ جو مختصر و جامع ہوتے۔ آج تک آپکے اوصاف حمیدہ و خصائل پسندیدہ زبان زد خلائق ہیں۔ بجز اس گلہ کے کہ عام طور پر ہر کس و ناکس کو بالمشافہ عرض معروض کرنے کا موقع نہیں ملا کرتا تھا۔ لیکن عرائض پر عطا داد رسی میں کسی قسم کی رکاوٹ نہ تھی۔ آپ یہاں سے صوبہ داری اورنگ آباد کی خدمت جلیلہ پر روانہ ہوئے جبکہ ہر شخص کی زبان سے بے ساختہ یہ الفاظ نکلے کہ حق بحق دار رسید۔

نواب صاحب کے تحمل و بردباری کے قصص عام طور پر مشہور ہیں۔ آپکے زمانہ کی عمارتی یادگار مسجد کچھیان گنج ہے جس کا سنگ بنیاد آپ کے زمانہ میں رکھا گیا۔

سید احمد اللہ صاحب المخاطب احمد نواز جنگ مرحوم

آذر ۱۳۲۳ف تا امرداد ۱۳۳۰ف

آپ کی قابلیت سررشتہ مال کیلئے بہترین تھی۔ آپ قدیم سیولین تھے آپ کا زمانہ کارفرمائی امساک باراں کی وجہ نہایت پرآشوب تھا۔ اس پریشان حالی میں آپکی ہمدردی رعایا کے ساتھ اچھی رہی آپ کو اپنے ماتحتین سے کام لینے کا خاص ملکہ تھا۔ مزاج کے بیحد سخت اور زبانی خطاب نہایت تکلیف دہ ہوتا تھا۔ لیکن یہ صورت ظاہری تھی رحم دلی ضرور تھی اس کا نتیجہ رعایا کے لئے بہترین ثابت ہوتا تھا۔ کہ ماتحتین آپ سے خائف رہتے۔ آپ کے زمانہ میں سب سے پہلے ۱۳۳۱ف میں رونق افروزی شاہانہ نظام آباد ہوئی تھی۔

ذات ہمایوں نے آپکے حسن انتظام پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ نواب سر علی امام بہادر صدر اعظم باب حکومت آپ سے بیحد خوش تھے۔ مذہبی جذبہ بھی دل میں پنہاں تھا۔ مسجد اسٹیشن کی تحریک آپ ہی کی تھی[1]

---

[1] ... مصنف نے زمانہ ماتحتی بحیثیت صیغہ دار عرض کیا کہ مسجد اسٹیشن تعلقداری میں بھی خاص بیکار ہے نماز کیلئے اسکو درست کرلیا جائے اجازت مرحمت فرمائی جائے تو آپ نے فوراً اجازت دیدی۔ اور جانماز کیلئے روپیہ بھی عطا فرمایا اور مجھکو ساتھ لیکر مسجد کیلئے مقام کو منتخب کرنے لگے موجودہ مسجد ریلوے اسٹیشن کے مقام کی نشاندہی کو پسند فرماکر فوری کارروائی آغاز فرمادی حالانکہ آپکو لوگ لامذہب سمجھتے تھے آپکے زمانہ ہی میں عیدگاہ کی توسیع ہوئی۔

www.taemeernews.com

آپ صوبہ داری اورنگ آباد پر نظام آباد سے روانہ ہوئے۔ آپکی درشتی آج بھی ماتحتین کو یاد ہے

سید احمد صاحب قادری احمد یار جنگ مرحوم

(از شہریور ۳۰ف تا دی ۱۳۳۱ف)

صوم و صلواۃ کے سخت پابند۔ اوقات دفتر میں نماز با جماعت ادا فرماتے حق العباد و حق اللہ کا ہر وقت خیال رہتا۔ ہر سامنے آنیوالے کو چیز اور حق دو پہنچا دیتے۔ انصاف کیلئے قلم کو نہایت احتیاط سے حرکت دیتے آپکے ماتحتین بلا لحاظ مذہب اپنے اپنے مذہب کے پابند ہو گئے تھے۔ مسجد اسٹیشن کا سنگ بنیاد آپ کے ہاتھوں رکھا گیا۔

مسٹر گوبند نایک آنجہانی

(بہمن ۱۳۳۱ف تا امرداد ۱۳۳۱ف)

مذہبی رنگ میں ڈوبے ہوئے رعایا کے بہی خواہ یہ عجیب اتفاق تھا کہ ایک مسلم اور دوسرا ہندو عہدہ دار یکے بعد دیگرے ایک ہی خاص ضلع میں آیا آپ نے اپنے پیش رو کے مذہبی عمارت یعنی مسجد اسٹیشن کی تکمیل خاص دلچسپی سے اپنے زمانہ میں کرائی۔ جس سے آپکی بے تعصبی کا پتہ چلتا ہے۔ حالانکہ آپ کو سخت متعصب سمجھا جاتا تھا۔ یہاں سے آپ انسپکٹر جنرل آف پولیس ہو کر گئے آپ بھی پرانے سویلین تھے۔

نواب تقی یار جنگ مرحوم

(شہریور ۱۳۳۱ف تا ۱۳۳۵ف)

آپ کا زمانہ کارفرمائی بلا مبالغہ رحم و کرم کے بادلوں کی لگاتار بارش کا تھا

www.taemeernews.com

آپکی زندگی فقیرانہ تھی۔ کسی مخلوق خدا کے دل پر ذرہ برابر بھی صدمہ پہنچ جاتا تو کئی دن و رات آپ متاثر رہتے تا آنکہ اس کے دل سے رنج کو دور کرا دیتے چین نہیں آتا آپ نے ایک مزدور کو کلفنڈر کو بھی کبھی تو سے مخاطب نہیں کیا شب بیدار صوفی منش انسان تھے عمارتوں کا بڑا شوق تھا۔ رعایا نے جہاں زمین مانگی دیدی گو اس طرح خانہ شماری میں اضافہ ہوا۔ مگر بے ترتیبی ضرور ہوگئی۔ کہ جس نے جیسا چاہا مکان بنالیا۔ آپ بڑے ہی خوش مزاج اور بذلہ سنج تھے۔ زبان عربی۔ فارسی کے ادیب۔ اور شاعر بھی تھے فیصلے بہترین لکھا کرتے۔ لیکن بے انتہا غور و فکر کے بعد۔ آپکی فیاضی اور مہمان نوازی کی مثال ملک دکن کا کوئی عہدہ دار مشکل ہی سے پیش کرسکتا ہے آپ کی خوبیوں کے ذکر کیلئے بلا مبالغہ ایک علحدہ کتاب لکھی جاسکتی ہے آپکے زمانہ میں بھی رونق افروزی شاہانہ نظام آباد میں ہوئی اور آپکو آپ کی نیکیوں سے اللہ۔ اور ظل اللہ نے نوازا جس کی وجہ نظامت علیات کی ذمہ دار کرسی آپ کو دیگئی۔ اور آپ نے ترقی کے زینہ پر مثل اپنے پیشروں کے نظام آباد سے قدم اٹھایا۔ آپ کی یاد عوام کے دلوں میں آجتک جاگزین ہے

نواب فخر جنگ مرحوم

آذر ۳۵ف تا فروری ۳۵ف

زمانہ بہت تھوڑا گذرا۔ مگر اس قلیل عرصہ میں آپکی کارگذاری کچھ بری نہیں رہی آپ کے آبائی جاگیرات اس ضلع میں ہونیکی وجہ آپ نے یہاں سے تبادلہ کی خواہش کی۔ یہ خود آپ کی محتاط طبیعت کا ایک ثبوت ہے۔

www.taemeernews.com

رائے جگ موہن لال صاحب آنجہانی

۱۳۲۶ف تا ۱۳۳۲ف

بے لوث کار فرما۔ معاملہ فہم اور خوش مزاج انسان تھے۔ رعایا، ماتحتین کے ساتھ آپ کا برتاؤ اچھا تھا۔ غرور سے کوسوں دور اتحاد بین الملل کے فدائی۔ دسہرہ کے موقع پر آپ کی فیاضانہ دعوت بلالحاظ مذہب و ملت اور بلا امتیاز بالادست و ماتحت دوسروں کے لئے قابل تقلید تھی اگر آپ میں کوئی عیب تھا۔ تو صرف یہ کہ آپ کا خط انتہائی زشت تھا لیکن بعض خصوصیات کا خاص ملکہ تھا۔ آپ بھی نظامت عطیات کے عہدہ پر ترقی سے روانہ ہوئے۔

آپ کو برج کا شوق نہیں بلکہ عشق تھا اور بڑا ہی لاجواب کھیلتے تھے

مسٹر ایچ شاہ چینائی

۱۳۳۷ف تا ۱۳۴۰ف

آپ نواب سہراب نواز جنگ آنجہانی کے فرزند رشید۔ نوجوان صاحب دولت تعلیم یافتہ تھے۔ ان خصوصیات کے حامل ہونے کے بعد انسان ہمیشہ انسانیت کے دایرہ سے ہٹ جاتا ہے۔ بقول صائب۔

بادہ پر خوردن و ہوشیار نشستن سہل است
گر بدولت برسی مست نگردی مردی

یہاں تو دولت کی فراوانی کے ساتھ حکومت بھی حاصل تھی۔ باوجود اس کے آپ کی مخلصانہ ملنساری بےہمدردی بے غرض دوستی بلاشبہ قابل تعریف سمجھی جاتی تھی طرز کار فرمائی وہمت وجرأت میں عوام آپ کو

www.taemeernews.com

لیاقت جنگ، نانی کہا کرتے تھے۔ جو کرنا ہوتا کہکر کرتے۔ طبیعت میں ذرا عجلت ضرور تھی۔ پھر اپنی رائے پر سختی سے قائم ہوجاتے باوجود اس کے اگر سہو بادی النظر کا یقین ہوتا تو رائے میں تبدیلی بھی ہوجاتی۔ رعایا کے حق میں نصفت پسندی کو حق سرکار پر ترجیح دیتے یہ ہی وجہ تھی کہ جمعبندی کے نتائج سے رعایا بڑی مطمئن رہتی تھی۔ کام بڑی تیزی سے نکلتا تھا۔ اسی لئے رعایا۔ عملہ۔ وکلا۔ آپ سے ہمیشہ خوش رہتے۔ رعایا کی شکایت پر تحصیل پٹواری کو سخت سزا دیتے آپکے زمانہ میں وہی راستہ اکثر بنائے گئے کنشیر کی جدید آبادی آپکے زمانہ کی یادگار ہے۔ دارالمجذومین ڈچپلی کو آپکے زمانہ میں بجد امداد ملی۔ مہاراجہ سر یمین السلطنت صدر اعظم بہادر نے ۲۹ف میں نظام آباد کا دورہ فرمایا آپ کے انتظامات کو پسندیدہ نظر سے دیکھا آپکی شریک زندگی بیگم چینانی بھی بڑی منتظمہ تھیں۔ کروڑپتی کی بیٹی۔ اور کروڑپتی کی بیگم ہونے کے باوجود اپنے گھر کی آپ منتظمہ بلا شرکت غیرے۔ تمام نجی انتظامات کا تعلق ذات سے وابستہ رہتا چھوٹی اور بڑی دعوتوں میں بیگم چینانی کا حسن انتظام و سلیقہ شعاری کا ثبوت ملتا تھا۔ مسٹر چینانی کو شکار کا بڑا ہی شوق تھا۔

ایک مرتبہ نواب مہدی نواز جنگ سے ملاقات ہوئی تو مجھ سے دریافت فرمایا کہ آج شاہ کیسے کام کرتے ہیں میں نے کہا کہ یہ از پدر شد فرمایا کیسے۔ میں نے کہا کہ آپکی ماتحتی میں رہ چکا ہوں۔ اور چینانی صاحب کے اجلاس پر بھی کام کرچکا ہوں۔ جو ہمت و جرأت ان میں پایا وہ آپ میں نہ تھی۔

www.taemeernews.com

مرزا محمد بیگ صاحب

مہر ۱۳۴۰ف تا خور داد ۱۳۴۵ف

نظام آباد کا ارتقائی دور آپ کے زمانہ میں بڑے ہی زور شور سے آغاز ہوا۔ یہ حسن اتفاق تھا کہ ایک طرف تو آپ کی طبیعت کا لگاؤ حسن کارفرمائی سے تھا، اور دوسری طرف نظام ساگر پہ کروڑ در کروڑ روپیہ حکومت نے جو خرچ کیا تھا۔ اس سلسلہ میں نظام آباد کی ہر جہتی ترقی اوس کے پیش نظر تھی۔ اس غرض و غایت کیلئے حکومت کو آپ سے بہتر کوئی شخصیت نظر نہیں آرہی تھی۔ کیونکہ ۱۳۱۹ف میں نظام آباد کی تحصیلداری پر آپ رہ چکے تھے ۱۳۲۹ف سے اسپشل افسر بصیغہ اراضیات رہے جہاں پر آپ نے عہد عثمانی کے تمام خزانوں آب کا تصفیہ باحسن الوجوہ کیا ف

اسی سلسلہ میں نظام ساگر کے معاوضوں کا تصفیہ آپ نے کیا اور اس کے خود کاشت کی رپورٹ میں آپ نے جو دلچسپی لی۔ اس کا نتیجہ تھا کہ بطور خاص آپ کو اس ضلع کی تعلقداری پر منتخب کیا گیا۔ جس کا ثبوت آپ نے روزانہ (۱۷) گھنٹہ کام کو انجام دیتے ہوئے اور نظام آباد کی ترقیوں کو ہر آن وہر گھڑی پیش نظر رکھتے ہوئے اسطرح دیا کہ اس وقت نظام آباد کے عرض وطول میں جسقدر ترقیاں نظر آرہی ہیں وہ تمام زبان حال سے آپ کی دماغی کاوشوں کی مدح سرا ہیں یہ ہی آپ کی انتہائی بہی خواہی ملک کی دلیل ہے اسی لئے نواب برزو جنگ کے زمانہ کا عکس آپ کے زمانہ میں رعایائے نظام آباد کو نظر آیا آپکی طبیعت میں ایک اعلیٰ صفت یہ تھی کہ آزاد رائے کی قدر کرتے

ف۔ نظام ساگر کے تصفیہ معاوضہ کے لئے ملاحظہ ہو باب۔ آبپاشی۔ نظام ساگر۔

www.taemeernews.com

اور سچائی کو پسندیدگی سے دیکھتے۔ حق گوئی سے دلی کدورت کو گناہ عظیم سمجھتے جس کا نتیجہ یہ تھا کہ آپ سے اختلاف کرنے والے بھی آپ کے ثنا خواں ہو جاتے ان اوصاف کو اجاگر کرنے والا وصف آپکی تہذیب و شائستگی بعدہ اخلاق کی ہمہ گیری تھی۔ مستقبل بعید میں بھی جو ترقیاں نظام آباد میں ہونگی وہ بلا شبہ آپ کے ابتدائی تحریکات کا نقش ہونگی۔ کیونکہ آپکی وسعت نظر نے صدیوں کا پروگرام بنا ڈالا۔ باوجود اس کے کہ آپ سیولین نہیں تھے۔ حکومت نے سیولین حضرات کو آپ کے پاس ہر جہتی معلومات حاصل کرنے کے لئے بار بار متعین کیا۔ نیز نواب ظہیرالدین خان بہادر خلف نواب معین الدولہ بہادر صاحب پائیگاہ کو حصول معلومات کے لئے نظام آباد ہی کو منتخب کیا گیا۔

(چونکہ آپ کا تبادلہ ہوچکا تھا اس لئے نواب صاحب بہادر نے قاضی زین العابدین صاحب تعلقدار وقت کے زمانہ میں حصول معلومات کی تکمیل فرمائی) آپکے جانے کے بعد سر اکبر حیدری نواز جنگ بہادر صدر اعظم باب حکومت نے بتاریخ ۲۱ مرآذر ۱۳۴۷ف بمقام ٹاون ہال جواب اڈریس میں ارشاد فرمایا کہ "مرزا محمد بیگ صاحب اول تعلقدار کی حسن کارگذاری سے نظام آباد نے جو غیر معمولی ترقیاں کی ہیں۔ اوس کو دیکھنے کے لئے باوجود اپنی اہم معروفیات کے یہاں پہونچا۔ اور اُن کی کارگذاریوں کو فی الحقیقت قدر و منزلت کی نظروں سے مسرور ہوکر دیکھا"۔

یہ بیان خود آپکے حسن عمل کا مصدق ہے۔ نہری مقدمات سے آپکو زیادہ دلچسپی نہ تھی۔ اس لئے کہ ہر وقت مسائل نظام ساگر پیش نظر رہتے تھے۔ جمعبندی کے مسائل خصوصاً نہر نظام ساگر کے تحت زمینات کا شہراؤ آپکے خاص توجہ کا مرکز ہوجاتا تھا۔

www.taemeernews.com

جو رعایا کے حق میں سختی پر منتج ہوتا۔ کیونکہ نئے نئے قواعد بندوبست نظام ساگر نافذ ہوئے تھے۔ جس نے مالگزاری کے دھاروں میں وزن پیدا کردیا تھا اور رعایا زراعت پیشہ اس سے نجات حاصل کرنا چاہتی تھی۔ لیکن آپ پر ان قواعد کو عملی جامہ پہنانے کا فرض عاید ہوتا تھا ؎۱

آپ کے پیش نظر زمانہ مستقبل کے زرین فوائد تھے۔ اور رعایا تنگ حالی و عسرت کے باعث دیوانی ہو رہی تھی۔ تاہم تجربہ و حالات کے تحت آپ نے تمام اعتراضی مسائل پر ضرور غور کیا جس کی ضرورت رعایا کو تھی۔ بلا شبہ آپ کے جانے کے چار سال بعد ہی رعایا نے آپ کی ان پیش گوئیوں کو جو مستقبل کے لئے خوش حالی کی ضمانت (نہر نظام ساگر کی وجہ) بتلائی جاتی تھیں سمجھنے لگی ہے۔ کیا عجیب کہ مستقبل قریب میں رعایا زراعت پیشہ اپنی گذشتہ مصیبتوں کو بالکل بھول جائے۔ اور ہر طرف مرفہ الحالی نظر آنے لگے ؎۲ (خدا کرے کہ ایسا ہو) آپکے زمانہ کے تعمیری کام جنکی ابتدا و انتہا آپ ہی کے ہاتھوں ہوئی حسب ذیل ہیں۔

دار البلدہ (ٹاون ہال) کتب خانہ جوبلی عثمانیہ۔ زچگی خانہ۔ برکت پورہ مستعد پورہ۔ مزدور پورہ۔ صدر بنک۔ مارکٹ برکت پورہ و بازار جمعرات

؎۱۔ ۱۳۴۴ف سے مولف کو آپکے مرتبہ مسودہ قواعد کے متعلق بحیثیت ترجمانی رعایا شدید اختلاف رہا۔ جس کا ثبوت مشیر اہل دہ درخواست مطبوعہ تین سال دنیز او تین سال اور کتاب تلنگ گنج و اخبار رعیت کے مضامین سے مل سکتا ہے۔

؎۲۔ مولف کو آج بھی مستقبل میں مایوسی نظر آرہی ہے خدا کرے کہ میرا خیال غلط ثابت ہو اور نہر نظام آباد کے لئے کامیاب نظر آئے۔ آمین۔

www.taemeernews.com

توت خانہ برقی۔ سڑک عقب کوٹ۔ خندق کوٹ کی بھروائی۔ بچوں کے تفریحی مرکز۔ راستہ ہائے دیہی۔ تنظیم دیہی۔ دواخانہ یونانی۔ مثل روڈ اندرون آبادی۔ جدید آبادی بودھن۔ آرمور یکا مارٹیری۔ توسیع مسافر بنگلہ درستی باغ عام۔ جدید ڈیویژن بورلم و تحصیل بانسواڑہ۔ آپ کے مرتبہ اسکیم حسب ذیل ہیں جو آپ کے زمانہ میں بغرض منظوری روانہ صدر ہو چکے تھے۔ یا زیر غور تھے۔ اور بعد میں تکمیل کو پہونچی۔

ڈرینج واٹر ورکس۔ سڑک ٹپہ خانہ تا بڑا بازار (موسوم اعظم روڈ) دارالاقامہ مثل اندازی گنج۔ انجمن تجارت پیداوار۔ شوگر فیاکٹری۔ ماڈل ویلیج۔ راستہ پھولانگ و گڑھی کی توسیع۔ حصار قبرستان۔ پلاٹ برائے محکمہ جات و مکانات عہدہ داران جدید آبادی کے لئے رنگروٹ ینگ آفسر ڈیولپمنٹ بورڈ۔ مسلخ گوسفند دگاؤ۔

ل۔ اس تحریک کو مسترد کر کے مرکز بہبودی اطفال بنایا گیا۔ لیکن رقم آپ ہی کے زمانہ میں منظور ہو چکی تھی۔

ل۲۔ جو زمانہ قاضی زین العابدین صاحب تعلقہ بودھن میں اکبر نگر کے نام سے آباد کیا گیا

www.taemeernews.com

قاضی زین العابدین صاحب

خورداد ۱۳۲۵ ف تا

آپ جائزہ لیتے ہی نظام ساگر کے زرعی مسائل کی جانب متوجہ ہوگئے اُن مسائل زرعی میں جس کی وجہ رعایا سخت کرب و بے چینی میں مبتلا تھی۔ آپ کے زمانہ کارفرمائی میں کچھ سہولیتیں فراہم ہوگئیں یعنی آپ ہی کے زمانہ میں ملکی آبپاشی کے قواعد میں مزید اصلاحات ہوئے اور ہر تین سال میں ایک مرتبہ تابی کی معافی کا اصول (اراضی کو قوت بہم پہونچانے کیلئے) طے کیا گیا۔ؔ آپکی یہہ توجہ رعایا کے لئے نہ صرف قابل منت پذیری ہوئی۔ بلکہ آئندہ زمانہ بھی اس کو فراموش نہ کریگا آپ کے زمانہ میں مارکٹ اکٹ کا نفاذ ہوا۔ اور مجلس بلدیہ کی تحریک اور آدس کی منظوری و نیز ۱۳۲۴ ف میں اس کا قیام عمل میں آیا۔ؔ ما واٹرورکس و ڈرینج کی منظوری (جو مرزا محمد بیگ صاحب کی انتہک کوششوں کے باوجود منظور نہ ہوا تھا۔) آخر ۱۳۴۸ ف میں اس کام کا آغاز بھی ہوگیا۔

ف ۱۳۲۳ ف سے قواعد نظام ساگر و نیز بستگی دہارہ جات کے متعلق میں نے حکومت کو بار بار متوجہ کیا تھا۔ ملاحظہ ہو رسالہ مشیر اہل دہ و پمفلٹ بعنوان "دو سال" و نیز دوسرا پمفلٹ بعنوان "دو در تین سال"۔ بحمد اللہ کہ میری صدائے احتجاج (جو ملک کے طول و عرض میں گونج رہی تھی جس پر حکومت کو بھی غور و فکر کی ضرورت داعی ہوئی) صدا بصحرا ثابت نہ ہوئی۔ اور میرے اُن تمام تحریکات پر جسکو عہدہ داران حکومت نے مضحکہ خیز قرار دیا تھا۔ مجبوراً عمل کرنا پڑا کیونکہ رعایا کی آسائش کیلئے اسکے

www.taemeernews.com

آپ نے اپنے پیش رو کے اکثر اسکیموں کو انتہائی خوش اسلوبی سے جدت کے ساتھ عملی جامہ پہنا کر مناظر ترقی کو آگے بڑھایا جس میں آپکے مددگار و معتمد مسٹر محمد طاہر دوم تعلقدار کے سعی عمل کو بھی خاص دخل رہا۔ (ظاہر ہے کہ اسکیم کے ترتیب کے بعد کس قدر مشکلات اوسکو عملی جامہ پہنانے میں پیش آتے ہیں۔ اس نقطہ نظر سے قاضی صاحب کی حسن کارگذاری کا ایک بہترین ثبوت نظام آباد کی ترقیوں میں ضرور نظر آتا ہے) آپ ہی کے زمانہ کارگزاری میں کارخانہ شکرسازی بودھن کا افتتاح حضرت والاشان پرنس آف برار کے مبارک ہاتھوں ہوا۔ اور اعظم روڈ کی موجودہ صورت آپ کے زمانہ کی ایک قیمتی یادگار ہے۔

کروڑگیری کے سامنے کا چوراہا۔ اور عدالت ضلع کی سڑک آپکے خاص اسکیم وتکمیل میں داخل ہیں خصوصاً مرکز بہبودی اطفال و زنانہ کلب آپ ہی کی ذاتی تحریک اور خاص توجہ کے مرکز ہیں۔ آپ ہی کی سعی بلیغ سے افتتاح مرکز بہبودی اطفال کے لئے نواب سر صدر اعظم بہادر آذر ۱۳۴۷ف میں نظام آباد رونق افروز ہوئے۔ جنکی خدمت میں بطور کاسکٹ نظام آباد کی ترقیوں کا فوٹو البم منجانب مجلس لوکلفنڈ بحیثیت میر مجلس آپ نے پیش فرمایا۔ اور اکبر نگر و آمنہ پور دو مواضعات بطور ماڈل ویلیج اس یادگار میں سر موصوف اور بیگم سر موصوف کے نام سے آباد کئے گئے۔ بے روزگاری کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکنے آپنے زراعت نگر کی بنیاد تعلقہ آرمور میں ڈالی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۸۱۔ سوائے کوئی اور صورت نہ تھی۔ بہرحال واللہ علی کل شئ وکیل ۔

www.taemeernews.com

موضع کلڑی کی تنظیم دیہی آپکے اور محمد طاہر صاحب دوم تعلقدار کے حسن تکمیل کا ایک نمونہ ہے ۔ آپکی تحریک پر امن سبھا کا قیام نظام آباد میں ہوا ۔ اور انجمن تجارت پیداوار کے کاروبار آپ ہی کے رہین منت ہیں جو دھن کی نشاط ثانیہ آپکے زمانہ کارفرمائی کی ایک بہترین یادگار ہے ۔ آپکی سخت کلامی اور ماتحتین پر سخت گیری کے جو قصص بوقت تبادلہ عام طور پر زبان زد خاص و عام تھے ۔ وہ مبنی پر حقیقت نہیں معلوم ہوتے ۔ کیونکہ آپ اپنے ماتحتوں کے ساتھ انتہائی خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے ہیں ۔ سنہ ۱۳۴۷ف میں نظام آباد کی فرقہ واری فضا مکدر ہو گئی تھی ۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپکی سیاست نے اس پر کامل فتح حاصل کی ۔ رائے عامہ کا اظہار آئندہ مورخ کے لئے ۔ ف۲

ف۱ بعہد رحمت اللہ صاحب دوم تعلقدار نے کام آغاز کیا تھا ۔

ف۲ میرے قلم سے اس رائے عامہ کا اظہار (جسطرح دیگر تعلقداران وقت کے متعلق آزادانہ کیا گیا ہے) خلاف احتیاط ہے اس لئے کہ قاضی صاحب میں اور مجھ میں سیاسی کشمکش کی وجہ صفائی نہیں ہے لہذا اس حصہ متن کو آئندہ مورخ کے لئے چھوڑ دیا جاتا ہے گو قابل ستائش امور کو بھی لکھنا نہیں چاہتا تھا کہ کہیں چاپلوسی کا الزام قرار نہ دیا جاؤں لیکن حسن عمل کو پوشیدہ رکھنا ایک مصنف کیلئے عوام کے بے معنے الزام سے بدرجہا بدتر تھا ۔ اس لئے اپنے حد علم تک اس کو ظاہر کر دیا ۔ تاکہ میرے قلم سے حسن کارفرمائی زیادہ وزن دار ہو جائے ۔ مصنف ۔

www.taemeernews.com

باب (۵)

(۱)

زراعت

۱۳۲۲ف سنہ میں ملک سرکار عالی میں کاشتکاروں کو امداد دینے اور بہترین پیداوار حاصل کرنے کے طریقہ بتلانے کے لئے سررشتہ زراعت کا قیام عمل میں آیا۔ اور اس کے کاروبار اضلاع میں آغاز ہوئے ضلع نظام آباد میں بھی اسی سال کام شروع ہوا۔

ف۔ اس سررشتہ کی ضرورت ملک کو ضرور تھی اور ہے جس طریقہ پر یہہ سررشتہ کام کر رہا ہے اُس سے نہ صرف ہم کو بلکہ اہل ملک کو اختلاف ہے۔ کہ ہندوستان کے کاشتکار کو یورپ کے طریقہ کاشت سے کوئی مناسبت نہیں ہوسکتی۔ اور نہ وہاں کے قیمتی آلات زرعی وہ استعمال کرسکتا ہے اس کے لئے تو ضرورت اس کی ہے کہ جدید آلات زرعی اہل ملک کے ہاتھوں تیار کروائے جائیں۔ اور اُس کے استعمال کے فوائد بتلائے جائیں۔ اس موضوع پر میرے پمفلٹ بھی موجود ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ ایک عرصہ کے بعد یہہ سررشتہ اب اس اصول کی جانب کچھ متوجہ ہو رہا ہے۔

مصنف

نیشکر کی قیمتی کاشت گر رہی تھی۔ اس لئے نیشکر کا تحقیقاتی مزرعہ ۱۳۲۲ف میں امام علی صاحب منتظم کے زیر نگرانی قائم ہوا۔ چونکہ زمین چلیلی اور نمکین ہونے سے تند ہوا کے جھونکے نیشکر کو بلا کوے کے استادہ ہونے نہیں دیتے تھے۔ اسلئے اسکی اصلاح کے تجربات شروع کئے گئے۔ لیکن بہت جلد بوجہ قلت آب یہاں سے کاماریڈی میں ۱۳۲۵ف مزرعہ منتقل کر دیا گیا جہاں پر ۱۳۲۷ف میں شیخ محمد یوسف صاحب بی۔ اے۔ بی بحیثیت مہتمم مزرعہ نے کیمیائی کھاد کے ذریعہ آزمائش شروع کی۔

۱۳۲۹ف میں مظہر حسین صاحب ناظم سررشتہ جب مقرر ہوئے تو ایک اسکیم مرتب کیا کر مختلف اقسام کے تجربہ کئے گئے۔ مزرعہ کاماریڈی میں علاوہ نیشکر کے کمبوڑ کپاس دھان) ہلدی۔ مونگ پھلی کے متعلق بھی تجربات جاری تھے۔

۱۳۳۸ف میں کاماریڈی سے مزرعہ برخاست کرنے کے بعد تحت خزانہ آب نظام ساگر شیخ صاحب کے زیر اہتمام ایک مزرعہ قائم کیا گیا۔ کیونکہ نظام ساگر کے تحت قیمتی فصول کو کامیاب بنانا ازبس ضروری تھا۔ اس مزرعہ میں کویم بتور نمبر (۲۱۳) کا نیشکر قابل اطمینان نتائج کا حامل ہوا اور ۱۳۴۱ف میں اس کے تخم کی تبلیغ کیگئی۔ اور مستقل مزرعہ ضروریات نہر نظام ساگر کے تحت مستقر رودرور یہ قائم ہوا۔ اس مزرعہ پر سید حشمت اللہ صاحب ۱۳۴۵ف تک اور بعد محمد جعفر کاظمی صاحب کی حسن کوشش نے مزید دو بہترین تخم نیشکر نمبر (۴۹۰) کویم بتور (م ۲۸۷) جاوا۔ دریافت کئے جو اسوقت تک کامیابی سے تمام ضلع میں زیر کاشت ہیں اور نیشکر کا رقبہ تیزی سے بڑھتا

www.taemeernews.com

جارہا ہے۔ چونکہ بودھن میں کارخانہ شکر قائم ہو چکا ہے۔ اس لئے نظام آباد ہی ملک کی تمام ضروریات شکر کے لئے کاشتِ نیشکر کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے۔

مزرعہ رودرور میں مختلف اقسام کاشت و باغبانی وغیرہ کی آزمایش جاری ہے۔ اس مزرعہ کو امپیریل ریسرچ کونسل دہلی سے بھی امداد ملتی ہے۔

شعبہ نباتات میں دہاں نمبر ۵۰۴ و ۲۶۳۳ - اور کپاس گورانی نمبر (۱۴) کامیاب ثابت ہوئے ہیں جنکی تبلیغ کیجارہی ہے۔

چیل سینڈہ کا استیصال ازبس ضروری تھا جس کے لئے ملکی خرچ کے ایسے کیڑے دریافت کئے گئے جن کو اس کی باڑہ میں ڈالدیا جائے تو دیکھتے ہی دیکھتے اس جھاڑی کو فنا کر دیتے ہیں اس طرح تمام مقامات سے سینڈہ کو پاک کر دیا گیا۔

شعبہ باغبانی میں بھی اچھے قلم اور تخم کو تقسیم کیا جارہا ہے۔ شعبہ افزایش نسل مویشی اب اس قابل ہو گیا ہے کہ کاشتکاروں کو عمدہ نسل کے سانڈ فراہم کرسکے اور اسی طرح شعبہ پرند بھی مرغی کے اچھے اقسام کی نسل کو پھیلانے کی کوشش کر رہے ہیں۔

۱۳۳۹ف سے اس ضلع میں تبلیغی کام شروع ہوا۔ اسوقت ایک افسر اور (۳۴) کام گار تھے۔ جو تمام ضلع کے فرائض انجام دیتے تھے۔

۱۳۴۳ف میں ایک جدید مددگار ناظم زراعت قائم کیا جا کر تبلیغی کام کا اسکیم آگے بڑھایا گیا۔ شیخ محمد یوسف صاحب کو بلحاظ اُن کے تجربہ دیرینہ و قابلیت فنی کے یہاں پہ مددگار بنادیا گیا۔ آرمور کیلئے بھی ایک افسر تبلیغ مقرر کیا گیا۔

www.taemeernews.com

عملہ تبلیغی اور اسکی تقسیم نقشۂ ذیل سے ظاہر ہوگی۔

نام دفتر	مستقر	حلقہ	کیفیت
مددگار ناظر زراعت	نظام آباد	ضلع نظام آباد	
افسر زراعت بودھن	بودھن	بانسواڑہ و بودھن	
" آرمور	آرمور	آرمور و کاماریڈی	
ڈی انسپکٹر	نظام آباد	تعلقہ نظام آباد	
کامگار	نظام آباد	مواضعات بہ ذیل	ایک کامگار باغبانی بھی موجود ہے
"	نوی پیٹھ	"	
"	سراج پلی	"	
"	بودھن	"	ایک کامگار باغبانی موجود ہے
"	کوٹ گیر	"	
"	موسرا	"	
"	بانسواڑہ	"	" " "
"	بیرکور	"	
"	نظام ساگر	"	
"	آرمور	"	" " "
"	بالکنڈہ	"	
"	دونکل	"	
"	کاماریڈی	"	

www.taemeernews.com

عملہ سررشتہ زراعت کا مقصد یہ ہے کہ رعایا کو ہر ممکنہ طریقہ پر زرعی امداد پہونچائے اور جدید زرعی اصول سے اسکو واقف کردے۔

رعایا کو امداد دیکر مزرعہ امدادی قائم کرائے جاتے ہیں چنانچہ سنہ ۱۳۲۳ف میں سب سے پہلے بمقام نظام آباد امیر علی صاحب انعامدار کو امداد دیکر مزرعہ امداد قائم کیا گیا۔ دوسرا آرمور پر۔ اور تیسرا دواخانہ ہشن ڈچپلی ہیں۔

اسکے علاوہ چھوٹے چھوٹے قطعات کاشتکاروں کے ہی اراضی پر بطور تبلیغ قائم کئے جاتے ہیں جنکی تعداد اس ضلع میں تقریباً پانسو ہے ان قطعات کے اخراجات عام سررشتہ برداشت کرتا ہے۔ اور پیداوار مالک زمین کے حوالہ کردیجاتی ہے (سررشتہ زراعت کو اس قسم تبلیغی کاروبار امداد زراعت جاری کرنے کے لئے سب سے پہلے اس ناچیز مصنف نے اپنے خیالات پیش کئے تھے۔ ملاحظہ ہو شیرازل دہ ۱۳۲۹ف و اخبار زراعت سنہ ۱۳۲۴ف جسمیں منظاہروں پر آزادانہ تنقید کی گئی ہے۔)

نمایش ہر سال وسیع پیمانہ پر نمایش کا انتظام بھی کیا جاتا ہے اور اعراس و جاترا وغیرہ میں بھی اس قسم کے مظاہرہ کئے جاتے ہیں۔ جنکی وجہ عوام کو استفادہ کا موقع ملتا ہے۔ کیونکہ تقاریر کے ذریعہ عوام کو نتائج بتلائے جاتے ہیں۔

مزرعہ ددرور میں ایک زراعتی جماعت کا قیام عمل میں آیا ہے۔ جس میں کاشتکاروں کے لڑکوں کو زراعت کے ترقی یافتہ طریقہ سکھلائے جاتے ہیں۔ اسی سلسلہ میں انجمن تجارت پیداوار کی جانب بھی اس سررشتہ نے توجہ کی تھی۔ لیکن انجمن ہائے امداد باہمی کے ساتھ حسب وعدہ وہ تعاون نہ کرسکی جنکی وجہ کاروبار

سے مصنف نے جن جن امور کی نسبت سررشتہ کو توجہ دلائی تھی۔ خدا کا شکر ہے کہ سررشتہ نے توجہ کی۔ ملاحظہ ہو رسائل شیرازل دہ۔ صراط مستقیم مطبوعہ۔

www.taemeernews.com

کامیاب نظر نہیں آتے۔

تنظیم دیہی کے سلسلہ میں بھی یہ سررشتہ مال سے تعاون کر رہا ہے۔
بہرحال شیخ محمد یوسف صاحب مددگار ناظم زراعت نظام آباد کے ایک دیرینہ تجربہ کار افسر ہیں۔ اور رعایا آپ سے مانوس ہے۔ اور اسی طرح ہر دو افسران اپنے فرائض انجام دے رہے ہیں۔

شکر سے کارخانہ شکر سازی کے تحت بھی بمقام ایڑپلی ایک مزرعہ قائم ہوا ہے
بظاہر نیشکر کی حد تک سررشتہ زراعت نے کامیاب نتائج پیدا کر دئے ہیں۔ مستقبل اسکے حقیقی نتائج کو بتلائیگا۔

میری ذاتی رائے اس کے متعلق یہ ہے کہ بلحاظ حالات ملک اس سررشتہ کو بہت کچھ ٹھوس کام کرنا ہے۔ اور اسکی ذمہ داریاں تمام سررشتوں سے بہت زیادہ ہیں۔ و نیز عام سررشتہ جات کا تعاون اس سررشتہ سے بھی ضروری ہے۔

باب (۶)

تعمیرات و آبپاشی

نظام ساگر

ضلعبندی کے بعد سے محکمہ تعمیرات کا قیام عمل میں آیا جسکے فرائض میں ذرائع آبپاشی کی تعمیر بھی داخل تھی اور مہتمم تعمیرات بحیثیت مددگار متعلقہ ضلع شاخ تعمیرات فرائض انجام دیا کرتا تھا کہ ۱۹۰۷ء میں دفتر کی عمارت للوکا پیسہ کے

115 www.taemeernews.com

خرچ سے تعمیر ہوئی۔

نقشہ ذیل سے ذرائع آبپاشی کے اعداد معلوم ہو سکتے ہیں۔

نام ذرائع	سنہ ۱۲۸۱ ف تعداد	سنہ ۱۳۱۵ ف	سنہ ۱۳۴۷ ف	کیفیت
مخزن آب	۰	۰	۳	نظام ساگر۔ علی ساگر۔ ماسانی
تالاب	۷۵۵	۶۱۸	۶۸۶	عـہ یکہزار ایکسو میں شاخ ہائے نہر نظام
کنٹہ جات	۱۶۳۲	۹۴۱	۱۲۳۶	ساگران اعداد کے علاوہ ہے۔
باولیات	۵۴۵۸	۳۶۱۴	۱۹۵۵	جو ۴۸۵۳ مواضعات کو سیراب
دیگر ذرائع نالہ وغیرہ	۲۹۹	۱۹۳	۱۴۱۶۱	کرتے ہیں۔

تالاب منجیرہ گورم سمندرم کے نام سے منجیرہ کا تالاب زمانہ قدیم میں بڑی اہمیت رکھتا تھا۔

۱۲۹۵ف میں مسٹر لیلسن مہتمم تعمیرات نے منجیرہ کے خوفناک جنگل میں اس تالاب کو جو شکستہ حالت میں چالیس سال سے پڑا ہوا تھا دوبارہ اسکی تعمیر کی فکر کی۔ جسکا ٹہیکہ مسٹر فرانکلی ایک فرانسیسی انجینیر کو بمبلغ .... میں دیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ اس تالاب کے توم میں شیروں سے کوئی بناہ نہ تھی جسکو مارکر کام شروع کرنا پڑا۔ اس فرانسیسی ٹہیکہ دار کا انتقال قبل ختم کام ہوگیا۔ جسکی قبر موضع منجیرہ میں اسوقت موجود ہے۔ اسکے بعد اس کا کام حاجی فتح محمد خاں و دھونڈے خان وغیرہ ٹہیکہ داروں کو ملا۔ سنہ ۱۳۱۶ف میں پھر یہ تالاب شکست ہوگیا اور اسکی تعمیر میں بہت روپیہ صرف ہوا۔ اس وقت اس تالاب کی گنجائش (۳۴ر۱۴۳) لاکھ مکعب فیٹ ہے یہ نظام آباد سے

www.taemeernews.com

۹۱

جانب جنوب (۹) میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اسکے نالے متعدد مواضعات کو سیراب کرتے ہیں۔ پانگرہ کی ندی کا منبع اسی تالاب سے ہے۔ نظام آباد کی جدید آبرسانی کا تعلق اس تالاب سے ہو رہا ہے جسکے بعد اسکی اہمیت میں مزید اضافہ ہوگا۔ یہاں پر دو عیسائیوں کی قبریں ہیں جن پر ۱۶۷۰ء و ۱۶۸۶ء کندہ ہے۔ عـ
یعقوب خاں نظام آباد نے لکھا ہے کہ اورنگ زیب کے زمانے میں ارمنی تاجر دکن میں آئے تھے ممکن ہے یہ انہیں کی قبریں ہیں۔ ممکن ہے کہ ان کا تعلق اس تالاب کی تعمیر سے کچھ ہو۔ کتبات ارمنی زبان کے ہیں اس سے کچھ معلوم نہ ہو سکا۔

تالاب ماسانی نظام آباد سے دو میل فاصلہ پر جانب جنوب یہ تالاب واقع ہے۔ جس کو نہر نظام ساگر کے ذریعہ تعلقہ نظام آباد و آرمور کے لیے مخزن آب بنایا گیا ہے۔ اسکے پہلے بھی قصبہ نظام آباد کے ایک وسیع رقبہ کو یہ سیراب کیا کرتا تھا جسکی کپاسٹی فی الوقت (۲۰۰۰۰۰۰) لاکھ مکعب فیٹ ہے۔

تالاب کنجر نظام آباد سے (۵) میل فاصلہ پر ایک وسیع پہاڑی میں تالاب ہے جسکا شمار نظام آباد کے بڑے تالابوں میں ہوتا ہے۔ اسکی کپاسٹی (۵۵۲۰۶۹) لاکھ مکعب فیٹ ہے۔ یہ بھی متعدد مواضعات میں سیرابی کے

عـ بوقت ترتیب اسکیم آبرسانی ماسانی کے تالاب سے پمپ کے ذریعہ پانی حاصل کرنے کی رائے تھی بحیثیت رکن بلدیہ مصنف نے اسکی سخت مخالفت کی کیونکہ اسمیں دوامی خرچ اور نفع کم نظر آرہا تھا جس کا نتیجہ پانی گراں قیمت ہو جاتا میرا خیال علی ساگر سے پانی لانے کا تھا۔ شیخ محمد صاحب وکیل نے پنچپہ کی ندی کی سفارش کی۔ احمد مرزا انجینیر نے اس اسکیم کو مرتب کیا۔

www.taemeernews.com

زائد انجام دیتا ہے۔

علی ساگر نظام ساگر کے بعد اس مقام نے خاص شہرت حاصل کرلی ہے۔ پہلے اس تالاب کا نام لحاظ تعلق موضع "تھانہ کلاں کا تالاب" تھا۔ نظام ساگر کے بعد تعلقہ نظام آباد و بودھن کے لیے اس کو مخزن آب بنایا گیا تو اسکی توسیع و تعمیر میں ایک لاکھ روپیہ صرف ہوا اسامرا داو سنہ ۱۳۴۲ف میں مرزا احمد بیگ صاحب کے ہاتھوں اس کا افتتاح ہوا۔ عبدالرزاق صاحب بسمل نے اس تالاب کو علی ساگر سے موسوم کرنے کیلئے جلسہ میں تحریک پیش کی۔ سید دلدار حسین صاحب انجنیر و مرزا احمد بیگ صاحب تعلقدار کی دلچسپیوں نے نہ صرف اس مقام کو ملک کے قابل ناز فرزند علی نواز جنگ کے نام سے موسوم کرایا۔ بلکہ نظام ساگر کے بعد اسکو ایک پُرفضا اور دلکش مقام بنادیا مختصر یہ ہے کہ جس نے علی ساگر کو نہیں دیکھا اس نے نظام ساگر کے ایک دلکش مقام کو نہیں دیکھا۔ یہ تالاب مستقر نظام آباد سے ذریعہ شاہراہ (۹) میل اور ذریعہ سڑک نہر (۷) میل فاصلہ پر ہے۔ یہاں موٹر بس روزانہ چلتی ہے۔ ریلوے اسٹیشن علی ساگر سے دو میل فاصلہ پر تالاب واقع ہے۔

تالاب کے جانب جنوب ایک بلند پہاڑ پر خوبصورت بنگلہ تعمیر ہوا ہے۔ جہاں موٹر پہونچ سکتی ہے۔ اور تمام رہائشی انتظامات سے یہ بنگلہ مکمل ہے۔ اسمیں قیام کیلئے اجازت کی ضرورت ہے اس تالاب کی کپاسٹی (۲۰) لاکھ مکعب فیٹ ہے۔

گتہ داران | نظام آباد میں سب سے پہلے گتہ دار سنہ ۱۲۹۰ف میں مشتاق خان اور حاجی فتح محمد خان۔ اسکے بعد سنہ ۱۲۹۵ف میں اللہ بخش خان و دھونڈے خان شمالی ہند سے آئے۔ مشتاق خان کے فرزند حافظ اصغر علیخان گتہ دار ہیں و نیز دھونڈے خان گتہ دار کے فرزندان و نیز اللہ بخش خان بقید حیات اور نظام آباد میں

www.taemeernews.com

اپنے فرائض گتہ داری کو انجام دیتے ہیں۔ سرو رخان گتہ دار بھی نظام آباد کے قدیم سر برآوردہ گتہ داروں اور مخیر ہستیوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ یہ بھی ۱۳۱۴ف سے یہاں مقیم ہیں جو افغانی النسل ہیں۔

قحط سالی

قبل اسکے کہ نظام ساگر کا باب شروع کیا جائے ملک دکن کے اثرات قحط کے سنین کو واضح کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

۱۲۲۷ف م ۱۸۱۹ء میں کثرت بارش کی وجہ شدت کا قحط واقع ہوا۔

۱۲۴۱ف م ۱۸۳۳ء کا قحط جانی نقصان کیلئے بڑا ہی شدید تھا۔

۱۲۵۴ف م ۱۸۴۶ء میں پھر ایک مرتبہ قحط کا دورہ ہوا۔

۱۲۶۲ف م ۱۸۵۴ء میں فصل خریف کی تباہی سے قحط کے آثار نمایاں ہوئے۔

۱۲۷۹ف م ۱۸۷۱ء میں جو قحط کا سلسلہ شروع ہوا تو کامل چھ سال رہا ظاہر ہے کہ یہ سب سے زبردست قحط ہوگا۔

۱۳۰۸ و ۱۳۰۹ف م ۱۸۹۹ و ۱۹۰۰ء یہ بھی ملک دکن کے لئے قحط عظیم کا زمانہ رہا۔

۱۳۲۸ تا ۱۳۳۰ف یہ بھی امساک باران کی وجہ قحط کے آثار کو لئے ہوئے تھا نظام آباد میں بمقابلہ دیگر اضلاع کے بوجہ وسیع جنگلات وکثرت ذرائع آبپاشی زیادہ اثرات مترتب نہیں ہوئے۔ لیکن پھر بھی زمانہ قدیم کا قحط جبکہ حمل ونقل کے ذرایع آسان نہ تھے۔ بہت ہی خوفناک تھا۔ ۱۳۰۹ف کے زمانہ قحط ہی میں ریلوے کی تعمیر ہوئی اور ۱۳۲۸ف کے قحط میں کثیر معافیات ورقم تقاوی ونیز کارہائے قحط کا بار حکومت نے برداشت کرکے رعایا کی جان بچائی۔ اور عہد عثمانی کے برکات نے رعایا کو

www.taemeernews.com

زمانہ گذشتہ کے قحط سالیوں کے واقعات کا احساس بھی ہونے نہ دیا۔ اس سلسل قحط سالی کے باعث رعایا کی زندگی ہمیشہ معرض خطر میں رہتی تھی۔ اس لئے ہمارے ظل اللہ شاہ عثمان خلد اللہ ملکہ نے اپنی پیاری رعایا کیلئے رب العالمین کے بھروسہ پر نظام آباد میں نہر فیض عثمانی کو جاری کرکے نظام آباد کو دائمی سرسبزی و شادابی کی ضمانت عطا فرمائی یعنی نظام ساگر کی تعمیر کا حکم دیا۔

خداوند تعالےٰ اس مبارک مقصد کو کامیاب کرے۔ آمین۔ ثم آمین۔

اسمائے مہتمان آبپاشی و تعمیرات

نمبر	نام	سنہ تعیناتی	نمبر	نام	سنہ تعیناتی
(۱)	محمد محمود صاحب	سنہ ۱۳۰۵ف	(۱۰)	وینکٹا چاری صاحب مہتم تعمیرات	
(۲)	جی مک ہانس صاحب	سنہ ۱۳۰۸ف		یس۔ بی راجو صاحب مہتم آبپاشی	
(۳)	سی۔ آئی۔ وائٹ صاحب	سنہ ۱۳۱۲ف	(۱۱)	ویاس راؤ صاحب مہتم تعمیرات	سنہ ۱۳۱۹ف
(۴)	ویاس راؤ صاحب	سنہ ۱۳۱۶ف	(۱۲)	احمد علی خان صاحب "	سنہ ۱۳۳۱ف
(۵)	جی۔ آئی۔ بیارٹ صاحب	سنہ ۱۳۲۰ف	(۱۳)	غلام محمد خان صاحب مہتم آبپاشی	
(۶)	بی۔ ڈی۔ کرشنا انگار صاحب	سنہ ۱۳۲۱ف	(۱۴)	خیرالدین خان صاحب مہتم تعمیرات	
(۷)	سید عطا حسین صاحب	سنہ ۱۳۲۷ف	(۱۵)	محمد عظمت اللہ صاحب " آبپاشی	ف
(۸)	جمیل احمد صاحب مہتم تعمیرات		(۱۶)	محمد ابراہیم صاحب "	سنہ ۱۳۴۰ف
(۹)	عبدالسلام صاحب مہتم آبپاشی	سنہ ۱۳۳۱ف	(۱۷)	رام چندر راؤ صاحب "	سنہ ۱۳۴۲ف
			(۱۸)	ہارڈیکر صاحب "	سنہ ۱۳۴۴ف
			(۱۹)	عظمت اللہ صاحب "	سنہ ۱۳۴۷ف

ف سنہ ۱۳۳۹ف سے پھر تعمیرات و آبپاشی کا مہتم ایک کردیا گیا

www.taemeernews.com

نظام ساگر

ہندوستان کا ایک تاریخی مخزنِ آب

عہد عثمانی کا زرین کارنامہ

دریائے مانجرا ممالک آصفیہ میں ان تمام دریاؤں سے عظیم تر ہے جس کا منبع اور دہانہ اسی ریاست میں ہے یہ دریا ضلع بیڑ سے نکلتا ہے جس کا منبع موضع پاٹودہ ہے۔ جہاں سے (۴۹۰) میل مسافت طے کرتا ہوا۔ ہر سال ایک کثیر مقدار پانی ملک سرکار عالی سے باہر پھینک دیا کرتا تھا جس سے چھ لاکھ ایکڑ اراضی فصل تری میں کاشت ہو سکتی ہے۔ اس مسئلہ پر کہ اس دریا سے کام لیا جائے۔ اکثر مرتبہ [ف۱] غور کیا گیا۔ لیکن کسی موزوں مقام پر نظر نہیں پڑتی تھی۔ بہ زمانہ تعمیر مخزن آب "پوچارم" غالباً سید نظام الدین [ف۲] مرحوم اوورسیر نے مسٹر سی۔ سی پال کے سامنے نیچے پلی کے مقام کی نشاندہی کی۔ مسٹر سی۔ سی پال نے بعد معائنہ موقع اس کو آگے بڑھایا نواب علی نواز جنگ بہادر نے موقع کا معائنہ کرنے کے بعد موجودہ مقام کے محل وقوع کو منتخب کر کے کافی غور و فکر کے بعد اس عظیم الشان ساگر کی تعمیر کیلئے باب حکومت میں تحریک پیش کی۔ باوجود اختلاف آراء کے نواب صاحب ممدوح کی انتہائی سعی

ف۱۔ ملاحظہ ہو رپورٹ سررشتہ آبپاشی ۱۲۹۸ ف

ف۲۔ نظام الدین مرحوم کی رپورٹ اور نقشہ سررشتہ میں محفوظ ہوگا۔

نے محل وقوع کا معائنہ کرنے ۱۳۳۱ف میں نواب امین جنگ بہادر و نواب حیدر نواز جنگ بہادر کو مجبور کیا۔ بالآخر ہمارے دور بین و رعایا پرور ظل سبحانی حضرت خسرو دکن ہز مجسٹی میر عثمان علیخان خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ' نے بمفاد ملک و رعایا کی فلاح و بہبود کے لئے اس کو منظور فرمالیا۔

نقشہ و برآورد مخزن آب کے نقشہ جات و برآورد ۱۹۲۰ عیسوی میں مسٹر ی۔ بی۔ پال اکزیکٹو انجینئر نے مرتب کیا۔ اور نہر کے نقشہ و برآورد کو مسٹر سید عارف الدین اکزکیٹو انجینئر نے ۱۳۳۳ف میں ترتیب دیا لیکن مختلف حالات نے نقشہ نہر میں ترمیمات کی ضرورت پیدا کردی۔

آغاز و اختتام کار مسٹر ی۔ بی۔ پال کے زیر نگرانی ۱۹۲۲ع بابت ۱۳۳۲ف میں اس کے کام کا افتتاح ہوا۔ اور اس کا سنگ بنیاد مہاراجہ سرپمین السلطنۃ نے رکھا۔ مسٹر پال منبع کے بڑے حصے کی تکمیل تک ذمہ دار افسر اعلی رہے جب آپ کو عہدہ نظامت پر ترقی ملی تو اپنا جائزہ مسٹر یس۔ جے تاراپور اکزکیٹو انجینئر کو دیکر رخصت ہوئے اور ۱۳۴۰ف میں اس عظیم الشان بند کا کام پایۂ تکمیل کو پہونچا۔ بتاریخ ۵ ؍ ذی الحجہ ۵۳ مطابق ۲۵ ؍ ازدی بہشت ۱۳۴۲ف روز شنبہ ۹ بجے صبح حضرت بندگان اقدس و اعلیٰ نے اپنے دست مبارک سے نظام ساگر کا افتتاح فرماکر اس فیض عثمانی کے نہر کو جاری فرمایا جس سے سالانہ (۲۱) لاکھ نفوس کا ازوقہ زمین نظام آباد سے مہیا کرنیکی ذمہ داری اس ضلع پر گردانی گئی۔ (انشاءاللہ تعالیٰ) اور کروڑ در کروڑ حیوان مطلق کیلئے آب و دانہ کا ذریعہ قائم کردیا گیا۔ افتتاح کے موقع پر علیم صاحب نے جو نظم پڑھی تھی اُس کے چند اشعار ہدیہ ناظرین کرنا خالی از دلچپی نہ ہوگا۔

www.taemeernews.com

میرے شہ نے نظام آباد کی بنا بدل ڈالی
نہیں اس سرزمیں کا چپہ چپہ فیض سے خالی
ادب سے جب کیا معروضہ اظہار مسرت نے
دکھایا جوش جب ایثار رعایا کی محبت نے
ادا فرمائی رسم افتتاحی خود بدولت نے
کمال اوج آخر پالیا ساگر کی قسمت نے
رعایا دل سے ہے ممنون اس بندہ نوازی کی
تلطف کی عنایت کی کرم کی سرفرازی کی

حالات تخریب و تعمیر

کار معاوضہ مرزا محمد بیگ صاحب جو ۲۹ف سے اسپیشل آفسری معاوضہ کا کام انجام دیتے ہے۔ اور عہد عثمانی کے تمام خزائین آپ کے کارہائے معاوضہ کو انجام دیا تھا نظام ساگر کے کارہائے معاوضہ کیلئے آپ ہی کو منتخب کیا گیا۔ ۱۳۳۴ف تک دفتر معاوضہ حیدرآباد میں رہا۔ لیکن آپ نے رعایا کیلئے بے خانمانی کے مصائب اور بیردی کے لئے بُعد مسافت کا خیال کرکے نظام ساگر کے ستقر کی منظوری حاصل کی۔

تعمیر نظام ساگر کے باعث جو نقصانات ہوئے انکے اعداد حسب ذیل ہیں۔
(۶۱) مواضعات سالم غرق ہوئے۔ (۱۷) مواضعات کی منجملہ اراضی غرق ہونے کے علاوہ آبادیاں متاثر ہوئیں۔ (۲۰) مواضعات کی مختص اراضی غرق آب ہوئی جملہ (۹۸) مواضعات متاثر ہوئے۔

123 www.taemeernews.com

اور (۵۰۷۵) اخراجات حاصل کیے گئے۔

اور (۵۱۴۵) مالکین مکانات۔ اور (۲۸۹۴۴) مالکین زمینات کو ۲۹۸۱۸۵۰ روپیہ معاوضہ تقسیم کیا گیا (۹۲۳) اشخاص کو بالمعاوضہ اراضی مواری سے ما یسے کیر قیمتی (...) دلائی گئی۔ (۲۵) جدید آبادیاں قایم کرائی گئیں ریاست میسور میں جو سیوا پراجکٹ تعمیر ہوا ہے ان کے کارہائے تصفیہ معاوضہ سے متعلق یہاں مختصر اعداد کا ذکر بے محل نہ ہوگا۔

سیٹ ور پراجکٹ میں [illegible] ایکر رقبہ غرق ہوا جس میں زیادہ تر خشکی اراضیات کا تھا۔ معاوضہ کارروائی میں [illegible] صرف ہوا اور افسر و عملہ کے تنخواہوں میں [illegible] لاکھ روپیہ کا صرفہ ہوا۔

کیونکہ (۹) ڈپٹی کلکٹر مع عملہ کے کارگذار تھے۔ برخلاف اس کے یہاں پر صرف ایک اسپیشل آفیسر نے مختصر عملہ کے ساتھ اس قدر وسیع کام کو سرانجام دیا۔ ظاہر ہے کسطرح شبانہ روز محنت شاقہ برداشت کرنی پڑی ہوگی۔

دوران حالیکہ دورہ کرکے انفرادی طور پر ہر ایک کے حقوق کا تصفیہ اور نزاعی مقدمات کا انفصال عذرات کی سماعت قلمبندی شہادت اراضیات انعامی میں وراثتوں کا تصفیہ حصہ داروں کے نزاعات اور بے خانماں رعایا کی آسائش و سہولت کیلئے جدید انتظامات بہرحال مرزا محمد بیگ صاحب نے وہ سب کچھ کیا جو ایک حساس فرض شناس مخلص خدمت گذار سرکار کو کرنا چاہیے تھا۔

انکی اصابت رائے اور انتہائی توجہ کے ساتھ فرائض کی انجام دہی کا ثبوت یہ ہے کہ انکے فیصلوں کی ناراضی سے صرف (۲) مقدمات

پیر عدالت ہوئے۔ جس میں سے ایک مخالف ایک موافق فیصل ہوا پھر رعایا نے آپکے پیچھے استبدادیت کا رونا بھی نہیں رویا۔ کیونکہ معاملات میں انتہائی سچائی کو کام میں لا یا گیا۔ اس سلسلہ میں زیر نہر کار ہائے ڈیولپمنٹ کے آغاز کرنے کیلئے ارباب صدر کو آپ نے متوجہ کیا۔ اور قواعد کو مرتب کر کے پیش کیا۔ اسی وجہ سے ۱۳۲۹ف میں آپ کا تقرر اسپیشل تعلقداری نظام آباد پر عمل میں آیا۔ اور پھر سنہ ۴ف کو آپ ضلع نظام آباد کے تعلقدار مقرر ہو گئے

مزدور چونکہ یہ کام ملک کا سب سے بڑا تعمیری کام تھا۔ اسلئے مزدور اور سامان کی فراہمی کا خاص اہتمام کیا گیا تھا۔ چنانچہ مزدوروں کی تعداد جو بوقت واقعات تعمیر پر کام کر رہے تھے۔ روزانہ اٹھارہ ہزار نفوس تک پہنچ چکی تھی جو مقامات کویم تور۔ مدراس۔ بیجاپور۔ ترچناپلی سیلم۔ سری رنگم۔ کڑپا۔ کرنول۔ نندیال۔ گنٹور۔ ڈورنا چلم۔ گنجی۔ ترچی۔ بمبئی۔ و نیز اضلاع ملک سرکار عالی سے یہاں پر وارد ہو کر کام پر لگ گئے تھے۔ سب سے پہلے مزدوروں میں مالا کونڈہ تو ما کونڈہ۔ وڈران کے قافلے آئے۔

بار برداری ابتداً اس گھنے جنگل اور کوہستانی مقام پر کام کرنے والے جانور گدھے تھے۔ جنکی لاکھوں کی تعداد کام پر لگی ہوئی تھی تا آنکہ پل اور ٹرام ریل تیار نہ ہوئی۔ خصوصاً چونہ موضع رنجنی سے لانے میں جو ۲۰ میل کا فاصلہ تھا۔ اس حیوان مطلق نے اپنی جان کاہی کا ثبوت دیا۔

مقدار مزدوری ہفتہ وار مزدوری دو لاکھ روپیہ تک تقسیم ہوا کرتی تھی۔

گتہ دار قابل ذکر گتہ داروں میں یم۔ جی۔ مہک جی۔ براتن جیون گنڈا

ف۔ مزید کارگذاری کے لئے ملاحظہ ہو باب مالگذاری

www.taemeernews.com

دامرامیا۔ ڈی نرسیا۔ بمبی موتی لال۔ دلیشواس۔ جیا گنٹی راجنا۔ سری رام بابو جیب ہادی۔ دیوا سنگھاچاری۔ وغیرہ نے بند و نہر کا کام انجام دیا۔ بند پر زیادہ تر آ ما نی میں کام ہوا۔ دروازہ ہائے طغیانی مکسن نیلٹ کمپنی کے ذریعہ بنائے گئے۔ اس مقام پر کام کرنے والوں کی صحت و آرام کا خیال خاص طور پر رکھا گیا تھا۔ بجز ۱۳۲۳ف کے انفلوئنزا کے جو تمام دنیا کو متاثر کیا تھا۔ کوئی خاص متعدی مرض یہاں نہ آسکا جو قابل ذکر ہو۔ اسلئے یہ مقام ایک شہر کی صورت اختیار کرلیا تھا۔ جس کی آبادی (۲۱) ہزار نفوس پر مشتمل تھی جہاں ہر قسم کے اصول حفظان صحت کا خاطر خواہ انتظام تھا۔ برقی روشنی فلٹر کیا ہوا پانی۔ طبی امداد۔ تفریح گاہ۔ مدرسہ بہرحال ہر اس چیز کو یہاں کے باشندے آسانی سے پا سکتے تھے۔ جو ایک شہری زندگی میں ضروری ہو۔ یہ تمام انتظام مسٹر سی۔ سی پال کی خوش سلیقگی کا آئینہ تھا۔

سامان تعمیر بجز ناگزیر حالات کے تمام اشیاء تعمیر علی نواز جنگ کی فکر رسا نے ملکی فراہم کرلیا تھا۔ اور اہل ملک کے ہاتھوں یہ عظیم الشان تعمیر مکمل ہوئی۔ کیونکہ انجنیئر سے لیکر وڈر تک سب اہل ملک سے تھے کسی یورپی یا بیرونی ملک کے مشورہ کا بھی یہ مخزن آب منت پذیر نہیں رہا۔

کارگذار عہدہ داران حسب ذیل عہدہ داروں نے اس مخزن آب کی تعمیر کا فریضہ انجام دیا۔

نمبر	نام عہدہ داران	عہدہ	نمبر	نام عہدہ داران	عہدہ
۱	نواب علی نواز جنگ بہادر	چیف انجنیئر	۳	مسٹر تیس۔ جے۔ تاراپور	اگزیکیٹو انجنیئر
۲	مسٹر سی۔ سی پال	اگزیکیٹو انجنیئر	۴	مسٹر عارف الدین	

www.taemeernews.com

۵	مسٹر سجاد مرزا	اکزیکیٹو انجنیر	۱۸	مسٹر یم۔ اشرف	اسسٹنٹ انجنیر
۶	مسٹر سید دلدار حسین	"	۱۹	مسٹر عبدالستار	"
۷	مسٹر لائق علی	اسسٹنٹ انجنیر	۲۰	مسٹر متنا	"
۸	مسٹر ین۔ ین ریڈی	"	۲۱	مسٹر اننت رام	اسٹور آفسر
۹	مسٹر ڈی۔ ڈی۔ ریڈی	"	۲۲	مسٹر گاڈگیل	خزانہ دار
۱۰	مسٹر یس۔ کے۔ ایر	"	۲۳	مسٹر پدمنا مدلیار	ریلوے
۱۱	مسٹر عظمت اللہ	"	۲۴	مسٹر وینکٹ سوامی	ہیڈ اس مینا
۱۲	مسٹر نیارنگ نن	"	۲۵	مسٹر نرسہوان چاری	محاسب
۱۳	مسٹر جی گوپالن	"	۲۶	نادر نواز خان	ڈاکٹر
۱۴	مسٹر جے۔ ڈری دین	فینانس معاون صنعت	۲۷	مسٹر محمد بیگ	اسپیشل آفسر معاون صنعت
۱۵	مسٹر ... احق الدین	اسسٹنٹ انجنیر	۲۸	مسٹر غلام حیدر	مددگار معاون صنعت
۱۶	مسٹر فرخندہ علی	"	۲۹	مسٹر سیتا چلم مدلیار	اکونٹنٹ
۱۷	مسٹر بالا پرشاد	"	۳۰	مسٹر شیخ محمد یوسف	مہتمم زراعت

اور سیر و سپر ویزر سخت ناانصافی ہوگی۔ اگر ذیل کام کرنے والوں کے نام اس جگہ نہ بتلائے جائیں۔ جنہوں نے بڑی محنت سے فرائض انجام دیے

اورسیران

سید نظام الدین مرحوم ابتدائی سروے۔ مسٹر شام راؤ۔ مسٹر راجو۔ مسٹر ارک سوامی۔ مسٹر ساجی رام۔ مسٹر غفور۔ مسٹر عبداللہ شریف۔ مسٹر سری نواس وغیرہ محمد یحییٰ صاحب (جو آجتک بھی بحیثیت مہتمم گیٹ ہاؤز موجود ہیں)

www.taemeernews.com

سپروائزران

مسٹر وڈل پلے ۔ مسٹر ناگیشور ۔ مسٹر عبدالعزیز ۔ مسٹر کے دین دیال ۔ مسٹر نگ نادم ۔ مسٹر نوکیم مدلیار ۔ مسٹر محمد یوسف ۔ مسٹر ست گرو پرشاد ۔ مسٹر بھکو تی ۔ مسٹر ایلک مسٹر کرشنا سوامی ۔ وغیرہ ۔

فنی حالات تعمیر

اس ساگر کا پختہ بند دو میل طویل ہے ۔ اور (۱۴) فیٹ عریض جس پر موٹر رانی کے قابل سڑک تعمیر کی گئی ہے ۔ یہ بند دنیا کے بڑے ثقیل المرکز بندون میں شمار کیا جاتا ہے ۔ بند کو مستحکم بنیاد پر قائم رکھنے کیلئے ۲۴ ملین مکعب فیٹ مٹی کی کھدائی اور چٹانوں کی شکست و ریخت کرنی پڑی بنیاد کی انتہائی گہرائی سطح زمین سے ۳۷ فیٹ ہے بنیاد کی انتہائی گہرائی سے بند کی بلندی ۱۵۰ فیٹ ہے اور نیچے عمیق مقام پر بنیاد کا زیرین حصہ ۱۲۰ فٹ عریض رکھا گیا ہے ۔ اس میں (۳۰۸۰۰۰۰) مکعب فیٹ کی بندش انجام دیا گیا ۔ اس کا اندازہ یوں لگا سکتے ہیں کہ اگر ایک ۱۰ فٹ چوڑی اور ۳۷ فیٹ اونچی دیوار سکندرآباد سے لیکر منماڑ تک بنائی جائے تو اس میں بھی تقریباً اسی قدر ہی بندش ہوگا (گویا سد سکندری سے بڑھکر) دریائے اہجرا کا رقبہ فراہمی آب ۲۲۶۰ مربع میل ہے ۔ خزانہ آب میں پانی کی درآمد جس وقت کہ دریا میں طغیانی ہوتی ہے تو (۵ لاکھ ۵۰ ہزار) مکعب فیٹ فی سکنڈ روانی ہوتی ہے جو دریائے نیل کی طغیانی کے برابر ہے ۔ اور لنڈن کے مشہور دریا ٹیمز کی

طغیانی سے پچاس گنا زیادہ۔ نظام ساگر کی گنجائش رکھتی ہے جبکہ تالاب کامل
سمائی کی سطح پر ہوگا ۲۷ ارب ۹۷ کروڑ - ۳۰ لاکھ مکعب فیٹ سے اور پانی
کی انتہائی سطح پر یعنی جس وقت طغیانی کے دروازے انتہائی کام کریں گے اس
وقت ۳۵ ارب ۶ کروڑ ساٹھ لاکھ مکعب فیٹ ہوگی ف۱ اور پانی کا عمق ۱۰۲ فیٹ
ہے۔ بندش میں اس بات کا خاص اہتمام رکھا گیا ہے کہ پانی کی بہترین مقدار شدید
طغیانی کے زمانہ میں چار لاکھ ۷۲ بہتر ہزار مکعب فیٹ فی سکنڈ کے حساب سے فوراً
خارج کی جا سکے۔ ایک تہ پانی نکلنے کے ۱۱ دروازے جن کا ناپ ۲۰×۲ فٹ ہے خود بخود کھلنے والے دروازے
رکھے گئے ہیں ان میں سے ہر ایک دروازہ ۴۰ فیٹ چوڑا اور ۱۰ فیٹ اونچا اور
تین ٹن وزنی ہے جو اپنے سے دو چند بڑے سے آویزاں ہے جس کو ایک
کھٹکے کی گرفت سے بند رکھا جاتا ہے۔ جب پانی انتہائی سطح آب سے ۳ انچ
بڑھ جاتا ہے تو وہ ایک چھوٹے سے ظرف میں گرتا ہے جس کو بیرونی آب کہتے ہیں
یہ برتن جب پانی کے وزن سے نیچے اترتی ہے تو کھٹکے کی گرفت کو ڈھیلی کرتی
ہے تو وزنی پلڑا تیزی سے نیچے اترتا ہے۔ اور ساتھ ہی اپنے ساتھ دروازے
کے کھٹکے کی گرفت کو کھول دیتا ہے اس طرح توازنی پلڑے کے نیچے اترنے
اور دروازوں کو بالاتصال یکے بعد دیگرے تیزی کے ساتھ کھولے جاتے ہیں
(۳۰) سکنڈ کے اندر ہی اندر یہ تمام دروازے کھل جاتے ہیں اسکے علاوہ
۸×۱۵ فیٹ کے ۹ عدد ریتی صاف کرنیکے دروازے بھی ہیں اسنا خزانہ آب

ف۱ ۔ پانی کے پھیلاؤ کا رقبہ خزانہ آب کے لبریز ہو جانے پر ۵۰ مربع میل ہوگا بحیرہ کا
طول بند تک ۲۴ میل ہے۔

www.taemeernews.com

کے شمال مشرقی حصہ سے نہر نکالی گئی ہے جس کا مجموعی طول ۱۱۰۰ میل ہے

نہر کی خصوصیات

نہر کا طول	میلوں میں	۹۸
شاخہائے نہر کا طول	"	۱۱۰۰
شکم نہر کا عرض	فٹوں میں	۱۰۰
نہر میں پانی کی گہرائی	"	۱۰½
نہر میں پانی کی روانی فی ثانیہ (سکنڈ)	مکعب فٹوں میں	۳۴۳۰
تعداد مواضعات جنکی اراضی سیراب ہوگی	"	۳۵۴
نہر سے متاثر ہونے والا تخمینا رقبہ	ایکروں میں	۵،۳۶،۵۳۷
مجوزہ رقبہ آبپاشی	"	۲،۰۷۵،۰۰۰
مصارف نہر	لاکھ روپیوں میں	۲۱۴،۳۵
پراجکٹ کی جملہ لاگت	"	۴۲۶،۷۹
محاصل	"	۴۶،۱۶
متوقعہ تخمینہ آمدنی	"	۵۸،۰۵
کل رقبہ جو نہر سے متاثر ہو سکتا ہے بشرط گنجائش	ایکروں میں	۵،۳۶،۵۳۰

گھوڑوں کی طاقت برقی جو صدر توم پر فراہم ہو سکتی ہے (۵۰۰ K.W.) ہے پراجکٹ کی جملہ رقم بموجب بر آورد سوا چار کروڑ روپیہ سکہ عثمانیہ ہے جس کے منجملہ بند کی رقم تقریباً دو کروڑ ساڑھے بارہ لاکھ روپیہ ہے اور باقی ۲ کروڑ ۱۲ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ نہر کی لاگت ہے باوجود بند کی اتنی

www.taemeernews.com

سنگینی اور نہر کی طوالت کے ہماری حکومت نے نہایت کفایت شعاری سے کام لیکر محض نواب علی نواز جنگ بہادر کے نگرانی و تنظیم کے سبب اس عظیم الشان اور بے نظیر کام کو صرف سوا چار کروڑ میں مکمل کر دیا۔ حکومت کی کفایت شعاری اور حسن انتظام کا اندازہ لگانے کے لئے بہتر ہے کہ ہم ہندوستان کے مشہور بند کرشنا راج ساگر (میسور) کا مقابلہ نظام ساگر سے کریں جس نے بہادر کر اس بند کو بھی ہندوستان کا سب سے بڑا بند کہا جاتا ہے۔

	کرشنا راج ساگر	نظام ساگر
بند	ایک میل ۲ فرلانگ	۲ میل
عمیق آب	۱۲۵ فٹ	۱۰۵ فٹ
دریا کا رقبہ آبگیری	۴۰۰۰ مربع میل	۸۳۴۶ مربع میل
لاگت	۲ کروڑ ۹۱ لاکھ ۵۰ ہزار روپیہ	۲ کروڑ ۱۲ لاکھ ۵ ہزار روپیہ

خصوصیات

میسور کے کرشنا راج ساگر[ف ۱] اور سیا کر بیارج[ف ۲] کو سامنے رکھکر مصارف کا اندازہ کیا جائے تو ظاہر ہوگا کہ اس بند کی تیاری میں کس قدر کفایت شعاری کو کام میں لایا گیا ہے سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ کسی یوروپی انجینیر کی رائے کو اس میں دخل نہیں رہا۔ اور عہد عثمانی میں ملک دکن

ف ۱۔ کرشنا ساگر میسور کے مصارف دو کروڑ نوے لاکھ پچاس ہزار جسکا بند ایک میل ۶۔ فرلانگ ہے۔ ف ۲۔ سیا کر بیارج۔ کے مصارف (۲۳) کروڑ ہیں۔ جس کے تحت (۵) لاکھ ایکر اراضی سیراب ہوگی۔

www.taemeernews.com

ہاسب سے پہلا ساگر دنیا کے ساگروں کی فہرست میں قابل ذکر قرار دیا گیا ہے

تعمیرات

سون برج عہد عثمانی میں یوں تو سررشتہ تعمیرات نے بہت سے پل بنائے لیکن یہ پل عہد عثمانی کا سب سے بڑا پل ہے کیونکہ اس مقام پر دریا میں (۲۴۰۰۰) مربع میل کے رقبہ کا پانی بہتا ہے۔ طغیانی میں ہر لمحہ ۱/۲ ۲ لاکھ مکعب فٹ کی رفتار سے اس مقام پر پانی رواں رہتا ہے اس پل کی (۲۶) عظیم الشان کمانیں ہیں یعنی ہر کمان (۱۰۶) فیٹ کی ہے اس کار تعمیر میں بارہ لاکھ مکعب فٹ چونہ اور پتھر صرف ہوا۔ پل پر جو سڑک ہے اس کا عرض ۲۲ فیٹ اور طول (۲۷۰۰) فیٹ ہے۔ جس پر ساڑھے دس لاکھ روپیہ سکہ عثمانیہ کا صرفہ عاید ہوا۔ آغاز کار ۱۳۴۳ھ کے آخر میں ہوا اور بتاریخ ۲۶ اردی بہشت ۱۳۴۴ف (نظام ساگر کے افتتاح کے بعد) ذات شاہانہ نے اپنے مبارک ہاتھوں اس کا افتتاح فرمایا جس سے رعایا کیلئے انتہائی آسائش و اطمینان کا ایک باب کھل گیا۔ کیونکہ ڈیڑھ میل مسافت ٹوکرے کے ذریعہ عبور و مرور جان کی بازی لگانا تھا۔ نہ معلوم کتنی ہزار جانیں نذر آب ہوگئیں۔ آج ہر وہ انسان جو اس پر سے گذرتا ہے۔ بے ساختہ اپنے بادشاہ کیلئے شاہ عثمان زندہ باد۔ دولت آصفی پاینده باد کی دعا دیتا ہے ف۱

ف۱ حسن اتفاق کہ بتاریخ ۲ بہمن ۱۳۲۱ف اس پل کے تعمیر کو دیکھنے میں چلا گیا۔ اس وقت چھبیسویں کمان کا سنگ بنیاد رکھنے عبدالکریم صاحب گتہ دار کسی معصوم

www.taemeernews.com

سالورہ برج اس کی تعمیر سے ناندیڑ کا راستہ قریب تر ہو جائے گا۔ پہلے سنہ ۱۳۴۲ف اس کی تعمیر ہوئی۔ لیکن ناقص ہونے کی وجہ از سر نو سنہ ۱۳۴۴ف میں تقریباً ایک لاکھ کے صرفہ سے تعمیر ہو رہا ہے جو غالباً آخر سنہ ۱۳۴۶ف تک مکمل ہو جائے گا۔ اس برج کے تعمیر کے انچارج عبد العزیز صاحب مددگار تعمیرات ہیں۔ گتہ دار رام کیشو متھرا ہیں۔

پانگرہ برج نظام آباد سے آرمور گذرتے ہوئے بڑی دشواری تھی کہ راستہ میں ایک چھوٹی سی ندی پانگرہ کی وجہ دو دو روز آمد و رفت موقوف ہو جاتی۔ سنہ ۱۳۴۲ف میں اس پر پل تعمیر کیا گیا جسکی وجہ آمد و رفت کی سہولت ہو گئی۔ اس پل کی لاگت ۲۲ ہزار روپیہ ہوئی۔

سہوائی ناکہ برج اندرون آبادی داخل ہونے کیلئے بعض وقت ۲۴ گھنٹہ انتظار کرنا پڑتا تھا۔ اور یہ موقع بڑا ہی تکلیف دہ ہوتا کہ حیدرآباد سے ۱۰۳ میل پلار کر لوگ آنے کے بعد دو فرلانگ شہر نظام آباد کے داخلے کیلئے باقی ہیں۔ تو سامنے آبادی کو دیکھتے ہوئے پریشان حال کھڑے ہیں۔ اس تکلیف کو مسٹر زیرج شاہ نقشہ مقدار کے حسن توجہ نے دور کر دیا۔ اور ایک سیمنٹ کے پل کی تعمیر سنہ ۱۳۴۵ف میں شروع و مکمل ہوئی جس کی وجہ عبور و مرور کی انتہائی سہولت پیدا ہو گئی۔ اسکی لاگت ۱۲ لاکھ روپیہ ہوئی۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۰۶ بچے کی تلاش میں تھے کہ میرے ساتھ میرا لڑکا ابو سعادت حامد غلام دستگیر کمسن تھا۔ گتہ دار صاحب موصوف نے اسکو منتخب کر کے اس کے ہاتھوں سنگ بنیاد رکھوایا معلوم ہوا کہ یہاں کا سنگ بنیاد انہوں نے کسی نہ کسی کمسن معصوم بچے کے ہاتھوں رکھوایا ہے۔ وہاں سب سے پہلے صاحب موصوف نے اسکی تحریک کی تھی۔

پلدی برج | بودہن اور ایڑملی کے درمیان ۱۳۴۲ ف اس پل کی تعمیر ہوئی۔ جس پر ۱ لکھ ۹ ہزار روپیہ کا خرچ آیا۔ یہ ار۔ سی۔ سی۔ یعنی ہمیشہ کا پل ہے۔

باب (۷)

انتظام جنگلات

ضلع بندا سے قبل جنگلات کی نہ تو کوئی قدر و قیمت تھی اور نہ انتظام جس کا جی چاہا اور جس نے چاہا قطع و برید اور صحرائی کرلی۔ ضلع نظام آباد کا صحرا الملک سرکار عالی کا بہترین صحرا تھا۔ کیونکہ ضلع عادل آباد کا صحرا بھی اسی میں شامل تھا۔ جو آج تک ملک میں قابل قدر ہے۔ ۱۲۹۵ ف میں ضلع ہذا پر محمد اسمٰعیل خان صاحب داروغہ چوبینہ۔ دوم مددگار صاحب چوبینہ صوبہ شمالی کے تحت تھے جنکی تنخواہ (۷) تھی۔

(اس زمانہ میں صدر مہتمم بنام عباس بیگ صاحب اور مددگار چوبینہ سمت شمالی مسٹر ہیارس تھے۔)

۱۲۹۸ ف میں احمد خانصاحب داروغہ و محمد یونس صاحب داروغہ کا تقرر ہوا۔ دفتر داروغگی نظام آباد کا مستقر زل پر تھا۔ کیونکہ صحرائے عادل آباد بھی اسی کے تحت تھا۔

فہرست بیٹیات جنگلات ۱۲۹۸ ف

سرپور۔ بورلم۔ کھوٹ۔ اسلاپور۔ اندلوای۔ یلاریڈی۔ اندور۔

بھینگل۔ بند کھیڑ۔ رودرور۔ اٹنور۔ نرساپور۔ تماپور۔ نرمل۔ کلیانی۔ میدک دودگاؤں۔ پیپری۔ سرحلیہ۔ تعلقہ ایدلا آباد۔ (عادل آباد) ۱۳۰۱ف میں یہ ضلع دفتر جنگلات کا مستقر قرار پایا اور مددگار ناظم جنگلات صوبہ کے تحت رہا۔ جس پر محمد جمال الدین حسینی بحیثیت مددگار صوبہ بیدر مستقر رہا یم پیشہ کار گذار رہے۔ ۱۳۱۰ف میں دفتر مددگاری نظامت کا مستقر اس ضلع کو قرار دیا گیا۔ اور مسٹر پیاٹرج جنگلات آفسر مقرر ہوئے

قیام ڈیویزن کے بعد سے حسب ذیل مددگار کارگذار رہے

سلسلہ نشان	نام مددگار	تاریخ وسنہ جایزہ
۱	مسٹر پیاٹرج	۱۲ ر مہر ۱۳۱۰ف
۲	مسٹر آر۔ سی۔ فیارل	۱۷ ر بہمن ۱۳۱۵ف
۳	احمد محی الدین صاحب	۱۵ ر فروردی ۱۳۱۹ف
۴	محمد مولا بخش صاحب	۳۱ ر امرداد ۱۳۲۵ف
۵	سید محمود رضوی صاحب	۱ ر آذر ۱۳۳۱ف
۶	مسٹر ایس۔ سی۔ ایڈورڈس	شہریور ۱۳۳۶ف
۷	مسٹر وامن راؤ	۱۲ ر خورداد ۱۳۴۰ف
۸	سید محمد فریدالدین خان صاحب	۲۰ ر امرداد ۱۳۴۵ف
۹	عبدالعزیز صاحب	۲۱ ر شہریور ۱۳۴۷ف

شمول وخروج ۱۳۱۵ف میں ڈیویزن کریم نگر اور ۱۳۲۲ف میں ڈیویزن میدک نظام آباد سے علحدہ ہوگئے۔

www.taemeernews.com

اور سنہ ۱۳۲۵ ف میں رینج یلاریڈی میدک میں اور کولاس ناندیڑ میں شریک ہوئے۔ راماریڈی کا جدید رینج سنہ ۱۳۳۲ ف میں قائم کیا گیا۔

رقبہ صحرا اعداد ذیل کے دیکھنے سے رقبہ محصورہ کے مدوجزر کے معلومات ہو سکتے ہیں۔ سنہ ۱۳۱۰ ف میں ضلع ایلگندل (کریم نگر) کا رقبہ بھی اسی ضلع میں شامل تھا۔

ضلع ایلگندل تعلقہ سہادلیپور۔ رقبہ صحرا [illegible] ایکڑ = ۹۶ مربع میل

سرحدی حصہ

نظام آباد۔ منجیبہ — [illegible] ایکڑ = ۲۰ مربع میل

[illegible] ایکڑ = ۷۵ مربع میل

حاجی پور — [illegible] ایکڑ = ۱۶ مربع میل

جملہ [illegible] ایکڑ = ۹۰۷ مربع میل

رقبہ جنگلات جملہ رقبہ جنگلات (۲۶۵۸۵۱) ایکڑ ڈیویژن نظام آباد کے تحت ہے جس کی تفصیل نقشہ محصورہ اور غیر محصورہ سے ظاہر ہوگی۔

سنہ	محفوظ — ایکڑ	محفوظ — مربع میل	غیر محصورہ — ایکڑ	غیر محصورہ — مربع میل	کیفیت
۱۳۱۰ ف	۵۸۸۵۴ [illegible] ایکڑ	۱۰۷			یہ رقبہ محصورہ تھا
۱۳۳۰ ف	۱۵۲۰۹۸ [illegible] ایکڑ	۲۳۷/۶۵	۸۰۰۰۰	۱۲۵	
۱۳۴۰ ف	۳۰۴۶۳۰ [illegible] ایکڑ	۱۷۵/۹۸	۹۰۸۱۱ [illegible]	۱۴۲/۸۱	

www.taemeernews.com

سنہ ۱۳۴۰ ف	۳۰۶۵۰۶ سمت ... ایکر	۴۹،۳۰	۶۶۹۰ ... ایکر	۱۲۰	
سنہ ۱۳۴۲ ف	۱۲۰۲۱۳ الّا ... ایکر	۳۴۴۳۵	۱۶۸۵۷ ... ایکر	۲۶،۲۲	

سنہ ۱۳۴۲ ف میں محصورہ کا رقبہ مع ... ۲۸۵۸۱ ایکر رہا۔

رینج ۔ حسب ذیل رینج اس وقت ڈویژن میں قائم ہیں۔ منیچہ بانسواڑہ ۔ بانا ریڈی ۔ بھیگل ۔ سرسلہ ۔

تفصیل ذرائع آمدنی ۔ حسب ذیل بہادت صحرائی ذرائع آمدنی سررشتہ جنگلات ہیں۔ چوبینہ ہمہ اقسام ۔ ہیمہ سوختنی وکوئلہ ۔ بانس بنگ نیز بانس گھانس ۔ برگ آبنوس ۔ ثمرہ درختاں ۔ پیداوار خفیف شہد ۔ موم حلیلہ وغیرہ ۔

جرمانہ ومعاوضہ نقصان صحرا

ان ابواب میں سب سے زیادہ چوبینہ اور ہراج برگ آبنوس کے ذرائع ہیں۔ جنکی مانگ سنہ ۱۳۳۴ ف سے بڑی شدومد کے ساتھ ہوتی رہی ہے۔ چنانچہ سنہ ۱۳۳۴ ف میں برگ آبنوس کی آمدنی تقریباً چالیس ہزار ہوئی ۔

آمد وخروج ۔ آمدنی وخرچ کا مدوجزر تختہ ذیل کے ملاحظہ سے واضح ہوگا ۔

سنہ	آمدنی	خرچ	کیفیت
سنہ ۱۳۱۰ ف	۶۶۲۲ الّا ... ۱۰،۱۰	۱۱۵۵۹ ... ۱۱،۳	

سنہ ١٣٣٠ف	٤٩٥٩٧ [illegible]	١٨١٩٧ [illegible]	
سنہ ١٣٣٠ف	١٢٢٣٠١ [illegible]	٤٠٨٥٩ [illegible]	
سنہ ١٣٤٠ف	٣٠٣٢١٤ [illegible]	٤٩٧٩٢ [illegible]	
سنہ ١٣٤٧ف	١٥٩٨٧٩ [illegible]	٥٥٤١٥ [illegible]	

کوپ سسٹم ۔ سنہ ١٣٢٦ف سے کوپ سسٹم کا طریقہ احمد محی الدین صاحب مددگار جنگلات کے عملی نتائج کی صورت میں ظہور پذیر ہوا۔ سنہ ١٣٢٦ف میں (٣٤) کوپ بنائے گئے۔ سنہ ١٣٣٠ف میں (٣٥) کوپ سنہ ١٣٤٠ف میں (١١٨) اور سنہ ١٣٤٧ف میں (١١٨)۔ کوپ بنے جو ہر سال ہراج ہوتے ہیں۔ جسکو متاجرین حاصل کرکے لکڑی برآمد کرتے ہیں۔ اور اس کی تجارت سے کافی فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کوپ کا رقبہ زیادہ سے زیادہ سو ایکر ہوتا ہے۔ بعض کوپ قیمتی پیداوار صحرا کے پانچہزار روپیہ تک بھی ہراج ہوتے ہیں۔ یہ صحرائے مال کا بیش قیمت حصہ ہے۔

راستہ ہائے صحرائی ۔ کوپ سسٹم کے سلسلہ ہی میں بغرض برآمدی چوبینہ حسب ذیل راستہ صحرائی بنائے گئے۔ (١) بانسواڑہ رینج میں۔ ابراہیم پٹن، کوناپور۔ ٣ میل ایک فرلانگ سنہ ١٣٤٣ف۔

بانسواڑہ رینج میں۔ بمندپلی۔ جاکھورہ ٣٥½ میل سنہ ١٣٤٦ف

www.taemeernews.com

بانسواڑہ رینج میں۔ بمندیو پلی، حاجی پور۔ ہنماجی پیٹھ ۵ میل ۱۳۴۶ف

(۲) رینج بمگل۔ دیون پلی گھاٹ روڈ۔ ۶ فرلانگ ۱۳۴۳ف

" مانال بیر مپڈلہ۔ ۹ میل ۱۳۴۵ف

" پرلہ گھاٹ روڈ۔ ۲ فرلانگ "

" یر مپڈلہ گرجن پلی۔ ۱۰ میل "

(۳) رینج ینچیہ۔ ملکا پور تا ینچیہ۔ ۱۱ میل ۱۳۴۷ف

تعمیرات امکنہ۔ ۱۳۱۹ف میں دفتر ڈویژن کی عمارت ۱۰۶۸۰ کے صرفہ سے بنی۔ اور ریسٹ ہاوز حسب ذیل مقامات پر ۱۳۴۳ف سے ۱۳۴۵ف تک تیار ہوئے ہیں۔ حاجی پور۔ ارسہ پلی۔ اکاپلی منڈہورہ۔ ابراہیم پٹن۔ مانال۔

قیام نرسری۔ مزارعین نظام آباد کی بڑھتی ہوئی ضرورتوں کے تحت ارینج بانسواڑہ اور ینچیہ کے تحت میں سبز کھاد کے لئے انتظامات پلانٹیشن و نرسری کا قیام حسب ذیل مقامات پر عمل میں آیا ہے۔

نام رینج	مقام	رقبہ	
رینج بانسواڑہ۔	ترملاپور نرسری	عہ ایکر	۱۳۴۱ف
بانس بنک پلانٹشن (کاشت)		ے ایکر	۱۳۴۲ف
ترملاپور کرنج بلانٹشن (کاشت)		عہ ایکر	۱۳۴۱ف
کاشت سرو۔	مخدوم پور۔	عہ ایکر	۱۳۴۴ف
کاشت کرنج۔	ابراہیم پیٹھ۔	ے ایکر	۱۳۴۳ف
"	"	اللعہ ایکر	۱۳۴۵ف

139 www.taemeernews.com

کاشت کرنج - بورلم - عہ ۱۴ ایکر ۴۵ سنہ ف
ننجیپه رینج - نرسی موسره ۔۔ ایکر ۴۵ سنہ ف
بانس پلانٹشن موسرہ ۔ ایکر ۴۵ سنہ ف
تیاری سبز کھاد پر کرٹ ۔ ایکر ۴۷ سنہ ف
تیاری سبز کھاد نوی پیٹھ ۔ ایکر ۴۷ سنہ ف

عملہ سررشتہ متعلقہ وضلع: ضلع ہذا میں ایک مددگار ناظم اور ایک نائب مددگار۔ اور (۵) رینج آفسر یعنی امناء اور (۴) نائب امین (۶) صحرادار (۵۱) چوکیدار کارگذار ہیں۔

باب ۸

کروڑگیری

۱۳۰۹ ف میں جب کہ اسٹیشن نظام آباد قایم ہوا تو دفتر ناکہ کروڑگیری بھی ساتھ ہی قائم کیا گیا۔ ابتداء میں نائب امینی تھی۔ ۱۳۱۷ ف میں امینی کا دفتر قائم ہوا۔ اسفندار ۱۳۲۵ ف میں کام کی کمی کی وجہ امین تخفیف ہوکر نائب امینی قایم ہوئی۔ فی الوقت نائب امین کا درجہ ہے محی الدین احمد صاحب موجودہ ناظم کروڑگیری نے ابتداً اس پیشے کی امینی کا جائزہ ۵ خورداد ۱۳۱۹ ف میں حاصل کیا اور مہر ۱۳۲۱ ف تک یہاں کارگذار رہے۔ نظام آباد کے دفتر کروڑگیری کو بجا طور پر ناز ہے کہ اس کا امین

اور دکن کا سپوت صحیح معنے میں امین کروڑگیری ملک سرکار عالی ثابت ہوا آج جس پر سررشتہ کروڑگیری ہی نہیں بلکہ ملک سرکار عالی کو فخر ہے کہ موجودہ کروڑگیری کے حسن انتظام نے سررشتہ کے نظم و نسق کو اس قدر اعلیٰ بنا دیا ہے کہ کوئی زمانہ اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

نقشہ ذیل سے اسٹیشن نظام آباد کے درآمد و برآمد کے اعداد معلوم ہو سکتے ہیں

سنہ	درآمد	برآمد	جملہ	کیفیت
سنہ ۱۳۱۰ف	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
سنہ ۱۳۲۰ف	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
سنہ ۱۳۳۰ف	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
سنہ ۱۳۴۲ف	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

نقشہ ذیل سے ہیڈ نظام آباد کی جملہ آمدنی درآمد و برآمد کے اعداد معلوم کیجئے

سنہ	درآمد	برآمد	جملہ	کیفیت
سنہ ۱۳۲۰ف	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

سنہ ۱۳۳۰ف	[illegible]	[illegible]	[illegible]	
سنہ ۱۳۴۰ف	[illegible]	[illegible]	[illegible]	

(نوٹ) سنہ ۱۳۱۰ف میں نظام آباد پر دفتر امینی قائم نہیں تھا۔ اور سنہ ۱۳۴۷ف میں دفتر امینی رہا۔ اس لئے ان ہر دو سالوں کا داخلہ اسٹیشن کروڑگیری کے نقشہ میں درج ہے۔

(*)

www.taemeernews.com

حصہ سوم انتظام مملکت

باب ۹

عدالت

قبل ضلع بندی دفتر قضاءت میں مقدمات ۔ دیوانی و مالی ۔ و فوجداری کے فصل خصومات کا کام ہوا کرتا تھا ۔ جب کوئی قاضی وقت کے فیصلے سے ناراض ہوتا تو عدالت بادشاہی میں مرافعہ کیا کرتا ۔ جس کا مستقر حیدرآباد تھا ۔ ضلعبندی کے بعد سے عدالت ہائے دیوانی و فوجداری کے انتظامات ملک سرکار عالی میں شروع ہوئے اول تعلقدار ضلع ناظم ضلع کے نام سے موسوم کیا گیا ۔ اور عدالت دیوانی کیلئے ایک ناظم مقرر ہوا ۔ جس کو فوجداری میں مددگار ناظم ضلع کے اختیارات بھی تھے ۔ وہ جائنٹ مجسٹریٹ کہلاتا تھا ۔ سررشتہ مال کے عہدہ داران دوم و سوم تعلقدار و تحصیلدار کو دیوانی و فوجداری اختیارات تھے جو مال و عدالت کے فصل خصومات کے فرائض انجام دیتے ۔

۱۳۲۶ف میں انتزاع اختیارات عہدہ داران انتظامی سے (یعنی مال و کوتوالی جو تعلقدار ضلع کے تحت تھے) فوجداری و دیوانی اختیارات لے لئے گئے ۔ اور چند ایسے اختیارات تعلقدار و مددگار

www.taemeernews.com

تعلقدار کو عطا کئے گئے جو انتظامی نقطہ نظر سے ضروری تھے۔ اسکے بعد ہر تعلقہ کیلئے ایک منصف مقرر کیا جاکر عدالت کو راست معزز مجلس عالیہ عدالت کے تحت کر دیا گیا اس انتظام کو رعایاء نے انتہائی مسرت سے دیکھا۔ عہد عثمانی کا یہ زرین کارنامہ ہے جس کو حکومت ہند بھی آجتک انجام نہ دیسکی درآن حالیکہ وہ اس کی ضرورت کو شدت سے محسوس کر رہی تھی۔ اور کر رہی ہے۔ منصفی نظام آباد ۱۳۴۷ف میں بوجہ کمی مرجوعہ تخفیف کر دی گئی۔ اور اس کا کام عدالت ضلع میں ضم کر دیا گیا۔ ۱۶ آبان ۱۳۴۸ف کو پھر اسکا قیام عمل میں آیا احمد بن شبر صاحب منصف نے جائزہ لیا

عمارات - عدالت ضلع کی عمارت ۱۳۲۶ف میں مکمل ہوئی۔ اور منصفی کی عمارت ۱۳۲۵ف میں اول الذکر کی تعمیر پر [illegible] اور ثانی الذکر پر [illegible] روپیہ صرف ہوا۔

نظماء ضلع جو کرسی عدالت پر کار فرما رہے

نمبر شمار	اسمائے نظماء عدالت	سنہ تقرر	نمبر شمار	اسمائے نظماء مستقل	سنہ تقرر
۱	قاضی بہاء الدین صاحب	سنہ ۱۲۹۰ف	۶	محمود خانصاحب	سنہ ۱۳۰۱ف
۲	قاضی عبدالقادر صاحب	سنہ ۱۲۹۲ف	۷	شبیر علیخانصاحب	سنہ ۱۳۰۲ف
۳	مجیب اللہ صاحب	سنہ ۱۲۹۴ف	۸	سخاوت حسین خانصاحب	۔
۴	نجم الدین صاحب	سنہ ۱۲۹۵ف	۹	رائے بالمکند صاحب	۔
۵	عبدالکریم صاحب	سنہ ۱۲۹۶ف	۱۰	بھاگوت پرشاد صاحب	۔

www.taemeernews.com

۱۱	سید حسین صاحب جشن	سنہ ۱۳۰۷ ف	۲۱	ابو سعید مرزا صاحب	سنہ ۱۳۳۰ ف
۱۲	محمد اسحاق صاحب	سنہ ۱۳۰۸ ف	۲۲	اصغر علیخان صاحب	سنہ ۱۳۳۲ ف
۱۳	سید حسین صاحب جشن مکرر	سنہ ۱۳۰۹ ف	۲۳	عبدالسلام صاحب	سنہ ۱۳۳۶ ف
۱۴	محمد حسن یاور خان صاحب	سنہ ۱۳۱۰ ف	۲۴	مرزا عباس بیگ صاحب	سنہ ۱۳۳۸ ف
۱۵	حبیب اللہ صاحب ادیب	سنہ ۱۳۱۴ ف	۲۵	عباس حسین خانصاحب	سنہ ۱۳۴۴ ف
۱۶	رضی الدین احمد المخاطب عماد جنگ	سنہ ۱۳۱۴ ف	۲۶	مرزا محمد بہادر صاحب	سنہ ۱۳۴۵ ف
۱۷	عبدالکریم صاحب	سنہ ۱۳۱۷ ف	۲۷	عبدالمقیت خانصاحب	سنہ ۱۳۴۷ ف
۱۸	امجد علیخانصاحب	سنہ ۱۳۲۲ ف	۲۸	اختر حسین خانصاحب	سنہ ۱۳۴۸ ف
۱۹	میر حیدر علی خانصاحب	سنہ ۱۳۲۴ ف			
۲۰	سید احمد حسین صاحب	سنہ ۱۳۲۷ ف			

مقدمات دیوانی و فوجداری کا مدوجزر تختہ ذیل سے ظاہر ہو سکتا ہے۔

تختہ مرجوعہ منفصلہ عدالت ہائے دیوانی و فوجداری ضلع نظام آباد

سنہ	تعداد مقدمات مرجوعہ		انفصال		کیفیت	آمدنی	خرچ
	دیوانی	فوجداری	دیوانی	فوجداری			
سنہ ۱۳۲۰ ف	۲۵۳	۰	۳۵۱	۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سنہ ۱۳۳۰ ف	۲۸۲	۰	۳۱۲	۰	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سنہ ۱۳۴۰ ف	۱۶۵۶	۱۴۴۲	۱۷۰۱	۱۷۰۴	[illegible]	[illegible]	[illegible]
سنہ ۱۳۴۶ ف	۱۶۲۰	۱۴۱۷	۱۶۰۸	۱۴۱۳	[illegible]	[illegible]	[illegible]

www.taemeernews.com

طبقۂ وکلاء

۱۲۹۵ف میں لکھے پڑھے سمجھدار اشخاص کو رعایا کی جانب سے پیروی کرنے کی اجازت عدالت سے دیجاتی تھی ۔ چنانچہ نظام آباد کے مشہور مختارکاروں میں سداسیو راؤ صاحب عرف وکیل کولاس عبدالواحد انعامدار۔ محمد حسین عرف گشتی نشان ساڑھے تین ف[1] مشہور تھے ۔ قدیم وکلاء میں شیخ محمد صاحب وکیل ہیں ۔ جنہوں نے ۱۲۹۶ف میں سند وکالت حاصل کی اور آجتک فریضہ وکالت انجام دیرہے ہیں (مزید حالات کے لئے ملاحظہ ہو باب مشاہیر) ۱۲۹۷ف میں مسٹر وشنو نیت وکیل نے سند وکالت حاصل کی یہ انگریزی داں بھی تھے ۔ ان کا انتقال ۱۳۴۲ف میں ہوگیا ۔ بزمانہ حیات ہی وکالت ترک کر دی تھی ۔ ۱۲۹۸ف میں مسٹر جگناتھ راؤ نے سند حاصل کی اور ۱۳۴۵ف تک پیشہ وکالت انجام دیتے رہے ۱۳۴۶ف میں انتقال ہوا ۔ سید شمس الدین صاحب نے ۱۳۰۷ف میں وکالت شروع کی آپ فتح پور کے رہنے والے ہیں ۱۳۰۱ف میں درجہ سوم کی سند وکالت حاصل کی اس کے بعد ۱۳۰۶ف میں درجہ دوم کا امتحان دیا ۔ نظام آباد میں درجہ اول کی سند ۱۳۱۵ف میں لی ۔ ۱۳۴۳ف سے بوجہ پیرانہ سالی

---

[1] محمد حسین صاحب باوجود لکھنا پڑھنا نہ جاننے کے خداداد حافظہ کی مدد سے بحوالہ گشتیات پیروی کیا کرتے تھے ۔ نظائر و احکام پڑھا کر سن لیتے جو حافظہ میں محفوظ ہوجاتے کسی حاکم نے اس عرفیت سے مخاطب کیا تھا ۔ اس کے بعد یہ عام ہوگئی ۔

www.taemeernews.com

اجلاس پر کام بند کر دیا۔ گھر پر مشیر قانونی کے فرائض انجام دیتے ہیں
آپ کا زمانہ وکالت انتہائی نیک نامی۔ خود داری۔ دیانت کے ساتھ
فرائض وکالت میں آج تک مشہور ہے ہر شخص آپ کی سچائی کا
مداح ہے۔ ابتداء سے آپ انجمن وکلاء نظام آباد کی صدارت پر
منتخب ہوتے رہے۔ سنہ ۱۳۴۷ ف میں اس ذمہ دار خدمت سے آپ
نے سبکدوشی حاصل فرمائی۔ سنہ ۱۳۴۲ ف میں سید یوسف صاحب بی۔ اے۔
یل۔ یل۔ بی نظام آباد کے متوطن امتحان قانونی میں کامیاب ہوئے
اور نظام آباد میں پراکٹس شروع کی یہ سب سے پہلے نظام آبادی یل۔
یل۔ بی وکیل ہیں۔ نظام آباد کے نامور وکلاء جنہوں نے اپنی حیات
میں کامیاب وکالت کی۔ حسب ذیل ہیں۔

نمبر شمار	نام وکلاء	سنہ وکالت	نمبر شمار	نام وکلاء	سنہ وکالت
۱	محمد صدیق صاحب وکیل	سنہ ۱۳۲۶ ف	۲	گورے رام چندر راؤ وکیل ف	سنہ ۱۳۲۲ ف
۳	سید حسن صاحب "	سنہ ۱۳۳۰ ف	۴	محمد حسین صاحب وکیل عرف بندرو	سنہ ۱۳۳۳ ف
۵	مسٹر کالے رامچندر راؤ وکیل	سنہ ۱۳۳۵ ف	۶	محمد علیم الدین صاحب وکیل	سنہ ۱۳۴۵ ف
۷	محمد برہان الدین صاحب وکیل	سنہ ۱۳۴۶ ف	۸	غلام محمد صاحب وکیل	سنہ ۱۳۴۷ ف
۹	باپو راؤ صاحب وکیل	سنہ ۱۳۴۸ ف	۱۰	محمد جلال الدین صاحب وکیل	۳۰ شہریور سنہ ۱۳۴۹ ف

ف۔ اس عرفیت کی وجہ یہ تھی کہ آپ مغلوب الغضب تھے غصہ میں چہرہ کا رنگ
سرخ ہو جاتا تھا۔ یہ عرفیت اسقدر عام تھی کہ عوام بجز اس عرفیت کے نام سے
ناواقف تھے۔ موکل تو بالمشافہ اسی نام سے آپ کو دریافت کرتے تھے۔ بقیہ صفحہ دیگر

147 www.taemeernews.com

۱۳۲۰ ف میں صرف (۱۹) وکلا تھے جس میں (۱۰) مسلمان اور (۹) ہندو کی تعداد تھی۔
۱۳۴۰ ف میں انکی تعداد (۲۹) ہوگئی اور فی الوقت (۳۶) کی تعداد ہے
انجمن وکلا کا قیام ۱۳۲۸ ف عمل میں آیا۔ جس کے میر مجلس مولوی سید شمس الدین صاحب وکیل مقرر ہوئے جو ۱۳۴۷ ف تک رہے ابتدا معتمد مسٹر جگناتھ راؤ تھے۔ اور اسکے بعد مسٹر باپو راؤ وکیل اور اس کے بعد مسٹر رامچندر راؤ وکیل مقرر ہوئے ۱۳۳۵ ف سے ۱۳۴۵ ف تک مصنف اس خدمت کو انجام دیا ۱۳۴۶ ف میں میر مجلس مسٹر نارائین راؤ وکیل ہائیکورٹ اور مسٹر محمد علی خان۔ بی۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل ہائیکورٹ معتمد مقرر ہوئے۔

باب

پولیس

پولیس کے انتظامات بوقت ضلعبندی ابتدائی بعہد نواب سالارجنگ اول عمل میں آئے۔ پہلا تقرر خدمت مہتمی پولیس پر ملا عبدالقادر صاحب دکنی متوطن بالکنڈہ کا ہوا تختہ ذیل کے دیکھنے سے مہتمان پولیس کی کارفرمائی کا زمانہ معلوم ہوسکتا ہے۔

بقیہ حاشیہ ۱۲۱ فوجداری مقدمات میں مرحوم خوب کام کیا کرتے تھے۔

www.taemeernews.com

نشان سلسلہ	اسمائے مہتممان پولیس	تاریخ تقرر	نشان سلسلہ	اسمائے مہتممان پولیس	تاریخ تقرر
۱	ملا عبد القادر صاحب صادقی متوطن بالکنڈہ	سنہ ۱۲۵۷ف	۱۸	نواب لشکر خانصاحب	۲۷ف سنہ ۱۲ر بہمن
۲	ملک محمد فیض طلب خانصاحب متوطن نرمل	۔	۱۹	میجر سید عظمت اللہ شاہ صاحب	۲۸ف سنہ ۵ر امرداد
			۲۰	محمد عباس علیخانصاحب	۲۹ف سنہ ۶ر دی
۳	میر بندہ حسین صاحب	۔	۲۱	جان محمد صاحب	۳۲ف سنہ ۲۹ر بہمن
۴	محمد حسین صاحب	۔	۲۲	مرزا غلام حسن علی صاحب بی-اے	۳۳ف سنہ ۱۵ر شہریور
۵	ولی داد خانصاحب	۔	۲۳	مرتراب علیخانصاحب	۳۴ف سنہ ۱۰ر امرداد
۶	مسٹر بستن جی	۔	۲۴	ار-جی- پروہانصاحب	۳۸ف سنہ یکم خورداد
۷	مرزا احمد جان بیگ صاحب	سنہ ۱۳۰۳ف	۲۵	سید عملدار حسین صاحب	۳۹ف سنہ " آذر
۸	محمد یوسف حسین خانصاحب	سنہ ۱۳۰۴ف	۲۶	نارائن ریڈی صاحب	۴۰ف سنہ ۸ر اردی بہشت
۹	خواجہ عبد الغفور صاحب	سنہ ۱۳۰۶ف	۲۷	مسٹر ہوبرٹ گاف	۴۱ف سنہ ۱۷ر بہمن
۱۰	آغا محمد علیخانصاحب	سنہ ۱۳۰۸ف	۲۸	محمد مختار علی صاحب	۴۲ف سنہ ۲۸ر امرداد
۱۱	محمد مستجاب خانصاحب	سنہ ۱۳۰۹ف		ایچ- سی- ایس	
۱۲	محمد اکرام حسین صاحب	سنہ ۱۳۱۰ف	۲۹	نارائن ریڈی صاحب	۴۳ف سنہ ۱۶ر دی
۱۳	وینکٹ راما ریڈی صاحب	۱۴ف ۱۷ر خورداد	۳۰	سید حمید الدین احمد صاحب	۴۴ف سنہ یکم خورداد
۱۴	سید محمد احسن خانصاحب	۱۷ف سنہ ۹ر دی		بی-اے ایچ-سی-ایس	
۱۵	میر شجاعت علیخانصاحب	۱۹ف سنہ ۸ر اسفندار	۳۱	سید غلام افضل صاحب	۴۶ف سنہ ۲۶ر اسفندار
۱۶	حسن علی بیگ صاحب	۲۳ف سنہ ۲۲ر خورداد		قادری-بی-اے ایچ-سی-ایس	
۱۷	محمد محبوب علیخانصاحب ناغڑ	۲۴ف سنہ یکم اردی بہشت	۳۲	سرتاج عالم صاحب	۴۸ف سنہ شہریور

www.taemeernews.com

تختہ ذیل کے دیکھنے سے مہتمان محبس کا زمانہ کارگذاری معلوم ہوگا

نشان سلسلہ	نام	سنہ کارگذاری	
۱	حکیم محمد ولی صاحب	سنہ ۱۳۱۲ف سے ف	
۲	سید شاہ پیران صاحب	سنہ ۱۳۱۳ف تا سنہ ۱۳۲۷	سنہ ۲۷ف میں صدر محبس تخفیف کردیا گیا۔

سررشتہ کوتوالی ضلع نظام آباد کی کارگذاری اعداد ذیل کے ملاحظہ سے واضح ہوگی

سنہ	تعداد جرائم	مال مسروقہ	مال بازیافتہ	گرفتار شدہ تعداد ملزمین	تعداد سزا یافتہ	تعداد واردات قتل	کیفیت
سنہ ۱۳۲۰ف	۳۲۱	۹۶۱۲ [illegible] ۲/	۲۶۵۵ [illegible] ۵/۳/	۴۶۱	۲۶۸	۵	قتل عمد ۲ قتل انسان ۳ مستلزم سزا ۱
سنہ ۱۳۲۱ف	۲۵۰	۱۷۰۸۲ [illegible] ۷/۵/	۶۲۹۰ [illegible] ۱۴/۶/	۵۰۴	۲۱۱	۲۸	قتل عمد قتل مستلزم سزا اقدام قتل بے احتیاطی [illegible]
سنہ ۱۳۲۲ف	۵۲۷	۳۸۴۷۱ [illegible] ۷/۶/	۱۶۹۶۱ [illegible] ۱۰/۶/	۶۱۳	۲۴۹	۲۶	قتل عمد قتل مستلزم سزا اقدام قتل بے احتیاطی [illegible]

www.taemeernews.com

پولیس کی قوت ۔ ضلع میں (۴۰۷) نفر کی حسب ذیل جمعیت پولیس کارگذار ہے جس کے آفسر اعلیٰ مہتمم پولیس اور ایک مددگار ہیں اور اول تعلقدار ضلع کی حیثیت ناظم پولیس ضلع کی ہے۔ جمعیت علاقہ دیوانی (۵۱۲) جوان پولیس۔ مسلح پولیس (۵۰) سب انسپکٹران (۱۸) کورٹ انسپکٹر (۱) سرکل انسپکٹر (۳) جمعداران درجہ اول (۶) درجہ دوم (۱۹) درجہ سوم (۲۴)

علاقہ جاگیرات

نام علاقہ	کانسٹبل	جمعدار درجہ دوم	درجہ سوم	سب انسپکٹر
گندھاری	۱۶	۲	۱	۱
کوٹ گیر	۲۰	×	۲	۱
جلال پور	۱۵	۱	۲	۱
بالکنڈہ	۴	×	۱	
سالورہ	۴	×		

فرقہ وارانہ فساد ۔ ۱۳۱۷ھ میں پہلی مرتبہ ہندو مسلم فساد اسطرح رونما ہوا کہ مسجد پھولانگ کے سامنے سے گنپتی کا جلوس شاندار طریقہ پر گذر رہا تھا۔ اور طریقہ قدیم کے موافق حرمت مسجد کا خیال نہیں رکھا گیا۔ جسکی وجہ مسلمانان پھولانگ برافروختہ ہوکر جلوس پر حملہ آور ہوگئے اور جلوس کو منتشر کردیا۔ پولیس کی بروقت مداخلت نے ہنگامہ کو جلد فرو کردیا۔ کوئی موت واقع نہیں ہوئی۔ اسلئے آج تک

www.taemeernews.com

یہاں مذہبی جلوس کے مواقع پر پولیس خاص انتظام کیا کرتی ہے۔

پولیس اور فوج باقاعدہ کا تصادم ۱۳۲۲ف میں جب کہ فوج باقاعدہ صدر مجلس بلدہ پر متعین تھی۔ ایک سپاہی فوج نے کسی جرم کا ارتکاب کیا جسکی بنا پر پولیس نے اوسکو گرفتار کرنا چاہا اسپر فوج میں جذبہ خودداری رونما ہوا۔ فوج و پولیس میں تصادم ہونے میں کوئی کسر باقی نہ تھی کہ نواب سہراب نواز جنگ تعلقدار وقت و میجر مظفر الدین مہتمم پولیس کی انتہائی کوشش دانہام وتفہیم پر اشتعال فرو ہوا۔

سیاسی کشمکش۔ انقلاب حیدرآباد کا منبع نظام آباد کو کہا جاسکتا ہے۔ کیونکہ ۱۳۵۶ہجری میں عید ضحیٰ کے موقع پر اندرون احاطہ مسجد گنج پیٹھ امام مسجد نے گائے کی قربانی دی (امام صاحب کی مستقل سکونت احاطہ مسجد میں ہی تھی) گنج کے اہل ہنود تاجروں نے آریا تحریکین کے اکسانے پر حکومت کے سامنے صدائے احتجاج بلند کی کہ "مسلمانوں نے قانون کی خلاف ورزی کی ہے اُن کو گرفتار کیا جائے" درخواست پر جو زبانی جواب ملا اوس کو درشت اور طرفدارانہ خیال کیا جاکر بطور احتجاج نظام آباد میں عام ہڑتال کرادی گئی۔ ادھر مسلمانوں میں جوش پیدا ہو گیا مہتمم پولیس نے جب مجھکو امداداً طلب کیا تو میں نے بحیثیت معتمد دکان انجمن اڑتھ اِس معاملہ کو چار دیواری گنج میں محصور کر لیا وہ اس طرح کہ برادران اہل ہنود سے میں نے کہا کہ گنج کا معاملہ باہر کیسے گیا

www.taemeernews.com

کیونکہ مسجد گنج کا تعلق کچیاں گنج سے ہے جو کچھ شکایت ہوا اسکو کمیٹی گنج ہی تصفیہ کر سکتی ہے۔ اس بحث کو سب نے مان لیا اور معاملہ فرقہ واریت سے ہٹ کر تاجرانہ برادری کے گلہ شکوہ تک رہ گیا لیکن حکومت مقامی نے گلہ کی طور پر ہڑتال جاری رہی تیسرے روز اس ناچیز مصنف کی کوشش سے بمقام دہرم سالہ گنج عہدہ داران مقامی و اہل ہنود کی باہمی گفتگو کے بعد فوری ہڑتال ختم ہوگئی۔ اس کے بعد عشرہ محرم کے انتظامات پولیس مقامی کو کرنے پڑے جسکے سلسلہ میں چند گرفتاریاں احتیاطاً نقص امن کے تحت عمل میں آئیں۔ جسکی وجہ حکومت کا رعب عوام پر قائم ہوگیا۔ ف۔

ع۔ مسجد گنج بیرون گنج واقع ہے۔ چونکہ گنج سے قربت ہے اسلئے اُسکو اس نام سے موسوم کیا جاتا ہے

ف۔ یہہ گلہ شکوہ غلط فہمی کے اظہار افسوس پر ختم کرا دیا گیا۔ لیکن برادران اسلام نے مجھ پر الزام لگایا کہ میں نے اظہار افسوس میں غلطی کی۔ بلکہ بعض نے تو غداری خیال کیا۔ حالانکہ برادران اہل ہنود کے مشتعل جلسہ میں جب کہ مسٹر نرسنگ راؤ و مسٹر وینکٹ رنگا ریڈی لیڈران بلدہ سے آئے تھے میں نے تنہا پہونچکر لیڈر صاحبان کو مخاطب کیا کہ آپ کے گاؤ ماتا کے حق میں مسلمانوں سے زاید آپ نے ظلم کیا کہ بند مٹھی کو کھول دیا کیونکہ فرمان کے لحاظ سے مسلمان یہ سمجھ رہے تھے کہ گائے کی قربانی جرم ہے اس لئے وہ احتراز کرتے تھے۔ لیکن آپکے اس واقعہ نے راز سربستہ کو فاش کر دیا میرے اس بیان کو لیڈر صاحبان نے بھی تسلیم کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فرقہ داری

www.taemeernews.com

اس واقعہ کے بعد امرداد ۱۳۴۷؁ ف میں بر بنار تحریک قاضی زین العابدین صاحب تعلقدار امن سبھا کا قیام عمل میں آیا۔ اور ساتھ ہی ایک جلسہ عام بصدارت قاضی صاحب موصوف بمقام شادن ہال ترتیب دیا گیا۔ معتمدین امن سبھا مسٹر نارائن راؤ وکیل و محمد علیخان صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل بی وکیل ہائیکورٹ مقرر ہوئے اس جلسہ میں قیام امن و اتحاد باہمی کے رزولیوشن کے ساتھ معتمد آریہ سماج کی جانب سے عہدہ داران مقامی کے حسن انتظام کی سپاس گذاری کا بھی ایک رزولیوشن پیش ہوا۔ امن سبھا کے اس ڈراما ئی اسٹیج نے نظام آباد کی فضا کو پرسکون بنا دیا۔ کانگریس ستیاگرہ وار یہ ڈیفنس کے تحت صرف دو مقامی گرفتاریاں عمل میں آئیں۔ سرحدی مقام نہ ہونیکی وجہ کوئی بیرونی جتھا یہاں پر نہیں آیا۔ محمد طاہر صاحب دوم تعلقدار نظام آباد بحیثیت مجسٹریٹ و حمیدالدین صاحب مہتمم پولیس کا سیاست اور تدبر اس موقع پر قابل ستائش رہا۔ کیونکہ میں نے جہاں تک شہری لیڈروں کے

بقیہ حاشیہ ۱۲۷؎ جوش میں کمی ہوگی۔ باوجود مہتمم صاحب پولیس کے لینے کے "معافی نامہ داخل کیا جائے" میں نے معافی نامہ سے انکار کر کے اس غلط فہمی پر کہ جو ہندو حضرات نے یہ سمجھا تھا کہ مسلم تاجران گنج نے انکو تکلیف دینے گائے کی قربانی کروائی اظہار افسوس کیا (مصنف)

؎ محرم کے واقعہ کے بعد میں نے نواب بہادر یار جنگ بہادر کی خدمت میں بطور پیشین گوئی ایک عریضہ لکھا تھا۔ کہ عنقریب یہاں کی چنگاریاں ہمارے پیارے ملک کے خرمن امن کو جلا کر برباد کر نیوالی ہیں۔ کہا جاسکتا ہی کہ یہ پیشین گوئی دہول بیٹھ کے واقعہ سے ظاہر ہو کر رہی (مصنف)

154 www.taemeernews.com

دلوں کو ٹٹولا تو اُن کو مقامی حکومت سے خائف پایا ہے
جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ نظام آباد میں شورش پیرنہ پھیلا سکی۔ اس کے بعد بہمن ۱۳۴۰ف سے مدرسہ فوقانیہ میں بندے ماترم کی ایک موہوم سی بدولت فرقہ وارانہ کشیدگی مسلم و ہندو طلبار کے درمیان پیدا ہوگئی۔ اور ۲۶ اسفندار کو تصادم ہوگیا۔ لیکن بروقت میرے اور محمد علیخان صاحب وکیل کے پہونچ جانے سے مسلم طلبار قابو میں آ گئے۔ مسٹر دیوی چرن چیٹرجی صدر مدرس مدرسہ فوقانیہ نے عہدہ داران مقامی سربرآوردہ حضرات مقامی کے اشتراک عمل سے کدر فضار کو جلد سے جلد پاک وصاف کرلیا۔ غلام افضل صاحب مہتمم پولیس کا زمانہ بہت ہی تھوڑا گذرا تاہم بہت اچھا گذرا کہ کسی فریق کو انگشت نمائی کا موقع نہ ملا۔ اور نہ سیاسی فضار میں کوئی انقلاب ہوا

عمارت ۔ دفتر مہتمی کوتوالی کی عمارت ۱۳۱۲ف میں (مع اراضی) میں خریدی گئی۔ اور اس کے بعد اُسکو پختہ تعمیر کیا گیا۔ ہیڈ کوارٹر کی جدید عمارت ۱۳۴۰ف میں بہ حسن سعی حمید الدین احمد صاحب مہتمم پولیس تعمیر ہوئی۔

جمعیت سواران وعرب

ضلع بندی سے قبل عموماً جمعیت سے فرائض کوتوالی لیے جاتے تھے۔ اور جمعیت کا مستقر بودھن تھا۔ چنانچہ محمد علی عرف الٰہی بخش (جن کے

بعد۔ مری ذاتی رائے مقامی سیاست کے خلاف تھی۔ لیکن بظاہر مقامی سیاست ہی کو کامیابی ہوئی۔ پس مجھکو اپنی رائے کی غلطی کا اعتراف رہا کہ امن کے لئے سیاسی اثر و نفوذ کی شدید ضرورت ہے جو حمید الدین صاحب مہتمم پولیس میں بدرجہ اتم موجود ہے۔

www.taemeernews.com

آباواجداد فتح پور کے رہنے والے تھے۔ محبوب نگر تعلقہ پرگی سے حیدرآباد آئے۔ اور وہاں سے بودہن کی جمعداری پر مقرر ہوئے۔ قربان علی بیگ تعلقدار نے معہ سواران اون کی تعیناتی نظام آباد میں کی۔ انکی سلحداریاں حوادث زمانہ سے فنا ہوگئیں۔ ۱۳۰۰ف تک یہ خاندان یہاں پر انتہائی قوت وعزت کے ساتھ رہا۔ گو آج اسلحداری باقی نہیں رہی۔ لیکن اس خاندان کے افراد محمد یوسف علی واعظم علی محمد علی جان شاہ وغیرہ سو وقت سررشتہ مال میں ملازم ہیں۔ اس کے بعد جبکہ بدھول (جو فوجی تنخواہ جاگیر تھی) ۱۳۰۱ف میں ضبط و شریک خالصہ ہوا تو ۱۳۰۵ف میں میر کاظم علی جمعدار (۲۵) سوار اور ایک منزل میانہ کے ساتھ نظام آباد پر متعین ہوئے۔ فی الوقت صرف یہہ سوار اور ایک منزل میانہ اُن کے چشم چراغ میر احمد علی صاحب کے زیر کمان باقی رہگیا ہے۔ میر احمد علی صاحب نہ صرف جمعدار ہیں بلکہ اعزازی خدمت منتظمی فوج ۱۳۳۰ف سے انجام دیرہے ہیں۔ یہہ بڑے ہی خوش مزاج انسانوں سے ہیں انکی ہردلعزیزی کا یہہ عالم ہے کہ بچہ بچہ اُن سے واقف ہے حسب تفصیل ذیل جوانان سیدھی ولائی وعرب ضلع ہذا میں متعین ہیں

صیغہ	نام آوردہ	تعداد	صیغہ	نام آوردہ	تعداد	نوٹ
جوان سیدھی	علاقہ ولی اللہ حسینی صاحب	۳۵	عرب	محسن بن علی	۳۵	پہلے پانچ سو عرب و ابتر (۱۷۱) کی تعداد ہوگی جنمیں سے متفرق ضلع پر (۸۵) اور مابقی تعلقات میں ہیں
	علاقہ محمد عمر خانصاحب	۱۰	"	غالب الملک	۲۲	
	" بیاست محمد خانصاحب	۱۰	"	جبیب معضر	۲۸	
لائن جوان	محمد صدیق صاحب	۱۲	"	عبدالقادر	۱۲	
سوار	میر احمد علی صاحب جمعدار	۶				
عرب	سیف نواز جنگ	۶۶	"	احمد بن سیف الدولہ	۱۸	

156 www.taemeernews.com

حصہ چہارم انتظام مملکت اُمور عامہ

باب ۱۱

تعلیمات

سب سے پہلی مرتبہ منجانب سرکار مدرسہ کا قیام ۱۲۶۹ف میں ہوا۔ اس سے پہلے مساجد و منادر میں مسلم و ہنود کیلئے درس و تدریس کا سلسلہ رہا کرتا تھا۔ جس کے لئے سرکار عالی کی جانب سے کثیر معاشیں بحال تھیں نقشہ ہذا سے ۱۲۸۰ف کے اعداد معلوم ہو سکتے ہیں۔

نام تعلقہ	مدارس فارسی: تعداد مدارس سرکاری	مدارس خانگی	تعداد طلبائے تعلیم	تعداد طالباۃ	مدارس تلنگی: تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد طالباۃ	کیفیت
نظام آباد	۲	۲	۶۰	۵	۱۶	۲۵۲	۷	
آرمور	۱	۱	۳۴	×	۳۴	۱۷۲	×	
بانسواڑہ	۱	×	۲۱	×	۷	۸۲	×	
یلاریڈی	۰	۱	۱۹	×	۷	۴۴	×	
کاماریڈی	۱	۲	۳۲	۰	۱۴	۲۰۲	×	
میزان	۵	۶	۱۶۶	۵	۷	۷۵۲	۷	

157
www.taemeernews.com

سنہ ۱۲۸۱ ف میں مدارس سرکاری کا موازنہ تین ہزار نو تھا جس میں مستقر ضلع کے صدر مدرس کی تنخواہ للعہ ماہانہ تھی۔ اور دیگر تحتی مدرسین تعلقات کی تنخواہ (صہ) تھی۔ طلبا سے جو فیس وصول ہوتی تھی اُس کی آمدنی (مالصہ) تھی۔

سنہ ۱۲۹۶ ف میں مڈل اسکول نظام آباد میں قائم ہوا۔ سنہ ۲۰ ف میں ضلع نظام آباد میں (۱۹۰) مدارس تھے۔ اور سنہ ۴۷ ف میں (۲۱۰) مدارس اور ایک فوقانیہ فرائض تعلیم انجام دیتے تھے۔ جسکی تفصیل نقشہ ذیل سے واضح ہو سکتی ہے۔

سنہ	اقسام	شاہی: فوقانیہ		وسطانیہ		تحتانیہ		ابتدائی		لوکلفنڈ		امدادی		خانگی	
		تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد مدارس	تعداد طلبا	تعداد مدارس	تعداد طلبا	ابتدائی	تعداد طلبا	ابتدائی	تعداد طلبا	ابتدائی	تعداد طلبا
سنہ ۱۳۲۰ ف	ذکور	۰	۰	۲	نامعلوم	۱۰	نامعلوم	۲	نامعلوم	۳۰	نامعلوم	۳	نامعلوم	۸۸	نامعلوم
سنہ ۱۳۴۷ ف	ذکور	۔	۸۳۳	۳	نامعلوم	۵	۱۸۷۲	۲	۸۳۲	۲۳	۳۸۸۰	۸۶	۳۹۳۳	۱۵	۲۳۳
سنہ ۱۳۴۰ ف	اناث	۰	۰	۔	نامعلوم	۔	نامعلوم	=	نامعلوم	۔	نامعلوم	۳	نامعلوم	۰	۰
سنہ ۱۳۴۷ ف	اناث	۰	۰	۔	نامعلوم	۔	۳۳۷	=	۸۳۹	۲	۳۹	۳۰	۱۰۹۸	۰	۰

مدارس ابتدائی تحتانیہ میں آخر ۱۳۴۷ف کو (۹۰۹۳) ذکور اور (۲۲۵۵) اناث زیر تعلیم تھے۔ جنکے منجملہ مسلم (۳۷۸۵) اور برہمن (۴۷۹) غیر برہمن (۲۴۶۸) مختلف مذاہب ہنود (۴۴۹۳) ونیز آدی ہندو (۱۴۵) مساوی نشست میں تعلیم پارہے تھے۔ مدارس وسطانیہ وفوقانیہ ان کے علاوہ ہیں جنکی تعداد ایک ہزار سے زائد ہے۔ بشمول فوقانیہ وسطانیہ تعداد طلبا وطالبات (۱۰۹۲۶) قرار دیجاسکتی ہے۔

اسمار مہتممان تعلیمات

ڈاکٹر کامت صاحب سنہ ۱۳۲۵ف — ٹی موہن لال صاحب سنہ ۲۶ تا ۲۹ف
نذیر حسین صاحب فاروقی سنہ ۳۰ تا ۳۶ف — ملک سردار علی صاحب سنہ ۳۶ تا ۳۸ف
علاء الدین صاحب سنہ ۳۹ تا ۴۰ف — احمد اللہ صاحب سنہ ۴۰ تا ۴۱ف
علاؤ الدین صاحب سنہ ۴۲ تا ۴۴ف — عبد الرشید صاحب سنہ ۴۵ف

موازنہ۔ سنہ ۴۷ف کا منظورہ موازنہ بمد ابتدائی و تحتانیہ وسطانیہ [illegible] کے مقدار میں خرچ ہوا۔ گویا یہ سالانہ خرچ ہے۔

نتائج تعلیمی۔ ضلع ہذا میں تعلیم یافتہ ذکور و اناث کی تعداد نقشۂ ذیل کے دیکھنے سے ظاہر ہوگی۔ جسکے اعداد فی دس ہزار میں تعلیم یافتہ کی تعداد کو ظاہر کرتے ہیں۔

سنہ	۱۰ سال سے ۱۵ سالہ		۱۵ سے ۲۰ سالہ عمر		۲۰ سے زائد عمر	
	مرد	عورت	مرد	عورت	مرد	عورت
سنہ ۱۳۰۰ف	۵۷	۱	×	×	×	×

159 www.taemeernews.com

سنہ ۱۳۱۰ ف	۵۲	۲	۵۵	۳	۵۵	۲
سنہ ۱۳۲۰ ف	۵۱	۲	۵۰	۲	۵۶	۲
سنہ ۱۳۳۰ ف	۵۶	۶	۶۷	۷	۲۲۲	۱۸
سنہ ۱۳۴۰ ف	۵۰	۴	۱۳۱	۷	۷۳	۴
سنہ ۱۳۴۷ ف	۱۵۰	۱۲	۲۹۳	۲۱	۲۱۶	۱۲

سنہ ۱۳۲۰ ف میں زاید از پانچ سال عمر کے تعلیم یافتہ نفوس بلحاظ مذاہب کے اندازہ اس نقشہ سے ہو سکتا ہے جس میں فی ہزار نفوس کی تعداد میں تعلیم یافتہ کے اعداد درج ہیں ۔

مسلمان		ہندو		عیسائی		دیگر اقوام		کیفیت
ذکور	اناث	ذکور	اناث	ذکور	اناث	ذکور	اناث	″
۱۵۵	۱۵	۷۶	۳	۱۰۵	۹۳	۱۳	۵	″

سنہ ۱۳۴۷ ف کے اعداد کو معلوم کرنا ہو تو ان اعداد کو سہ چند کر لیا جائے ۔

مدرسہ فوقانیہ

سنہ ۱۲۹۶ ف میں مڈل اسکول کا قیام یہاں پر ہوا تھا ۔ ایک عرصہ سے رعایائے نظام آباد مدرسہ فوقانیہ کی ضرورت محسوس کر رہی تھی ۔

امرداد سنہ ۱۳۴۰ ف میں اس مدرسہ کو فوقانیہ کا گریڈ عطا ہوا ۔ اور پہلی صدارت سید شریف الحسین صاحب جبلی کو ملی ۔ جو نہایت لائق و منتظم صدر تھے سنہ ۱۳۴۱ ف میں محمد حسین صاحب ادیب صدارت پر آئے سنہ ۱۳۴۱ ف

میں نادر خورشید مرزا صاحب صدر رہے۔
۱۳۴۶ ف میں محمد عبدالسلام صاحب کی صدارت میں مدرسہ کا نظم ونسق بہتر سے بہتر ہوگیا۔
آخیر ۱۳۴۷ ف سے مسٹر دیوی چرن جیرٹھی بی-اے-بی-ٹی مدرسہ کے صدر ہیں۔ بہمن ۱۳۴۷ ف میں بندے ماترم کے سلسلہ میں ایک خفیف سا تصادم فرقہ وارانہ ہوگیا تھا جس کو انتہائی دانشمندی سے صدر موصوف نے سلجھا کر فضا کو پرسکون بنالیا۔
نتائج کامیابی امتحان درجہ میٹرک نقشہ ذیل کے دیکھنے سے واضح ہوسکتے ہیں۔

نقشہ نتائج کامیابی

سنہ	تعداد شرکار	تعداد کامیاب	کیفیت
۱۳۴۰ ف	۱۲	۳	
۱۳۴۱ ف	۱۲	۷	
۱۳۴۲ ف	۱۱	۶	
۱۳۴۳ ف	۸	۸	
۱۳۴۴ ف	۱۷	۱۲	
۱۳۴۵ ف	۵۰	۱۲	
۱۳۴۶ ف	۵۰	۱۳	
۱۳۴۷ ف	۴۷	۲۱	
۱۳۴۸ ف	۶۲	۴۳	

مدرسہ تحتانیہ۔ محلہ پھولانگ میں ایک مدرسہ تحتانیہ قائم ہے اور ایک شاخ مدرسہ فوقانیہ بمقام صدر ٹپہ خانہ قائم ہے جس میں طلباء کی کثرت ہے

مدارس وسطانیہ۔ ہرسہ تعلقات آرمور۔ بودھن۔ کاماریڈی میں مدرسہ وسطانیہ قائم ہیں۔

مدارس نسواں

اردو مدرسہ نسواں۔ ابتداً ۱۳۱۶ف میں سرداربی صاحبہ نے اپنے سکونتی مکان واقع محلہ ادیسر ٹیکری میں ایک مدرسہ قائم کیا تھا جسکو لوکلفنڈ سے کچھ امداد ملا کرتی تھی۔ اس کے بعد محترمہ اکبرالنساء بیگم کا تقرر اس مدرسہ پر ہوا جو ضلع نظام آباد ہی کی ایک خاتون ہیں۔ اسفندار ۱۳۳۱ف میں صمدانی بیگم کا تقرر مددگاری پر ہوا۔ جو آذر ۱۳۴۲ف تک اس مدرسہ میں کارگذار رہیں۔

خاتون موصوف کی قابلیت انتظام اور لیاقت علمی کے مد نظر پانچ ماہ کے عرصہ میں صدارت کا موقع ملا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مدرسہ نسواں نے تحتانیہ سے وسطانیہ کی صورت اختیار کرلی۔ شدید ضرورت ہے کہ اسے فوقانیہ بنادیا جائے کوئی سرکاری عمارت نہ ہونے کی وجہ سے یہ مدرسہ ایک کرایہ کے معمولی مکان میں ہے (۱)

(۱)۔ مرکز بہبودی اطفال کے بجائے مدرسہ نسواں کی تعمیر کے لئے مجلس لوکلفنڈ میں اس مولف کی اہلیہ ام عاصم ناریہ نے بحیثیت ایک شہری تحریک پیش کی تھی کہ اناث کیلئے اس سے بہتر کوئی مقام نہیں مل سکتا جہاں پردہ کو برقرار رکھتے ہوئے

www.taemeernews.com

مدرسہ نسواں مرہٹی ۔ بھیما بائی صاحبہ صدر معلمہ ہیں۔ یہ مدرسہ قدیم دواخانہ کی عمارت میں کامیاب نظم و نسق کے ساتھ چل رہا ہے

مدارس نسواں تعلقات ۔ ہر پانچ تعلقات میں تحتانیہ مدارس نسواں اردو قایم ہیں۔

دار الاقامہ

ضلع ہذا میں جاگیرات سے بلحاظ احکام سرکار جاگیردار کالج کیلئے سالانہ للوعہ ۲۴ ہزار روپیہ وصول ہوتا ہے۔ جس میں جاگیرداران ضلع ہذا کی اولاد تعلیم و تربیت سے آراستہ ہوکر نکلتی ہے۔ افسوس ہے کہ نظام آباد جیسے مرکزی مقام پر کوئی دار الاقامہ عوام کیلئے نہیں ہے جشن سیمین کی یادگار میں اس کے قیام کیلئے محمد فرحت اللہ صاحب دوم تعلقدار وقت و محمد اسد اللہ صاحب منصف وقت و ناچیز مؤلف کی اپیل پر رعایاء مستقر نظام آباد نے کافی رقم دی اور تقریباً تیرہ ہزار سے عمارت کی تیاری کے لئے تحریک بھی کردی گئی۔ جو غالباً منظور بھی ہوچکی تھی۔ کہ اچانک دی ۱۳۴۶ ف میں جناب میر مجلس صاحب تعلقہ

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۶ لڑکیاں حصول تعلیم کے ساتھ ساتھ اسپورٹس اور تفریح میں حصہ لے سکیں گی۔ لیکن یہ تحریک بھی مسترد کردی گئی اور مرکز بہبودی اطفال و زنانہ کلب ہی کو ترجیح دیگئی مسٹر نساگوڑ نے جشن سیمیں کے یادگار میں مدرسہ نسوان کیلئے ایک نامکمل عمارت مارکٹ برکت پورہ کے سامنے وقف کردی ہے۔ جس کی تکمیل تعمیر سررشتہ تعلیمات کے زیر غور ہے۔ اس عمارت کا درمیانی سنگ بنیاد قاضی زین العابدین صاحب تعلقدار کے ہاتھوں رکھوایا گیا۔

163 www.taemeernews.com

نے مرکز بہبودی اطفال کے لئے تحریک فرمادی۔ بالآخر ۲۱ر دی ۱۳۴۹ ف کی مجلس لوکلفنڈ نے بلحاظ اہمیت تحریک کی تائید کرتے ہوئے۔ (جو کرسی صدارت سے پیش ہوئی تھی) بجائے دارالاقامہ کے مرکز بہبودی اطفال کو ترجیح دی۔ جس کی وجہ سے ملک کی یہ اہم ترین ضرورت بحالہ قائم رہی۔ اس ناچیز مصنف کے اڈریس کے جواب میں سرصدر اعظم بہادر نے بھی (آذر ۱۳۴۷ ف میں بمقام ٹاؤن ہال) اس ضرورت کو محسوس فرماتے ہوئے افسران متعلقہ کو توجہ دلائی۔ لیکن آجتک اس کی تکمیل نہو سکی۔

ریڈی بورڈنگ۔ ۱۳۴۱ ف میں مسٹر راجیندر ریڈی نے پانچ چھ لڑکوں سے اس کی ابتدا کی۔ اور قریب ترین زمانہ میں ان کی سعی بارآور ہوگئی۔ مسٹر زساگوڑ ساہو نے اپنی تعمیر کردہ عمارت واقع دیول کینٹنر اس کے لئے دیدی اس دارالاقامہ میں ایک سو سے زائد طلبار رہتے ہیں۔ جن کی رہائش و تربیت کا معقول انتظام ہے فیس ماہانہ (صہ) ہے تعلیم سرکاری مدارس میں ہوتی ہے۔ نظام آباد میں یہ ایک اچھا بورڈنگ ہاؤز ہے۔

مسلم بورڈنگ۔ مظہر الحق صاحب طالب علم فوقانیہ نے میرے مشورہ سے اس کو قائم کیا تھا۔ لیکن مسلمانوں کی بے حسی نے اس کو بارآور نہ ہونے دیا۔ حالانکہ بعض صاحبان حکومت دا ثر کے ایما سے اس کو درگاہ کینٹنر کی خانقاہ میں بامید امداد علاقہ جاگیر منتقل کیا گیا تھا۔ تھوڑی سی توجہ اس کے بقا کا سبب ہوجاتی۔ مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا۔

دارالاقامہ یتیم و نادار طلبار۔ جامع مسجد میں زیر اہتمام انجمن اسلامیہ

www.taemeernews.com

قائم ہے ۔ جسمیں ہر سال (۴۰) طلبا تعلیم و تربیت سے آراستہ ہو رہے ہیں (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو باب ۱۷ ۔ انجمن اسلامیہ)

مومن بورڈنگ ۔ یم ۔ اے ۔ مومن صاحب جو اپنے کو انگریزی طریقہ تعلیم کا ماہر بتلاتے ہیں ۔ ایک بورڈنگ بمقام کنٹنمنٹ ۱۳۴۰ف میں قائم کیا ہے ۔ جس کے اعلےٰ اسکیم ہیں ۔ فیس بورڈنگ (عـــہ) مقرر ہے اس میں کنڈرگارٹن کے انتظامات بھی ہیں ۔ خدا کرے کہ اس کو کامیابی حاصل ہو عـــہ

کاماریڈی جوبلی بورڈنگ ۔ محمد فرحت اللہ صاحب ڈیویژن افسر مال کی انتہائی کوشش اور دلچسپی نے بیادگار جشن سمیں یہاں پر ایک کشادہ اور خوبصورت بورڈنگ بنادیا ۔ اس کا افتتاح ۱۹ ہر فروردی ۱۳۴۶ف کو محمد حسین خانصاحب صدر مہتمم تعلیمات کے ہاتھوں ہوا ۔ اس کا انتظام احمد سعید صاحب صدر مدرس مدرسہ وسطانیہ کاماریڈی نے اپنے ہاتھوں لیا ۔

خانگی مدارس

مدرسہ حمید بیگ صاحب ۔ قدیم طریقہ کا مکتب محلہ اسلامیہ میں تھا ۔ جس میں حمید بیگ صاحب معلمی کے فرائض انجام دیتے تھے آپ کے بعد آپ کے فرزند احمد بیگ صاحب نے ۱۳۲۵ف تک

عـــہ ۔ افسوس ہے کہ مومن صاحب کی انتہائی بدنیتی و دغا نے آبان ۱۳۴۸ف کو اس بورڈنگ کا خاتمہ کر دیا ۔ اور انھوں نے بورڈنگ کے بچوں کو بحالت غریب الوطنی چھوڑ کر راہ فرار اختیار کی لعنۃ اللہ علی الکاذبین ۔

165 www.taemeernews.com

اس فریضہ کو انجام دیا۔

مدرسہ ولی اللہ خانصاحب۔ ولی اللہ خانصاحب کا بھی مکتب تھا ۱۳۰۵ف میں کامیابی سے چلتا رہا۔

مدرسہ عمر شریف صاحب۔ محلہ اوپر ٹیکری میں ناظر وظیفہ یاب عدالت نے ۱۳۱۸ف میں اس مدرسہ کو قائم کیا تھا۔ جہاں پر فارسی عربی کی تعلیم ہوتی تھی۔

مدرسہ انجمن اسلامیہ۔ ۱۳۳۲ف میں ایک مدرسہ دینیات مولوی عبدالحمید صاحب نعمانی واعظ انجمن کے زیر تعلیم قائم ہوا۔ اس کے بعد مولوی محمد ابراہیم صاحب واعظ نے اس کو چلایا۔ اس کے بعد یہ بند ہوگیا۔ ۱۳۴۰ف سے انجمن اسلامیہ کے تحت یہ مدرسہ جاری ہے جس میں تقریباً پچھتر لڑکے زیر تعلیم رہے اب بھی یہ مدرسہ دینیات جامع مسجد میں کامیاب طریقہ پر چل رہا ہے۔

مدرسہ پھولانگ۔ پھولانگ کی مسجد میں بھی ایک دینیات کا مدرسہ تحت انجمن جاری ہے۔

مدرسہ قلعہ۔ بہلول شاہ صاحب کا مدرسہ پچیس تیس سال سے تعلیمی فرائض انجام دیتا ہے۔

بال صاحب کا مدرسہ۔ مسٹر بال نے ۱۳۳۵ف میں ایک مدرسہ خانگی نظام آباد میں قائم کیا۔ جس میں وہ اپنی ذات سے انگریزی کی تعلیم دیتے ہیں۔ نیز کمسن بچوں کے لئے کنڈر گارٹن کے اصول پر تعلیم کا انتظام ہے۔ اُن کی دو لڑکیاں اس شعبہ کیلئے مختص ہیں

www.taemeernews.com

جو اپنے فرائض نہایت عمدگی سے انجام دیتی ہیں۔ اس مدرسہ میں کیمبرج کا نصاب اور عثمانیہ یونیورسٹی کا نصاب بھی میٹرک تک ہے۔

خانگی مدرسہ نسواں انگریزی۔ مس پال کا ایک خانگی مدرسہ ہے جس میں اردو انگریزی تعلیم دیجاتی ہے یہ اسکول محلہ خلیل پورہ قریب اسٹیشن واقع ہے فیس تعلیم (للعہ) ماہوار ہے پردہ کا معقول انتظام ہے مسٹر پال کی دو بھتیجیاں معلمات کے فرائض انجام دیتی ہیں کیمبرج اور عثمانیہ ہر دو کا نصاب یہاں پڑھایا جاتا ہے۔

سنسکرت پاٹ شالہ۔ ہندو سماج کی مذہبی بیداری کا سلسلہ گورے راجیندراؤ صاحب وکیل کے زمانہ میں اسی پاٹھ شالہ کی تحریک سے آغاز ہوتا ہے۔ ۱۳۲۲ف میں مذہبی تعلیم کی غرض سے اس شالہ کو قائم کیا۔ اور مختلف مقامات سے پنڈتوں کو بلوا کر درس و تدریس کا سلسلہ قائم کیا اور نظام آباد کا قدیم سیندھی زمانہ مسٹر کنا بھو جینا متاجر سے بطور خیرات حاصل کرکے اس کو ایک بہترین علمی کام میں لائے سات آٹھ سال یہ شالہ کامیابی سے چلا۔ بانی کے انتقال کے بعد اس کا بھی خاتمہ ہو گیا۔

سرسوتی ودیالیہ۔ مسٹر بابو راؤ صاحب وکیل نے اس شالہ کے سلسلہ میں ۱۳۳۶ف میں یہ ودیالیہ قائم کیا جس کے وہی بانی اور معتمد تھے اس مدرسہ میں مڈل اسکول تک تعلیم ہوتی تھی۔ اور کافی تعداد طلبار کی اس میں شریک و مستفید ہوتی رہی۔ دس سالہ زندگی کے بعد اس کا خاتمہ ہو گیا۔ بحیثین دورہ سر مہاراجہ بہادر نے بھی اس کا معائنہ فرمایا تھا (ملاحظہ ہو حاشیہ بر صفحہ ۱۴۲)

مارواڑی مدرسہ۔ دہرم سیالہ گنج میں ایک خانگی مکتب ہے۔ جس میں (۳۰) بچے مارواڑی کی تعلیم پاتے ہیں۔

کتب خانہ

۱۳۱۸ف میں ایک دارالمطالعہ احمد اللہ خان صاحب منصور نے قائم کیا تھا۔ صاحب موصوف نے اپنے ذاتی کتب خانہ کو استفادہ عوام کے لئے منظر عام پر پیش کیا۔ جس میں زیادہ تر ناول اور کچھ تاریخی کتب تھیں۔ جن کی تعداد دو ڈھائی سو تک تھی۔ جب صاحب موصوف یہاں سے چلے گئے تو کتب خانہ بھی ساتھ چلا گیا۔ ۱۳۲۲ف میں یونین کلب نے ایک کتب خانہ ممبران کلب کے لئے قائم کیا۔ جس کا افتتاح نواب سہراب نواز جنگ اول تعلقدار اور محمد امجد علی خان صاحب ناظم عدالت کے ہاتھوں ہوا۔ لیکن اس کتب خانہ سے کوئی استفادہ حاصل نہیں کیا گیا بلکہ وہ کلب کے ایک حصہ میں محفوظ رہا۔

۱۳۴۰ف میں جب کہ انجمن اصلاح المسلمین قائم ہوئی تو کتب خانہ کی شدید ضرورت محسوس کی گئی۔ انجمن مذکور کا معتمد اور کلب کا امین مَن مولف ہی تھا۔ اس لئے اس کتب خانہ کو برضا مندی قدیم ممبران کلب استفادہ عام کیلئے کھول دیا گیا۔ اور اس میں کتب کا اضافہ مستعار و نیز خریدی سے کیا گیا۔ بحسن توجہ میر ولایت علی صاحب چند دنوں اس کی حالت اچھی رہی۔ میر صاحب کا تبادلہ ہو جانے پر میری نااہلیت کی وجہ سے اس کی حالت ابتر ہو گئی۔

حاشیہ صفحہ ۱۴۱

ف۔ اس ودیالیہ میں ناچیز مورخ بحیثیت رکن شریک تھا۔

جب انجمن اسلامیہ کی معتمدی پر جلیل احمد صاحب کا انتخاب ہوا تو پھر اُن کی توجہ نے اس کو زندہ کیا۔ اس مرتبہ یہ کتب خانہ مسجد جامع سے نکلکر منظر عام پر آیا۔ اور کتب کا اضافہ ناظرین کی کثرت۔ اور عوام کی دلچسپی نے ایک مستقل عمارت کی ضرورت پیدا کردی مختلف حضرات سے اپیل کیگئی۔ لیکن کامیابی نہو سکی۔ مرزا محمد بیگ صاحب اول تعلقدار ملک کی اس اہم ضرورت پر توجہ فرمائی۔ محمد فرحت اللہ صاحب دوم تعلقدار نے راجہ صاحب دوم کنندہ کے گوشگزار کر دیا۔ اس علم دوست اور مخیر ہستی کی غیرت نے اس بات کو قبول نہ کیا کہ مفاد عامہ کا ایسا بہترین کام بجز اُس کے کسی اور کا مرہون منت ہو۔ لہذا مبلغ ۸۰۰۰ روپے آٹھ ہزار کی گراں قدر رقم عمارت کے لئے عطا فرمائی۔

مجلس لوکلفنڈ نے یکہزار سے زائد رقم اور ایک قیمتی پلاٹ عطا کیا۔ علے سید دلدار حسین صاحب اگزیکٹیو انجنیر کنال نظام ساگر نے ۲ بہمن ۱۳۴۱ف کو سنگ بنیاد رکھا۔ اور آپ ہی کی انتہائی دلچسپیوں نے اس قدر کم رقم میں

علے۔ اس پلاٹ کو مشن نے ایک صاحب کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا۔ جسپر شیخ محمد صاحب وکیل رکن کمیٹی نے اعتراض کیا۔ تاچیز مورخ نے بھی بحیثیت رکن کمیٹی لوکلفنڈ نہایت شدومد کے ساتھ ملک کے اس عام مسئلہ کو طے کرا کر کتب خانہ کے لئے اس پلاٹ کی نشاندھی کی جس میں عبدالباسط خاں صاحب صوبہ دار وقت کی جرأت و وفاداری ملک نے اس مسئلہ کو حل کیا اور اس پلاٹ پر نہ صرف کتب خانہ کی تعمیر ہوئی۔ بلکہ مفاد ملک کا ایک اہم مسئلہ طے ہو گیا کہ مشن کو اپنی زمینات عطیہ سرکار پر کوئی حق ملکیت نہیں ہے

www.taemeernews.com

ایسی خوبصورت عمارت اندرون ایک سال بنوادی۔ جس کا افتتاح عبدالباسط خانصاحب صوبہ دار وقت نے بتاریخ ۲ر دی ۱۳۴۵ف فرمایا۔ اور آپ کا خطبہ ایک تاریخی خطبہ رہا۔ ف

آذر ۱۳۴۷ف میں بوقت معاینہ اس ناچیز مولف کی استدعار کو قبول فرماکر نواب سر حیدر نواز جنگ بہادر صدر اعظم نے سرپرستی کا شرف عطاء فرمایا۔

حسب ذیل علم دوست ہستیاں اس کتبخانہ کی معاون ہیں۔

(۱) نواب فخر یار جنگ بہادر صدرالمہام فینانس (۱) ڈہل ریڈی رنگاریڈی صاحبان ساہو
(۲) راجہ شام راج بہادر صدرالمہام تعمیرات (۲) رام سرپ صاحب ساہو
(۳) محمد لیاقت اللہ خانصاحب معتمد فینانس (۳) نرسا گوڑ صاحب ساہو
(۴) عبدالباسط خانصاحب ناظم عطیات (۴) رامچندر شرما صاحب ساہو
(۵) نارائن راؤ صاحب صوبیدار ورنگل (۵) نارلہ ہنمانڈلو صاحب ساہو
(۶) نواب بہادر یار جنگ بہادر۔ (۶) سرور خان صاحب گتہ دار
(۷) احمد علی خانصاحب صوبیدار میدک۔

اس کتب خانہ کے لئے بمد لوکل فنڈ تعلیمات ایک مہتمم اور ایک نگرانندہ جوان کے تقرر کی منظوری مرزا محمد بیگ صاحب کی انتہائی حسن سعی ہی سے ہوئی خدمت مہتمی پر جلیل احمد صاحب (جنکے ہاتھوں کتبخانہ کو زندگی حاصل ہوئی

ف۔ اس واقعہ کے تفصیلات وخطبہ رہبر دکن ۴ر بہمن ۱۳۴۲ف واخبار پیام ۱۷ شعبان ۱۳۵۴ھ میں درج ہیں۔ ونیز بنیاد عمارت میں اخبار وغیرہ کی یادگار محفوظ ہے مولف

170 www.taemeernews.com

کا تقرر قاضی زین العابدین صاحب نے فرمایا ف۱ صاحب موصوف کی انتہائی
دلچسپی اس کتب خانہ کی ترقی کو برابر جاری رکھی ہے ف۲

تعداد کتب۔ اس وقت کتب خانہ میں تقریباً تین ہزار کتب ہر فن و
ہر زبان کی موجود ہیں۔ جو اس کتب خانہ کا سرمایہ علمی ہے اور مطالعہ
کنندگان کے روزانہ داخلہ کی تعداد تقریباً سو ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ گھر پہ
مطالعہ کرنے والے علحدہ ہیں۔

مراٹھی کتب خانہ۔ ہیت چنتک واچ نالہ۔ ۱۳۲۲ف میں مسٹر کورے
رامچندر راؤ صاحب وکیل نے قائم کیا۔ جو عرصہ تک کامیاب طریقہ پر چلتا رہا
جس میں مسٹر ہری راؤ صیغہ دار مال نے انتہائی دلچسپی لی۔ اس کتب خانہ
کے اشتراک کے لئے ایک عرصہ سے مولف کوشاں تھا۔ لیکن اراکین
کو اختلاف رہا۔ بالآخر ۱۳۴۰ف میں اس کے صدر مسٹر نارائن راؤ
وکیل ہائیکورٹ نے دور اندیشی کو کام میں لاکر (باوجود اختلاف اراکین)

ف۱ جلیل احمد صاحب نے اپنی ملازمت سرکاری (مہ تاسہ) کو مولف کے اس کہنے
پر کہ آپ ہی اس کتب خانہ کے بقاء کا سبب ہیں آپ ہی کو اس کی مہتممی قبول کرنی چاہئے۔
تاکہ کتب خانہ کو ترقی ہو۔ اس وقت ایثار کی ضرورت ہے۔ فوراً اپنی خدمت سے مستعفی ہو کر (للعہ)
تنخواہ لوکلفنڈ کو قبول کیا۔ خدا اس ایثار و قربانی مالی کی جزا دارین میں آپکو دے۔ آمین مولف

ف۲۔ اس کتب خانہ کے بنیادی دستاویزات میں نے کتب خانہ کے حوالہ کردیے ہیں جو وہاں محفوظ ہیں مولف

ف۳۔ انجمن اسلامیہ نے اپنا کتب خانہ قیمتی ایک ہزار چارسو روپیہ چندہ عطیہ مسلمانان اس
کتب خانہ میں صرف کئے اس کے علاوہ ماہانہ امداد بھی انجمن سے دیجاتی ہے۔

171 www.taemeernews.com

اس کو کتب خانہ عثمانیہ میں ضم کر دیا۔ جو قاضی زین العابدین صاحب تعلقدار کے حسن توجہ کا نتیجہ تھا۔

تلنگی کتب خانہ۔ سنہ ۱۳۲۴ف میں مسٹر وینکٹ راؤ ناظر عدالت کے احساس نے اس کو قائم کیا۔ لیکن یہ کس مپرسی کے عالم میں ہے کاش اس کو بھی کتب خانہ عثمانیہ میں داخل کر دیا جاتا۔ جس سے عوام کامل استفادہ حاصل کر سکتے۔

سناتنی کتب خانہ۔ سناتن پشتکالہ کے نام سے دھرم سالہ گنج میں سنہ ۱۳۳۲ف میں اس کا قیام ہوا۔ جس کے معتمد سکھ دیوجی صاحب ہیں۔ اس میں وید مقدس اور مذہبی کتب کا ذخیرہ ہے۔ (ف)

عمارات تعلیمی۔ دفتر مہتممی تعلیمات سنہ ۱۳۲۵ف میں [illegible] کی لاگت سے تیار ہوا۔ مدرسہ فوقانیہ کی تعمیر سنہ ۱۳۳۱ف میں ہوئی جس پر [illegible] روپیہ کا خرچ برداشت کرنا پڑا۔ جوبلی کتب خانہ عثمانیہ بشمول قیمت اراضی عطیہ لوکل فنڈ تقریباً [illegible] ہزار کی قرار پائی۔

باب ۱۱

صنعت و حرفت

[illegible] نظام آباد میں [illegible] مختلف مقامات پر ایسی نفیس اور عمدہ ہوتی ہیں کہ ہندوستان [illegible] بھی ان کی مانگ ہوتی اور لوگ ان کی

ف۔ مؤلف ان تمام کتب خانوں کا ممنون ہے اس لئے کہ یہ ملک کی بھی خدمت کرتے ہیں۔ مؤلف

www.taemeernews.com

نقل بھی نہیں کرسکتے تھے۔ مگر جب انگریزی۔ امریکی۔ اور جاپانی مال کی درآمد شروع ہوئی تو سیدھے سادھے اہل ملک بھڑکدار نمائشی سامان پر ٹوٹ پڑے اور ملک کی صنعتوں کا تار تار بکھر گیا۔ ہم یہاں اُن صنعتوں کا مختصر ذکر کرینگے۔

فولاد۔ ضلع نظام آباد اعلیٰ قسم کے فولاد کی تیاری کے لحاظ سے ایک زمانہ میں دنیا کے مشہورترین مقامات میں سمجھا جاتا تھا۔ نہ صرف ایران کے مشہور شہروں میں بلکہ ممالک یورپ میں یہاں کے فولاد کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ لیکن زمانہ کی رفتار اور یورپ کے سہل الحصول طریقے ارزاں قیمت پر فولاد کی نکاسی نے اس اہم صنعت کو خود نظام آبادیوں کے دلوں سے ایسا بھلا دیا کہ وہ اپنے ملک کے قیمتی بے نظیر فولاد سے بالکل ناآشنا ہیں۔ ہم اپنے اس بیان کی تائید میں چند سیاحان یورپ کا ذکر کرتے ہیں جنہوں نے تین سو سال قبل مشاہدہ کے بعد اپنے بیانات قلمبند کئے ہیں۔ مسٹر گلدڈل "گلمز آف دکن" میں کہتے ہیں ؎ کو نامسندرم (تعلقہ آرمور قریب قصبہ بھنگل) میں نہایت عمدہ لوہے سے جو وہاں نکلتا ہے۔ نہایت عمدہ قسم کا فولاد تیار ہوتا ہے جو نہ صرف انگلینڈ کے فولاد سے بہتر ہوتا ہے۔ بلکہ سویڈن کے فولاد سے بھی بدرجہا بہتر ہوتا ہے۔ یہاں کا فولاد زیادہ تر ایرانی منڈیوں میں خریدا جاتا ہے۔ جس سے اعلیٰ درجہ کی جوہردار اصفہانی تلواریں بنائی جاتی ہیں۔ ایک ایرانی سوداگر نے ڈاکٹر ڈوالیسی سے جو علم طبقات الارض کا مشہور عالم گذرا ہے۔ کہا کہ ایران میں اس بات کی بیحد کوشش کیگئی

173 www.taemeernews.com

کہ جیسا فولاد "کونا سمندرم" میں تیار ہوتا ہے ویسا ہی وہاں بھی تیار ہو سکے مگر کامیابی نہیں ہوئی"۔ میں اس حیرت انگیز فولاد کے متعلق مزید معلومات حاصل کرنے کی کوشش میں تھا کہ کریم الدین صاحب مرحوم منتظم پولیس نے برسبیل تذکرہ کہا کہ ایک دفعہ انہیں کشتہ کی غرض سے ایک سادھو نے بہترین فولاد کا ٹکڑا لانے کو کہا۔ جب وہ بہت تلاش سے اچھے سے اچھا فولاد لاتے تو ناپسند کرتا۔ آخر کار خود سادھو نے نشاندہی کی اور بڑی جستجو کے بعد اندلوائی میں تلاش سے اُسکی حسب خواہش فولاد ملا۔ جب اس کو گرم کرکے پھیلانا چاہا تو یہ ناممکن نظر آیا۔ جب سادھو سے دریافت کیا گیا تو اس نے سنکر کہا کہ "یہ ہمارے ملک کا قدیم فولاد ہے جسے آگ میں جلا کر دوسرے فولاد کی طرح ریزہ کر لینا آسان بات نہیں" پھر جب سادھو کی حسب ہدایت اسے بہت گرم کرکے مسلسل کئی روز کوٹا گیا۔ تو اس کے ذرات نکلے

۱۶۶۷ عیسوی میں موسو تھنو سیاح نے بھی اِس فولاد کی تجارت کا ذکر اپنے سفرنامہ میں کیا ہے۔ ونیز رپورٹ مردم شماری ۱۸۸۱ء میں اس صنعت کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک سو سال پہلے تک یہ تجارت اس ضلع میں کامیاب طریقہ پر جاری تھی۔ علاوہ ازیں مورخ حالات نظام آباد نے لکھا ہے کہ "ہمگل میں فولاد کے چھوٹے اسلحہ تیار ہوتے ہیں" لیکن آج اس کا وجود ضلع میں نہیں۔ ان بیانات کا مادی ثبوت آج بھی ہم کو ملتا ہے۔ کہ کونا سمندرم تعلقہ آرمور۔ اندلوائی ومنچپہ تعلقہ آرمور۔ یلم پیٹھ تعلقہ کاماریڈی میں میل کے چھوٹے چھوٹے ڈھیر پہاڑیوں کی شکل میں اس صنعت کی گذشتہ عظمت کے مرثیہ خوان

نظر آتے ہیں۔

کاغذسازی۔ فن کاغذسازی میں ضلع نظام آباد کو ایک خاص جگہ حاصل تھی۔ چنانچہ کورٹلہ؎ کا کاغذ اپنی عمدہ ساخت اور پائیداری کے سبب آجتک مشہور ہے لیکن خود وہاں پر صنعت کا نام و نشان بھی نہیں رہا برائے نام دو چار کام جاننے والے باقی رہگئے ہیں۔

چوبی کام۔ چوبی کام اور نقش و نگار روغنی چوبی اشیاء پر نرمل اور بھگیل میں ایسا اعلیٰ ہوا کرتا تھا کہ آج بھی یورپ باوجود اس ترقی کے وہاں کی قدیم صنعت کا مقابلہ نہیں کرسکتا۔ بھگیل کے میانے۔ کشتیاں کھلونے اور مجسمہ و نیز چوبی پردوں پر جو ہیبت نقش کاری مختلف رنگوں سے کیجاتی ہے وہ دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے۔ بھگیل کے بعض نقاش طلب معاش میں اپنے وطن کو خیرباد کہہ چکے ہیں۔ ملک کی بے قدری نے اُن کی نسلوں سے اس فن کو چھڑا دیا۔ شاذ و نادر ہی اپنے آبائی پیشے کو بادل ناخواستہ چلا رہے ہیں۔ اگر اہل ملک نے اس جانب فوری توجہ نہ کی تو مستقبل قریب میں۔ یہ فن بھی نیست و نابود ہو جائے گا۔

فن سنجاری۔ بالکنڈہ فن سنجاری کی اعلیٰ قابلیت میں مشہور تھا۔ یہاں کے قلمدان جن کو چوبرجی ہشت برجی و دوازدہ برجی قلمدان کہتے ہیں صنعت سنجاری کا اعلے نمونہ تھے۔ گو آج بھی یہ کام یہاں ہوتا ہے لیکن حالت کسمپرسی میں بھگیل میں بھی فن سنجاری کو نمایاں ترقی تھی۔ آج کل بھی بھگیل کے سنجار مشہور ہیں۔

؎۔ کورٹلہ جاگیر اب ضلع کریم نگر میں شامل ہو چکی ہے۔ اور پہلے بھگیل کے تحت تھی۔ ۱۲

www.taemeernews.com

خوشبویات ۔ مستقر نظام آباد کا ۔ سرکا مسالحہ ، اور اگر بتیاں وغیرہ دکن بھر میں بہترین مانی جاتی تھیں ۔ لیکن اب نظام آباد میں ایک بھی اُس کا جاننے والا اور بنانے والا نظر نہیں آتا ۔

پارچہ بافی ۔ تعلقہ آرمور میں صنعت ریشمی پارچہ بافی نے جو ترقی پچاس سالہ عمر میں کی اس کا حال مولوی عبدالسلام صاحب مرحوم مورخ "حالات نظام آباد" نے ان الفاظ میں کیا ہے ۔ "ریشمی کپڑے آرمور میں کھتری قوم بناتی ہے ان کپڑوں کی بہترین قسمیں مستورات کی چولیاں اور ساڑیاں ہوا کرتی تھیں ۔ ان پارچوں کی قیمت (سے) سے لیکر دیڑھ ہزار تک ہوتی ہے ۔ بلکہ اس سے زائد قیمت کی ساڑیاں بھی تیار ہوتی ہیں" ۔ ۱۳۲۳ف میں جب کہ میں نے آرمور کا گرداور تھا ۔ تین تین ہزار کی ساڑیاں دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے ۔ اس چھوٹی سی بستی میں پانسو سے زائد کرگھے چلتے تھے لیکن ۳۰ف کے بعد سے جبکہ ساگرمٹھ کو جاپان اور امریکہ کی صنعت نے پیش کیا تو یہاں کی تجارت پر کاری ضرب لگی ۔ اب بھی یہ صنعت یہاں ہے ۔ مگر روز بروز زوال پذیر ہے اس کے علاوہ کھتری قوم کو کثرت استعمال مسکرات نے تباہ کر دیا ہے ۔ جس کا ثبوت اُنکی صورتوں اور قوائے جسمانی سے آج مل رہا ہے ۔

رنگریزی کھادی پر پختہ رنگ کا چھاپا اور مختلف قسم کے بیل بوٹے بنائے جاتے ہیں ۔ جو پردے اور جاجم کے کام آتے ہیں ۔ البتہ رنگریزوں نے ایک جدید طریقہ ۳۵ف سے یہ اختیار کیا ہے کہ باریک ٹاٹ پر مختلف رنگ کے بیل بوٹے چھاپا کرتے ہیں جس سے

www.taemeernews.com

وہ دور سے معمولی قالین کیطرح معلوم ہوتا ہے۔ مگر رنگ پختہ نہ ہونیکے سبب کارآمد یا عام پسند نہیں ہے۔ قصبہ بانسواڑہ میں بھی رنگ سازی کا کام ہوتا ہے اور برا نہیں ہوتا۔

برنجی کام۔ قصبہ لنگم پیٹھ تعلقہ یلاریڈی میں پیتلی کام کرنے والے ہیں نظام آباد میں بھی یہ کام اچھا ہوتا ہے۔ صرف ایک دو خاندان اس کام کے کرنے والے ہیں۔ بھینگل میں بھی یہ کام ہوا کرتا تھا۔

ٹائیل یعنی بنگلوری کویلو۔ مستقر نظام آباد میں۔ سید شاہ پیران صاحب مہتمم سنٹرل جیل نے اس کارخانہ کو قائم کیا۔ اور بڑی توقعات اس سے وابستہ تھیں۔ لیکن سنٹرل جیل سب جیل بنا دیا گیا کہ قیدیوں کی کمی تھی لہذا اس کارخانہ کو ختم کر دینا پڑا۔

کارخانہ کانچ سازی۔ منور علیصاحب تاجر نے گورنمنٹ سے دس ہزار روپیہ قرض لیکر کانچ کے سامان بنانے کا کارخانہ قائم کرنا چاہا لیکن افسوس کہ نتیجہ صفر رہا۔ اس لئے نہیں کہ یہاں کام کی گنجائش نہیں تھی۔ بلکہ اس لئے کہ کام کرنا مقصود نہ تھا یا اچھے کام کرنے والے نہ تھے۔

بنگڑیوں کا کارخانہ۔ منور علی سوداگر نے (جو چوڑیوں کی تجارت کرتے تھے۔) اس کو قائم کیا تھا۔ کچھ دنوں کام چلا۔ اور بعد میں ختم ہوگیا چوڑیوں کا کام بھینگل میں بھی ہوا کرتا تھا۔ لیکن اب نہیں ہوتا۔

کارخانہ پٹرول سازی۔ بزمانہ مسٹر ڈیکفیلڈ ڈائرکٹر جنرل گلموہ سے پٹرول بنانے کا اسکیم تیار کیا گیا۔ اور بمقام ٹیکریال قریب مستقر کاماریڈی

www.taemeernews.com

ایک گراں قیمت مشنری قائم کیگئی۔ لیکن ہماری بدنصیبوں کی وجہ کہ "ہر قائم مقام اپنے پیش رو کے کام کو فنا کر دینا ہی اپنی پالسی سمجھتا ہے" اس کا وہی حشر ہوا۔ لاکھوں روپیہ برباد ہونے کے بعد بالآخر اس کو ڈسٹیلری کے کام میں لایا جارہا ہے۔ یہاں شراب تیار کیجاتی ہے جس کا نتیجہ بجز بربادی ملک کے کچھ نہیں۔ خدا وہ دن جلد لائے کہ اس بدترین صنعت کے بجائے یہاں پر مفاد ملک کی صنعت نظر آئے۔

دباغت چرم۔ ایک کارخانہ دباغت چرم کا مستقر نظام آباد سے قریب ۱۳۳۰ف ت میں قائم ہوا تھا جسکو عمودی کمپنی مدراس نے قائم کیا تھا نہ معلوم وہ کیوں ختم ہوگیا۔ کیونکہ یہ راز سربستہ بوجہ بیرون ملک کی کمپنی ہونے کے واضح نہ ہوسکا۔ اس کے پہلے بھی ایک کارخانہ دباغت چرم بمقام کنسیر قائم تھا۔ وہ بھی باقی نہ رہا۔

کارخانہ صابون سازی۔ سیف چمن سوپ کے نام سے ۱۳۴۵ف میں ایک کارخانہ مستقر پر قائم ہوا۔ اور بڑی کامیابی سے بانیان کارخانہ نے اس کو چلایا۔ لیکن کاریگروں کی بدعہدی نے ایک سال میں اس کو ختم کردیا

بیڑی سازی۔ بیڑیوں کے کارخانہ بکثرت نظام آباد کے عرض وطول میں پھیلے ہوئے ہیں۔ چونکہ یہاں پر برگ آبنوس بہت ملتا ہے۔ اور مزدوری بھی سستی ہے۔ اس لئے بیرونی اشخاص یہاں پر کارخانہ قائم کرتے ہیں تمباکو باہر سے منگواکر استعمال ہوتا ہے کارخانہ تارا صاحب وگاندھی بیڑی رام سروپ صاحب یہ قدیم کارخانہ اور کاروبار کے لحاظ سے بڑے بھی ہیں۔ افسوس تو اس بات کا ہے کہ اس قیمتی تجارت میں نظام آبادی افراد کا

www.taemeernews.com

حصہ نہیں ہے۔ حالانکہ اُن کے ملک سے غیر استفادہ حاصل کرتے ہیں عموماً ہزار بیڑیوں کی تیاری کے لئے ۵ ؍ مزدوری لیجاتی ہے۔ مزدور اور مزدورنیاں بہترین بیڑی بنانے کے ماہر ہیں۔ فیصدی (۷۵) عورتیں بیڑی بناتی ہیں۔ اور مسلمان عورتیں بھی گھر پر مزدوری سے یہ کام کرتی ہیں۔

گھریلو بافندگی۔ کھادی۔ کمل۔ نواڑ۔ دھوتیاں۔ اور ساڑیاں عموماً ہر قصبہ و تعلقات میں دستی کرگھوں سے تھوڑے بہت تیار ہوتے ہیں۔ صرف ایک قصبہ ارموریں (۴۵۰) دستی کرگھے چلتے تھے۔ لیکن زمانہ کے انحطاط نے اُن کو گھٹا دیا۔ البتہ کھادی بھنڈار۔ دیسی کھادی کو کامیابی سے چلا رہا ہے۔ اور بیرونِ ملک اُس کی اچھی مانگ ہے۔

پتھر کے گلاس و کٹورے۔ پچیس[۲۵] سال قبل یہ کام بیگل میں ہوا کرتا تھا لیکن اب مفقود ہو چکا ہے۔

محبس کی صنعت۔ قیام صدر محبس تک شطرنجی۔ قالین ترکی تو ال۔ جانمازیں اور مختلف قسم کے پارچہ خصوصاً بہترین کھادی تیار ہوتی تھی۔ و نیز فرنیچر وغیرہ بھی بنایا جاتا تھا۔ محبس کی تخفیف کے بعد یہ صنعت ختم ہو گئی ہے۔

کارخانہ شکر سازی

نظام شوگر فیاکٹری

نظام ساگر کے سلسلہ میں یہ کارخانہ ملک کے لئے خاص اہمیت رکھتا ہے جو صرف[illegible] لاکھ روپیہ کے سرمایہ سے بصورت کمپنی (۲۵) روپیہ

www.taemeernews.com

فی حصہ (عوام کے استفادہ کے لئے اس قدر کم رقم رکھی گئی تھی) رجسٹرڈ کروایا گیا۔ ۱۳۴۵ف مطابق ۱۹۳۵ء میں تعمیری کام آغاز ہوا۔ لیکن بہت جلد انتظامات کے ناقابل اطمینان ہونے کی وجہ انڈسٹریل ٹرسٹ فنڈ کے تحت زیادہ پختہ تجربہ اور انتظامی قابلیت سے اس کو تقویت پہونچانے کی ضرورت داعی ہوئی۔ اور ۱۶ لاکھ روپیہ کے اضافہ کے ساتھ جملہ (۵۰ لاکھ روپیہ) کے سرمایہ سے کام آغاز شدہ مکمل کیا گیا۔ یہ فیکٹری مستقر بودھن میں قائم کی گئی۔ جو نظام آباد سے ۱۹ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ جہاں پر جدید ریلوے لائین بھی ڈالی گئی ہے۔ جس کا افتتاح حضرت والا شان پرنس آف برار حضرت ولی عہد سلطنت آصفی نے اپنے مبارک ہاتھوں ۲۴ بہمن ۱۳۴۶ف کو فرمایا۔

اس کارخانہ کو نظام شوگر فیاکٹری سے موسوم کیا گیا ہے جسمیں روزانہ ایک ہزار سے بارہ سو ٹن تک نیشکر سے شیرہ نکالنے کی گنجایش ہے اور اگر نرم نیشکر جاوے کی قسم کا پیدا ہو جائے۔ تو ڈیڑھ ہزار ٹن تک گنجایش نکل سکتی ہے۔ توقع ہے کہ فیاکٹری کی پیداوار سالانہ ۲۵ ہزار ٹن شکر تک ہو جائیگی۔ یہ مقدار شکر وہی ہے جو اس وقت ریاست دکن میں درآمد و خرچ ہوتی ہے جس کا اندازہ قیمت (۶۰) اور (۷۵) لاکھ روپیہ کے درمیان کیا گیا ہے جس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اس رقم کا معتد بہ حصہ کاشتکاران نیشکر تحت نظام ساگر کا حق ہوگا۔ اور سرکار عالی کو بھی محاصل کی صورت میں پندرہ لاکھ روپیہ مل جائیگا۔

www.taemeernews.com

اسفندار ۱۳۴۸ف میں پہلی مرتبہ اس کارخانہ کی تیار شدہ شکر بازار میں آئی چونکہ افتتاح کے ساتھ ہی موسم جلد ختم ہوگیا۔ اس لئے ملک کے بازار میں عام نہ ہوسکی۔ اس کارخانہ سے ملک کے بڑے توقعات وابستہ ہیں۔ خداوند تعالےٰ اس کے کاروبار میں برکت عطا فرمائے۔ آمین بیرونی کمپنیاں ابھی سے مسابقت کی فکر میں لگی ہیں۔ ابتداً راجہ دھنراج گیر نیجنگ ڈائرکٹر تھے۔ جب راجہ صاحب سے کام سنبل نہ سکا تو میر لائق علی صاحب جو ضلع نظام آباد ہی کے ایک سپوت ہیں اُن کے ہاتھوں حکومت نے بڑی توقعات کے ساتھ اس کارخانہ کا انتظام دیا ہے۔ اور آپ ہی کے ہاتھوں اس کارخانہ کی تکمیل کے بعد کاروبار آغاز ہوئے۔ آپکے حسن کارگذاری کا اعتراف اڈریس میں بھی بوقت افتتاح کیا گیا تھا۔ ہماری دعا ہے کہ جس طرح اس ڈوبتی ہوئی کشتی کو سہارا ملا ہے انہی ناخدا کے ہاتھوں یہ منزل مقصود کو پہونچ جائے۔ آمین۔

اس کارخانہ پر مسٹر تاراپوری اکز یکیٹو انجینر۔ اور محمد غوث الدین صاحب مہتمم فراہمی نیشکر کارگذار ہیں۔

کارخانہ جات۔ ضلع نظام آباد میں حسب ذیل گرنیاں موجود ہیں
تعلقہ نظام آباد۔ فلور مل۔ رائیس مل۔ جنگ فیاکٹری۔ پریسنگ فیاکٹری ۲

عہ۔ محمد عبد السلام مرحوم مورخ حالات نظام آباد نے ۱۳۲۰ف میں ۲۸ سال پہلے نظام آباد میں کارخانہ شکر سازی کی ضرورت تبلاتے ہوئے حکومت کو توجہ دلائی تھی۔ بلاشبہ مرحوم کی پُرخلوص آواز عملی صورت اختیار کرلی۔ مصنف

www.taemeernews.com

کریشر۔ تیل کا گھانہ ۔ سمنٹ کا کارخانہ
تعلقہ آرمور۔ فلور مل ۔ کارخانہ پارچہ بافی ذریعہ مشنری
تعلقہ کاماریڈی ۔ رائیس مل ۔ فلور مل ۔
تعلقہ بودھن ۔ رائیس مل ۔ فلور مل ۔
تعلقہ بانسواڑہ ۔ رائیس مل ۔ فلور مل ۔

کھاد سازی۔ ٹرئننگ گراؤنڈ کے لئے بزمانہ مرزا محمد بیگ صاحب ۱۳۴۲ف میں خواجہ محی الدین صاحب سانٹری انسپکٹر کو معلومات حاصل کرنے اندور اسٹیٹ روانہ کیا گیا تھا۔ صاحب موصوف نے کامیاب طریقہ پر معلومات بہم پہونچائے۔ جس کے بعد ۱۳۴۶ف میں اس کے قیام کی منظوری مجلس لوکلفنڈ نے دی۔ بالآخر ۱۳۴۸ف میں یہہ کام آغاز ہوا۔ اور کامیاب طریقہ پر جاری ہے جس میں انسانی فضلہ اور آبادی کا کچرا ملاکر بہترین کھاد بنایا جاتا ہے۔ اس طریقہ کو رعایا بہت ہی پسندیدہ نظر سے دیکھتے ہوئے دیہات میں بھی اس کی تقلید کررہی ہے۔ یقین ہے کہ اس سے زرعیات کی قوت نمو میں کافی مدد ملیگی۔

سبز کھاد۔ نباتات سے کھاد بنانے کے لئے سررشتہ جنگلات کوشش کررہا ہے۔ چنانچہ بیرکر تعلقہ آرمور و لوی بیٹھ تعلقہ نظام آباد میں ۱۳۴۷ف سے سبز کھاد کی تیاری کے عملی تجربے ہو رہے ہیں۔

نمایش

سب سے پہلی نمایش مقامی ضلع کی ۱۳۳۳ف میں بمقام جاترا کنٹشٹر

182 www.taemeernews.com

بزمانہ نواب تقی یار جنگ مرحوم تعلقدار وقت مختصر پیمانہ پر قائم کیگئی تھی ۱۳۲۷ف میں قاضی زین العابدین صاحب تعلقدار کی سرپرستی میں محمد طاہر صاحب صدیقی دوم تعلقدار کی توجہ سے بمقام باغ عام نہایت شاندار و کامیاب طریقہ پر نمائش مصنوعات ملکی قائم کیگئی تھی۔ جس میں ملک سرکار عالی کے اکثر شعبہ جات صنعتی نے حصہ لیا تھا۔ اس کا افتتاح راجہ شامراج بہادر صدر المہام نے فرمایا۔

مدرسہ صنعت وحرفت

۱۳۱۶ف میں بر بنار تحریک عماد الملک مرحوم برز و جنگ تعلقدار وقت نے اس مدرسہ کی بنیاد اُس عمارت میں رکھی جہاں پر سابق دفتر اول تعلقداری جو ایک وسیع کمپونڈ اور متعدد عمارتوں پر مشتمل تھا۔ اس کے اخراجات کے لئے صیغہ لوکلفنڈ سے پانچ ہزار روپیہ بطور امداد دلوائے گئے۔
سب سے پہلے مسٹر کاٹے دی ری اور اس کے بعد مسٹر پادشے من بعد محمود علی صاحب مدرسہ پر مہتمم مقرر ہوئے۔ بزمانہ محمود علیصاحب مہتمم ایک مختصر سا بورڈنگ بھی قائم کیا تھا۔
مدرسہ میں نجاری بید بافی آہنگری۔ کساری۔ اور ڈرائنگ کی مستقل تعلیم ہوتی تھی۔ قالین بافی۔ شطرنجی بافی۔ پارچہ بافی۔ اور کاغذسازی وغیرہ فنون بھی سکھلائے جاتے تھے۔ ۱۳۲۴ف میں مسٹر کیلکر مہتمم کا یہاں پر تقرر رہوا۔ اس کے بعد ضمیر الحسن صاحب ۱۳۳۶ف میں آگئے اور ۳۸ء میں نواب حسن علی خان صاحب ونیز عبدالرزاق صاحب بحیثیت منتظم

www.taemeernews.com

کارگذار ہوئے اول الذکر کا سلسلہ ختم ہوگیا اور ثانی الذکر اس وقت تک کارگذار ہیں۔

سنہ ۱۳۳۰ ف سے پہلے یہاں پر کوئی نصاب تعلیم فنی موجود نہ تھا۔ مسلسل بارہ بارہ سال لڑکے فنی تعلیم پاتے اور مختلف فنون میں دست گاہ حاصل کرتے۔ لیکن عموماً ڈرائنگ کے امتحانات کے جانب خاص توجہ کیجاتی تھی قاضی فضل الدین احمد صاحب ڈرائنگ ماسٹر عرصہ تک فرائیض تعلیمی انتہائی حسن توجہ سے انجام دیتے رہے مہتمم محمود علی صاحب۔ اور قاضی صاحب موصوف کی دلچسپیوں نے سنہ ۱۳۱۰ ف تک اس مدرسہ کو کامیاب رکھا۔ چنانچہ آج سررشتہ تعلیمات میں اکثر ڈرائنگ ماسٹر اسی مدرسہ کے فارغ کارگذار ہیں۔ (مصنف نے بھی سنہ ۱۹ ف میں ڈرائنگ کی تعلیم پائی ہے) سنہ ۱۳۲۹ تک مدرسہ کی حالت قابل افسوس رہی سنہ ۱۳ ف میں جب کہ یہ مدرسہ سررشتہ لوکلفنڈ سے علاقہ شاہی میں منتقل ہوا تو صرف چار فنون کو باقی رکھا گیا۔ یعنی فن نجاری۔ بید بافی۔ آہنگری۔ کساری۔ مابقی تمام شعبہ جات ختم کردے گئے ونیز مدرسہ تحتانیہ علاقہ لوکلفنڈ کو بھی برخاست کردیا گیا۔ (مصنف نے تحتانیہ تعلیم ونیز ڈرائنگ کی تعلیم کے لئے حکومت کو اکثر مرتبہ توجہ دلائی کہ مدرسہ صنعت وحرفت میں یہ دونوں شعبہ بیحد ضروری ہیں۔ چنانچہ میکنزی اسکیم ملک میں زمانہ قریب میں رونما ہوگی) سنہ ۱۳۴۰ ف سے نصاب تعلیمی کا سہ سالہ تعین کیا گیا۔ اور سنہ ۱۳۴۲ ف میں اس کو چار سال قرار دیا گیا۔ شرکت کیلئے عمر ۱۲ سالہ کی قید عاید کیگئی نصاب کے لحاظ سے فنی تعلیم کے مدارج طے

دورِ جدید کے نتائج تعلیم حسب ذیل ہیں

کرنے کے بعد سند (یعنی ڈپلوما) دیجاتی ہے

صراحت فن	تعداد فارغ التحصیل				کیفیت
	۴۴ء	۴۵ء	۴۶ء	۴۸ء	
نجاری	×	۳	۳	۴	نوٹ ۔ ۴۷ء ۱۳۴ف میں نصاب چار سالہ کی وجہ نتیجہ برآمد نہ ہو سکا
بید بافی	×	۳	۱	×	
آہنگری	۱	۴	×	×	
کساری	×	۱	۱	۱	

طلبار کو وظایف سال اول عصر دوم دو روپیہ سوم تین روپیہ چہارم چار روپیہ ماہانہ دئے جاتے ہیں۔ اس طرح سالانہ (ا) اس مد میں خرچ ہوتے ہیں۔ حصول تعلیم کے بعد طلبار فنی ملازمت پر اکثر و بیشتر مامور ہوتے ہیں۔ بہت کم ذاتی حیثیت سے پیشہ کو انجام دیتے ہیں۔ پیشہ کے مقابل ملازمت کو ترجیح دیجاتی ہے۔ چنانچہ میں نے ایک ایسے طالب علم سے جس نے کامل بارہ سال اس مدرسہ میں کساری ڈرائنگ سنارای سینگ کا کام وغیرہ سیکھا تھا۔ ذاتی کام کرنے کے لئے بارہا کہا لیکن ایک طرف پست ذہنیت نے دوسری طرف افلاس کے خوفناک دیوتا نے اس کو (عت) کی ملازمت پر قانع بنا دیا۔ بہرحال تعلیم کے ساتھ ذہنیت کی تربیت بھی ہونی چاہئے گو عبدالرزاق صاحب موجودہ منتظم ان خیالات کو ذہن نشیں

کراتے رہتے ہیں مگر ماحول طلبار کو اِس طرف رجوع ہونے نہیں دیتا رفتار زمانہ ماحول کو بدلنے کے لئے تیار ہے۔ جس کے بعد مدرسہ کا اصلی مقصد ظاہر ہوگا۔

۱۳۴۷ف میں طلبار کی تعداد حسب ذیل رہی۔

شعبہ	سال اوّل	سال دوم	سال سوم	سال چہارم	جملہ
نجاری	۲۰	۷	۶	۴	۳۸
جلد بافی	۳	۵	۰	۰	۸
آہنگری	۴	۱	۴	۲	۱۱
کساری	۹	۰	۰	۰	۹

اسٹاف مدرسہ ۱۳۴۷ف میں حسب ذیل رہا۔

نام	عہدہ	تنخواہ	نام	عہدہ	تنخواہ
عبدالرزاق صاحب	منتظم	ماعہ	مسٹر پایا نیا	مددگار اول نجاری	یہ ۸ر
سید محمود صاحب حبیب	ماسٹر نجاری	یہ ۸ر	مسٹر جنید ریا	ماسٹر کساری	سہ
مسٹر دہن کوٹی پلی	"	صہ	مسٹر مانیکم	ماسٹر آہنگری	سہ
ماسٹر نجاری	"	رر	عبدالرحمن صاحب	ماسٹر ڈرائنگ	عہ

www.taemeernews.com

مسٹر بابنا سنجار یہاں ۱۳۱۶ھ ف سے کارگذار ہیں جو سب سے سنیر ہیں عبداللطیف صاحب سابق ماسٹر سنجاری بہترین فن دان تھے جنہوں نے دو چوبی تخت انتہائی صنعت کے ساتھ بارگاہ خسروی میں پیش کرنے کی عزت حاصل کی تھی۔

موازنہ۔ شاہی میں مدرسہ آنیکے بعد سے سالانہ موازنہ (سمہ سہای) روپیہ منظور ہوا۔

۱۳۴۷ف میں تیاری اشیاء کا خرچ (اللعمہ سے) روپیہ ہوا تھا۔ جس سے (سمالہ اللعہ) کے اشیاء تیار ہوئے اور اُسی سال (سمالولعم) کا مال فروخت بھی ہوگیا فی الوقت مدرسہ بودہن روڈ پر ایک کرایہ کے کشادہ مکان میں ہے۔ چونکہ قدیم عمارت بوسیدہ ہوچکی تھی۔ اسلئے اُس کو چھوڑنا پڑا۔ یہہ تبدیلی مہر ۱۳۴۸ف میں عمل میں آئی۔

بلحاظ حالات مقامی۔ خیاطی۔ رنگریزی۔ سادہ کاری۔ ریڈیو۔ موٹر میکانیکی وغیرہ شعبہ جات کو قایم کیا جا سکتا ہے۔ جس سے اہل ملک کو کافی فائدہ پہونچے گا۔ کہا جا سکتا ہے کہ موجودہ منتظم عبدالرزاق صاحب کی حسن کارگذاری مے بمقابلہ پہلے کے مدرسہ کی حالت کو کچھہ بہتر بنالیا ہے۔ اگر ذمہ دار عہدہ داران مقامی و سربرآوردہ مقامی حضرات کی توجہ ہوجائے تو یہ ایک کامیاب مدرسہ ہوسکتا ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ جب قوت خانہ برقی بھی نظام آباد میں قائم ہوچکا ہے۔ جس کے بعد کوئی رکاوٹ ترقی میں نہیں ہے ضرورت ہے کہ حکومت نظام آباد کی بڑھتی ہوئی ترقیوں کے مدنظر اس مدرسہ پر فوری توجہ فرما

www.taemeernews.com

باب ۱۳

تجارت

زمانہ قدیم کے حالات اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ یہاں کی تجارت مسلمانوں کے قبضہ میں تھی۔ کیوں کہ کاغذسازی عطریات۔ پارچہ بافی۔ رنگ سازی۔ اور درآمد کی تجارت یہ مسلمانوں کا آبائی پیشہ تھا جس پر اُن کو ناز تھا۔ (لیکن تجارت سے آج مسلمانوں کو عار ہے بہ بیں تفاوت راہ ازکجاست تا بہ کجا۔ اس کے نتائج بھی افلاس وفاقہ کشی کے عذاب میں مبتلا ہو کر دہ جھیل رہے ہیں۔ مگر عقل نہیں آئی۔ تاہم فی زمانہ کچھ آنکھ کھلی ہے۔) نرمل سے نولکھا سوداگر دن کا ایک خاندان یہاں پر آباد ہونے کا پتہ چلتا ہے کیونکہ یہ ایک عالم طور پر مشہور ہے کہ قدیم قبرستان کے مقبرہ اسی خاندان کے ہیں۔ جو اپنے تنزلی واختتام کو زبان حال سے آج بھی بیان کر رہے ہیں۔ تاریخ نرمل سے بھی نولکھا خاندان کا پتہ ملتا ہے ف ۱۱۹۹ھ قاضی محمد محسن یہاں کے لکھپتی اور بڑے تاجر تھے۔ نرمل سے ایک خاندان سادات کا اندور کو ہجرت کیا تھا۔ جو بہت متمول تھا غالباً یہ ہی خاندان نولکھا سے مشہور ہوا۔ اور اسی نے یہاں فروغ حاصل کیا۔ گنبد شاہی بی کی۔ انعامی سند سے قیاس غالب ہے کہ یہ اسی سلسلہ کا گنبد ہے۔ جسکے سلسلہ خاندان میں اس وقت سید احمدالدین انعامدار موجود ہیں۔ یہ سند بنام میر ولایت علی ۱۱۷۲ھ میں مجدداً جاری ہوئی تھی اسی سند میں فتح اللہ بیابانی عرف

www.taemeernews.com

باوجود اس گری ہوئی حالت کے اس وقت بھی یہاں پر مسلمان تاجر کچھ نہ کچھ ضرور موجود ہیں۔ جن میں فی الوقت محمد امین سوداگر پارچہ کا خاندان جو نظام آباد کا متوطن ہے اور سید قادر صاحب مرحوم سوداگر جن کے فرزند سید یوسف صاحب بی۔ اے بی ایل بی۔ اے وکیل اور سید محمد صاحب وکیل متوطن نظام آباد گنج کی بڑی مسلم دکان ولی محمد حاجی موسیٰ سیٹھ کی ہے۔ آجکل تجارت جلال میاں کی ہے۔ اور تمام اپنی تجارتی کاروبار و سرمایہ داری میں مشہور ہیں۔

تجارتی منڈی صوبہ میدک میں اسی ضلع کو قرار دیا جاسکتا ہے خصوصاً نظام ساگر کی وجہ کثرت پیداوار۔ اور کارخانہ شکر سازی کا قیام مستقبل قریب میں تمام ممالک محروسہ سرکار عالی میں اس ضلع کو تجارتی منڈی بنا دیگا۔ درآمد و برآمد کے اعداد باب (۸) کے دیکھنے سے ظاہر ہونگے

محبوب گنج - میں (۸۰) دوکان تھوک فروشی کے ہیں۔ جس کی تجارت کا سالانہ اندازہ یک کروڑ کے قریب قریب ہے یہ گنج نظام آباد کا سب سے بڑا گنج ہے بزمانہ برزدجی تعلقدار المخاطب یرزو جنگ ۱۳۱۶ف میں بنا۔ جس کا افتتاح سر مہاراجہ یمین السلطنت کشن پرشاد بہادر مدارالمہام ریاست نے اپنے مبارک ہاتھوں فرمایا۔ اور اسکو بادشاہ وقت کے نام سے موسوم کیا۔ اس گنج کی تیاری میں ایک لاکھ ساٹھ ہزار کے مصارف ہوئے۔

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۶۲ شاہ بیابانی کا ذکر ہے لیکن ان کے مزار کا کوئی پتہ مجھکو نہیں ملا ہو صفحہ ۲۰ - ملاحظہ ہو باب مشاہیر۔

www.taemeernews.com

یہاں پر مسلم تاجروں میں سب سے پہلے عبداللہ بن محمد مرحوم کچی کی دوکان قائم ہوئی ۔ اور اسوقت حاجی ولی محمد حاجی موسیٰ سیاں کے کاروبار تجارت بڑے پیمانہ پر ہیں ۔ مارواڑی حضرات میں سب سے پہلے جھبر لال جی نے ۱۳۱۲ف میں یہاں پر دکان قائم کی ۔ اور آج بھی ان کے کاروبار جاری ہیں ۔ یہ ابتدا سے گنج کے معلومات رکھتے ہیں اور بلحاظ عمر و تجربہ گنج کمیٹی کے صدر ہیں مارواڑی قوم کے تجار میں دیوان بہادر رام گوپال کے کاروبار گرنی ۔ اور گنج میں بنکٹ لال بدری نارائن کی دکان اڑتھ بڑے پیمانہ پر ہے ۔ ملکی حضرات میں ڈہل ریڈی گنگا ریڈی کی دکان گنج میں اعلےٰ تجارت کی حامل ہے ۔ ڈہل ریڈی گنگا ریڈی دو نو بھائی ہیں جو بانسواڑہ کے وطندار ہیں ۔

بودھن ۔ کی بڑھتی ہوئی تجارت کے مدنظر ۱۳۴۷ف میں ایک گنج کی بنیاد قاضی زین العابدین صاحب کے زمانہ میں رکھی گئی ۔

کاماریڈی ۔ فرحت اللہ صاحب دوم تعلقدار کی حسن سعی سے یہاں بھی ۱۳۴۳ف میں ایک گنج قائم ہوا ہے ۔

بازار ہفتہ واری ۔ ۱۲۸۱ف میں جن مقامات پر بازار تھے ۔ انہیں سے اکثر ٹوٹ گئے ۔ برائے نام بازار تھے ۔ لیکن ان میں سے اکثر بازارات کو از سر نو کامیاب تجارت گاہیں بنا دیا گیا ۔

۱۳۴۱ف کے بازارات اور ان کے ایام مقررہ کی تفصیل حسب ذیل ہے

نام بازار	یوم بازار	زمانہ قیام
۱- قصبہ اندور	پنجشنبہ	نواب سہراب نواز جنگ
۲- نوی پیٹھ	چہارشنبہ	آقا محمود علی تحصیلدار
۳- سرناپلی	،،	حسب سابق

www.taemeernews.com

نام بازار ۔ یوم بازار زمانہ قیام	۱۰۔ جمیگی ۔ دوشنبہ حسب سابق
۴ ۔ گندارم چہارشنبہ حسب سابق	۱۱۔ بانسواڑہ ۔ پنجشنبہ ″
۵ ۔ بودہن ۔ جمعہ ۔ آغا شیخ علی رضا تحصیلدار	۱۲۔ گنتیہ ۔ دوشنبہ ۔ ″
۶ ۔ گوور ۔ چہارشنبہ ۔ حسب سابق	۱۳ ۔ بھکنور ۔ شنبہ ۔ ″
۷ ۔ رودرور ۔ شنبہ ۔ آغا شیخ علی رضا	۱۴۔ اسکا ماریڈی ۔ پنجشنبہ محمد عزت اللہ دوم تعلقدار
۸ ۔ آرمور ۔ ″ ″	۱۵ ۔ رنگم پیٹھ ۔ چہارشنبہ ۔ حسب سابق
۹ ۔ کوتور ۔ یکشنبہ ۔ حسب سابق	۱۶ ۔ سداسیونگر ۔ جمعہ ۔ ″

ان مقامات پر مختلف مقامی ضروریات کے اشیاء اور خام پیداوار آتی اور فروخت ہوتی ہے ۔ مولف کے اندازہ میں ہفتہ وار تجارت کا اوسط ان بازاروں کا کسی حال میں چالیس ہزار سے کم نہیں ہوسکتا ۔ اسطرح سالانہ چالیس لاکھ کی یہ تجارت گاہیں قرار دیجا سکتی ہیں

اجناس روغندار ۔ ضلع میں روغندار اجناس کی پیداوار کا اندازہ

کی پیداوار ۔ ۱۳۴۷ ف میں حسب ذیل تھا ۔

نام جنس	مقدار		
تل	۲۴ ہزار من	کرڈ	ایک ہزار من
سیاہ تل	۶ ہزار من	ارنڈی	۵ ہزار من
السی	۱۲ ہزار من	ولایتی مونگ	(۸) ہزار من

(نوٹ) تجارتی نقطۂ نظر سے دیگر پیداوار باب مالگذاری بعنوان ابواب ہراجی ملاحظہ ہوں ۔

نرخ اجناس ۔ اوسط نرخ اشیاء یحتاج کے اعداد حسب ذیل ہیں ۔

نام جنس	قیمت فی روپیہ ۱۳۱۸ف میں	قیمت فی روپیہ آخر ۱۳۲۴ف میں
عمدہ باریک چاول	۱۰½ آثار	(۵) آثار
موٹے چاول	۱۶½ "	(۸) "
جوار	۳۲ "	(۱۰½) "
تور	۱۰ "	(۹½) "
نخود	۸½ "	(۸) "
گیہوں	۸ "	(۸) "
ماش	۱۲ "	(۷) "
تل	۱۱ "	(۵½) "
گھی خالص	۱½ آثار	(۱) "
قند سیاہ یعنی گڑ	۵ "	(۴) "
شکر	۲½ "	(۳) "

تعہدات و متاجری - سمیات کا تعہد ۱۳۱۸ف میں (حمامہ) کو دیا گیا تھا - اور ۱۳۲۴ف میں (۳۶۵ سمیات) پر یہ معاملہ ہراج ہوا - باربرداری پیٹی - مارکٹ پیٹی - سنخ پیٹی - کوب ہائے جنگلات اور برگ آبنوس کے تعہدات کا ہراج بھی اس ضلع میں اچھی قیمتوں پر ہوا کرتا ہے - خصوصاً برگ آبنوس و جنگلات کی مانگ گران قدر ہے لکڑی کے بیوپار کرنے والے سید عبدالقیوم صاحب و ضیاءالدین صاحب و چندربہان سنگھ صاحب و محمد علی صاحب وغیرہ متاجران جنگلات ہیں۔

www.taemeernews.com

بنکنگ

صدر بنک مدار المہامی - نظام آباد - بزمانہ نواب تقی یار جنگ دی ۱۳۴۲ف میں اس بنک کا قیام عمل میں آیا جس کا مجوزہ سرمایہ دو لاکھ روپیہ قرار دیا جا کر فی حصہ ایک صد روپیہ کا مقرر کیا گیا - بغور افتتاح ([illegible]) کے حصص فروخت ہو گئے فی الوقت اس کا سرمایہ حصص فروخت شدہ ([illegible]) ہے۔ اور سرمایہ وصول شدہ کی مقدار ([illegible]) روپیہ ہے اور مد محفوظ میں ([illegible] ۲۰۶۵) روپیہ جمع ہیں -

ختم ۱۳۴۷ف تک اراکین شخصی کی تعداد (۱۱۷) اور انجمن ہائے ذیلی (۲۷) اور ایک شہری بنک اس بنک کے تحت کام کر رہے ہیں اس بنک کی بہترین خصوصیات یہ ہیں کہ بوقت آغاز کاروبار بنک نے (۵۰۰۰) روپیہ کا قرض حاصل کیا تھا وہ اندرون پانچ سال ادا کرنے کے بعد اب تک اس نے قرض حاصل نہیں کیا بلکہ اپنے پیروں پر کھڑا ہوا کاروبار چلایا جا رہا ہے۔ بحالت موجودہ زیر استعمال سرمایہ کی تعداد ([illegible]) ۱۳۴۷ف میں رہی اس بنک کے اعزازی معتمد ابتدا ہی سے مسٹر کاشی راؤ صاحب وکیل ہیں - جن کے حسن انتظام کے متعلق سررشتہ اور بورڈ بنک ہر رپورٹ میں شکور نظر آتے ہیں۔ اس بنک کے قیام میں مسٹر لچھمی نارائن انسپکٹر شیخ محمد مہدی المخاطب مہدی یار جنگ کی خاص دلچسپیوں کو دخل ہے

193 www.taemeernews.com

بنک بانسواڑہ۔ تعلقہ بانسواڑہ میں بھی ایک بنک قائم ہے جس کا سرمایہ معہ امانت (للمہ ۳۴۸۵۷) ہیں۔ یہ بنک ہر قسم کی انجمنوں کو قرض دیا کرتا ہے۔

شہری بنک۔ ۱۳۳۶ف میں مسٹر لچھمی نارائن انسپکٹر انجمن ہائے امداد باہمی کے حسن سعی سے ایک شہری بنک کا قیام عمل میں آیا۔ ابتداً اس کا عدم وجود یکساں رہا۔ ۱۳۴۲ف میں پھر زندگی کے آثار نمایاں ہوئے۔ اسوقت اس کا سرمایہ (سمہ لکہے) ہے۔ اس کے میر مجلس جلال الدین صاحب وکیل تھے فی الوقت سید شرف الدین صاحب وکیل فرائض میر مجلسی انتہائی دلچسپی سے انجام دیرہے ہیں۔

امپیریل بنک۔ ۱۳۴۷ف میں امپیریل بنک کی ایک شاخ یہاں قائم ہوئی۔ جو اپنے کاروبار انجام دیتی ہے۔

انجمن تجارت پیداوار۔ یہ دوکان ایک لاکھ روپیہ سرمایہ رعایار سے محبوب گنج میں قائم ہوئی جو بحساب فی حصہ (صہ) بیس ہزار حصص پر مشتمل ہے۔ بوقت قیام سررشتہ زراعت نے بھی تعاون عمل کے وعدہ کئے تھے۔ اسی امید پر کام شروع کر دیا گیا۔ اس کا افتتاح بروز دیوالی ۱۳۴۴ف محمد فرحت اللہ صاحب دوم تعلقدار کے ہاتھ سے ہوا۔ لیکن ابتدائی کاروبار آگے نہ بڑھ سکے قاضی زین العابدین صاحب تعلقدار کے حسن سعی سے ۱۳۴۶ف میں اس کے کاروبار آغاز ہوئے۔ نہایت کامیابی کے ساتھ یکساں جاری ہے۔ ملک سرکار عالی کے لئے یہ ایک نمونہ کی انجمن ہوگئی

جہاں رعایا اپنی پیداوار کو محفوظ کرکے منافع حاصل کرسکیگی۔ اس غرض کے لئے مختلف اسکیم زیر غور ہیں۔ اس دوکان کا اعزازی معتمد ناچیز مولف ہی کو مقرر کیا گیا ہے۔ اسی قسم کی ایک انجمن بانسواڑہ میں بھی قائم ہے۔

سررشتہ زراعت نے ابتک تو اس انجمن سے کوئی تعاون عمل نہیں کیا نہ معلوم آیندہ کیا صورت ہوگی۔ کوئی قابل اطمینان مینجنگ ڈایرکٹر نہ ملنے کی وجہ سے نیز سرمایہ کی کمی کے باعث حالات موجودہ یاس انگیز نظر آتے ہیں

تجارت شکر۔ کارخانہ شکرسازی کی وجہ نظام آباد کی تجارت عنقریب ملک سرکار عالی میں واحد مرکز قرار پائیگی۔ (مفصل حالات ملاحظہ ہوں باب صنعت وحرفت کارخانہ شکرسازی۔)

باب ۱۴

طبابت وحفظان صحت

دواخانہ انگریزی

سنہ ۱۲۰۹ف میں سب سے پہلا دواخانہ قایم ہوا۔ اور ڈاکٹر مسٹر قمرالدین کا تقرر دواخانہ پر ہوا۔ جن کے تحت ایک کمپونڈر اور ایک چیچک برار تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ دواخانہ کے قیام کے ساتھ ہی عوام نے توجہ کی کہ پہلے ہی سال مرضا کی تعداد (۲۹۱۳۷) ہوگئی اور (۲۱۲) بچوں کو ٹیکہ اندازی ہوئی۔

www.taemeernews.com

فی زمانہ ہر تعلقہ پر ایک سب اسٹنٹ سرجن اور مستقر ضلع پر ایک سیول سرجن اور ایک اسٹنٹ سرجن ایک سب اسٹنٹ سرجن مقرر ہیں۔ اس کے علاوہ حفظان صحت کے لئے دورہ کنان اسٹنٹ سرجن بھی ہیں۔ مستورات کے لئے ایک لیڈی سرجن مستقر ضلع کے دواخانہ پر متعین ہیں۔ جس کے ذمہ زچگی خانہ کے فرائض بھی ہیں۔ و نیز مرکز بہبودی اطفال کے لکچر و نگرانی بھی لیڈی سرجن ہی کے ذمہ ہے۔

آلات جراحی و بستر۔ ۱۳۴۵ف میں ڈاکٹر یم۔ بی۔ داور صاحب سیول سرجن کی کوشش سے آلات جراحی و نیز پلنگ وغیرہ حاصل کئے گئے۔ اس طرح تمام ضروری آلات دواخانہ میں موجود ہیں۔

عمارت۔ دواخانہ کی عمارت ۱۳۳۶ف میں (للعہ۲ عصہ) کی لاگت سے تیار ہوئی۔ اس عمارت میں (۱۶) بستروں کی گنجائش ہے۔ اس کا افتتاح ڈاکٹر قطب الدین صاحب مرحوم نے کیا کوئی اسپشل کمرہ نہیں ہے۔ و نیز تقریباً (۲۴) بستر مرضا کے اکثر یہاں پر نظر آتے ہیں بحالت مجبوری ورانڈے وغیرہ میں مرضا کو رکھنا پڑتا ہے۔

زچگی خانہ کی عمارت ۱۳۴۶ف میں اور مرکز بہبودی اطفال کی ۱۳۴۷ف میں مکمل ہوئی۔

امراض وبائی

طاعون۔ بلحاظ آب و ہوا جراثیم پلیگ نظام آباد میں فنا ہو جانے کا یقین ڈاکٹروں کو ہو چکا تھا۔ اس لئے ۱۳۱۴ف سے اس مقام پر قرنطینہ قائم کیا گیا تاکہ حیدرآباد متاثر نہ ہو۔ لیکن بارہ سال کے اندر ہی

www.taemeernews.com

قدرت نے انسانی خیالات کو غلط ثابت کر دیا یعنی ۱۳۲۶ف میں یہاں پر اس شدت کا طاعون آیا کہ روزانہ پچاس تک اموات کی تعداد ہو گئی اس کے بعد پھر کئی مرتبہ اس کا دورہ رہا آخری دورہ ۱۳۳۸ف میں ہوا اس کے بعد سے آجتک اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔

انفلونزا ۔ ۱۳۲۷ف میں یہ وبا عالمگیر رہی اور یہاں بھی سکانی اثرات رہے قیامت صغریٰ کا نمونہ سامنے تھا۔

ہیضہ ۔ ۱۳۲۹ف میں اس کا دورہ اچانک ہوا۔ غالباً منبع آب ہوتی کی بے احتیاطی نے ایک دم ابر، دبا کو اچھالا لیکن مسٹر ایرچ شاہ چاپلی تعلقدار نے رات دن محنت شاقہ برداشت کر کے ادویات کی آمیزش سے جراثیم کو دور کیا۔ اور اللہ کے فضل سے یہ وبائی مرض دور ہوا۔ روزانہ چالیس پچاس اموات تک تعداد پہونچ چکی تھی۔

ملیریا ۔ ۱۳۴۰ف تک اس مرض کو نظام آباد میں کوئی خاص اہمیت نہ تھی۔ البتہ بلارِیڈی میں مچھروں کی کثرت کے باعث ملیریا کے غیر معمولی اثرات تھے اسی لئے دو دل بلارِیڈی (یعنی مچھروں کی بلارِیڈی) سے یہ مقام معروف تھا۔ نہر نظام ساگر کی روانی کے بعد سے مچھروں کی کثرت ہو گئی۔ خصوصاً نظام آباد میں مغرب کے بعد ان کا حملہ شروع ہو جاتا ہے اور تمام رات انسان کو کرب و بے چینی میں مبتلا رکھتا ہے ۱۳۴۵ف میں قاضی زین العابدین صاحب تعلقدار نے تحریک کی کہ گنگالی تنگہ یہ ایک آبی نباتات شکل کنول کے ہے جو سطح آب پر نشو نما پاتا ہے۔ اس کا پتہ چوڑا ہوتا ہے۔ اور بالکل پودے کے مماثل اس کا پھول

www.taemeernews.com

بہت ہی خوبصورت اور نازک مثل مور کے پروں کے نقش ونگار رکھتا ہے۔ پتوں کا رنگ گہرا سبز اور پھول کاسنی رنگ کا اُس میں زرد و نیلا نقش ونگار۔ اور پودے میں پانی دھو ابھرے رہتے ہیں۔ اُس کی جڑیں بہت لمبی او گنجان ہوتی ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ جہاں اس کی کثرت ہوتی ہے اس پر دو دو آدمی کھڑے ہونیکے بعد بھی معہ وزن کے تیرتا ہے کہتے ہیں سب سے پہلے یہ بنگال میں نمودار ہوا۔ اسی لئے اس کا نام بنگالی تنگہ ہوگیا) زیر نہر مواضعات میں بکثرت ہوگیا ہے اس سے نہ صرف ملیریا کے مچھروں میں اضافہ ہورہا ہے۔ بلکہ پیداوار کے لئے بھی مضرت کا باعث ہوگیا ہے اور نہر کے لئے بھی نقصان دہ ہوجائے گا۔ اس کے فنا کرنے کے لئے تاوقتیکہ بنگال کی تقلید میں تعطیل دیکر ملازمین سرکار و رعایا کو تعاون کا موقع نہ دیا جائے۔ اس کا فنا ہونا ناممکن ہے"۔ چنانچہ ۱۳۴۶ف میں یہ تحریک (۵) سال کیلئے منظور ہوئی۔ اور ہر سال ماہ اردی بہشت میں ۲۹ و ۳۰ تاریخ ضلع نظام آباد کے لئے تعطیل عام دیدی جاتی ہے جس میں تمام عہدہ دار ملازمین رعایا زراعت پیشہ خوش باش بموجب نظام العمل تمام ضلع میں پھیل جاتے ہیں۔ اور رعایا کے ساتھ ملکر اپنے ہاتھوں سے کام کرتے ہیں۔ اس طرح تین سالہ سعی عمل کا نتیجہ یہ ہوا کہ لاکھوں بنڈی مقدار کو فنا کردیا گیا۔ خدا کرے کہ اس خوبصورت بلا سے جلد نجات ملجائے۔

اس کے علاوہ افسر حفظان صحت بھی اپنی اسکیموں کو برابر آگے

بڑھ رہے ہیں۔ خیال ہے کہ ڈرینج کی تیاری کے بعد مستقر نظام آباد میں تو امن ہو جائے گا۔ خدا کرے کہ ایسا ہو۔ لیکن نہر کی وجہ کثرت آب جو تمام ضلع کو مرطوب بنا رہی ہے۔ آخر اس کے نتائج کیا ہونگے؟

اسمار سیول سرجن متعینہ دواخانہ نظام آباد۔

نمبر شمار	اسمار سیول سرجن	سنہ	نمبر شمار	اسمار سیول سرجن	سنہ
۱	ڈاکٹر قمر الدین صاحب	سنہ ۱۲۷۹ ف	۱۰	ڈاکٹر رضا خان صاحب	سنہ ۱۳۲۶ ف
۲	" محمد اسمٰعیل صاحب	سنہ ۱۳۰۴ ف	۱۱	" ڈیویٹ صاحب	۔
۳	" سید محی الدین صاحب	سنہ ۱۳۰۶ ف	۱۲	" قطب الدین صاحب	۔
۴	" جے رام صاحب	۔	۱۳	" قاضی احمد صاحب	۔
۵	" میری صاحب	۔	۱۴	" گرے صاحب	۔
۶	" محی الدین شریف صاحب	۔	۱۵	" نیکٹ چند صاحب	۔
۷	" شافرڈ صاحب	سنہ ۱۳۲۱ ف	۱۶	" کریم عباس صاحب	۔
۸	" نائڈو صاحب	۔	۱۷	" یم بی داور صاحب	۔
۹	ڈاکٹر لطیف سعید صاحب	سنہ ۱۳۲۶ ف	۱۸	" ریاض علی صاحب	۔

ڈاکٹر یم۔ بی داور کا تقرر جدید مہر سنہ ۱۳۴۳ ف میں ہوا۔ لیکن وہ بہت جلد عوام میں ہر دلعزیز ہو گئے۔ کیونکہ انتہائی احساس فرض کا ثبوت وہ دیا کرتے تھے۔ ڈاکٹر موصوف کے اکثر اپریشن دیکھنے کا مجھ کو اتفاق ہوا۔ اس لئے کہ میں تقریباً ڈیڑھ ماہ دواخانہ میں زیر علاج تھا) فیصدی (۹۵) کامیاب نظر آئے۔ مرضار دواخانہ کے ساتھ آپ کا

سہ۔ درمیانی سلسلہ نہ لسکا۔ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل صاحب انچارج مجلس کبھی تھے۔

www.taemeernews.com

سلوک بہت اچھا دیکھا گیا۔ دواخانہ کی چمن بندی بھی انہیں کی حسن توجہ کا ثبوت ہے۔ ڈاکٹر داور صاحب کے تبادلہ کی وجہ ڈاکٹر ریاض علی خاں نے سیول سرجنی کا جائزہ لیا۔ یہ بھی خوش اخلاق ہمدرد انسان ہیں۔

۱۳۴۶ف میں سیاسی قیدیوں کی وجہ نظام آباد کا جیل غیر معمولی انتظام کا طالب ہوگیا تھا۔ قیدیوں کی تعداد ہزار تک پہونچ گئی۔ بحیثیت مہتمم جیل ڈاکٹر صاحب موصوف کے حسن انتظام سے سیاسی قیدیوں کا انتظام اچھا رہا۔ باوجود اس مصروفیت کے آپ عوام کی جانب بھی ہمہ تن متوجہ رہتے ہیں۔ اور انتہائی ہمدردی سے پیش آتے ہیں۔ اسسٹنٹ سرجنوں میں ڈاکٹر خلیل۔ ڈاکٹر جٹ کر۔ ڈاکٹر دوراسوامی ڈاکٹر یم۔ یس گنیش نے نظام آباد میں انتہائی ہر دلعزیزی حاصل کی خصوصاً دو آخرالذکر ڈاکٹر دل کو جراحی میں خاص مہارت تھی۔ ان کو اب تک نظام آباد کی پبلک یاد کرتی ہے۔ لیڈی ڈاکٹر کا تقرر ۱۳۳۴ف میں ہوا۔ ۱۳۳۸ف میں مس فیا نیکا لیڈی ڈاکٹر آئیں۔ مس صاحبہ نے ایسے بہترین اخلاق وہمدردی کا نمونہ پیش کیا کہ ہر انسان آپکا گرویدہ وزیر بار احسان نظر آتا تھا۔ افسوس کہ دی ۱۳۴۴ف میں اس نوجوان خاتون کا اچانک انتقال ہوگیا۔ جس پر نظام آباد کا بچہ بچہ متاسف نظر آتا ہے۔ ۱۳۴۷ف میں مسز اطہر لیڈی سرجن یہاں پر آئیں یہ ایک مسلم خاتون ہیں۔ جو بیحد خلیق وہمدرد فرض شناس ہیں۔ پردہ کا خیال رکھتی ہیں۔ صرف فرائض کے وقت باہر نکلتی ہیں۔

www.taemeernews.com

لنگنا چپراسی ۔ بیالیس سال سے فرائض تیمارداری انجام دیتے ہوئے یہ ایک اچھا جراح ہوگیا ہے ۔ اور تمام نظام آباد اس کا گرویدہ ہے لنگنا کا ایک لڑکا امتحان ڈاکٹری میں کامیابی اور تقرر کے بعد مجنون ہوگیا ۔ دوسرا لڑکا اعلیٰ تعلیم پا رہا ہے ۔ باوجود ذات کا بھوئی ہونے کے لنگنا کے اولاد کا صاحب تعلیم ہونا اور خود لنگنا کا منکسر المزاج ۔ اطاعت گذار رہکر "ایاز قدر خود بشناس" کے مقولہ پہ کاربند رہنا ۔ قابل ذکر ضرور ہے ۔

خانگی ڈاکٹر ۔ ڈاکٹر صوبہ دار ڈاکٹر ۔ ابھنکر بھی خانگی پراکٹس کرتے ہیں ۔ اول الذکر نظام آباد میں سینیر ہیں ۔

دارالمجذومین ۔ سنہ ۱۳۱۰ ف میں بمقام کنٹسٹر نظام آباد مستقر سے ڈیڑھ میل فاصلہ پر ویل سن مشن کا قیام عمل میں آیا ۔ اور ذچیلی کی آب و ہوا کے مد نظر سنہ ۱۳۲۱ ف میں بزمانہ نواب سہراب نواز جنگ قیام دارالمجذومین کی تحریک ہوئی اور سنہ ۱۳۲۵ ف م سنہ ۱۹۱۶ عیسوی میں اس کا قیام عمل میں آیا سرکار عالی نے علاوہ بیش قرار امداد کے (۷۰) ایکر اراضی بلا قیمت و معافی محاصل میشن مذکور کو عطا فرمائی سنہ ۱۹۲۱ عیسوی میں (۵) وارڈ بیماروں کے لئے تھے ۔ اور خانگی مرضا کیلئے دو ۔ ایک بہترین عمارت دواخانہ کے لئے وسط میں ہے ۔ سرکار کی جانب سے فی مریض عسہ ماہانہ کے حساب سے ایک کثیر رقم کی امداد میشن کو ملتی ہے ۔

اس دواخانہ کی ابتداء (۱۷) بیماروں سے ہوئی تھی سنہ ۱۹۳۱ عیسوی میں (۳۶۵) تک یہ تعداد پہونچ گئی جس میں (۱۲۱) خاص نظام آباد کے

www.taemeernews.com

متوطن تھے۔ اور سنہ ۴۷ف میں (۲۹۰) مریض تھے۔ روز بروز اس میں اضافہ ہوتا جارہا ہے۔ اور منجانب سرکار و لوکلفنڈ و نیز مخیر حضرات کی جانب سے کافی امداد ادارہ کو مل رہی ہے ہندوستان کا یہ واحد دواخانہ سمجھا جاتا ہے۔

میرے خیال میں اس دواخانہ کے زیر علاج مجذومین کا ضلع ہذا کی رعایا سے میل جول بلاشبہ نظام آباد کے حق میں نہایت ہی خطرناک ثابت ہوگا۔ آئندہ نسلیں اس کا اندازہ کرینگی۔ میں نے بحیثیت رکن کمیٹی لوکلفنڈ اس مشن کی مجذوم نوازی کو انتہائی جذبہ خدمت خلق کے نظر سے دیکھکر قدر کرتے ہوئے اس متعدی مرض کے عوام میں نہ پھیلنے کی انسدادی تدابیر کے لئے برسوں آواز بلند کی ہے۔ جس کا ریکارڈ سررشتہ لوکلفنڈ میں موجود ہے میرا اعتراض سنہ ۱۸۸۱ء کی رپورٹ مردم شماری کی بنا پر تھا۔ جسمیں نظام آباد کو مرض جذام کا سب سے زیادہ متاثر مقام قرار دیا گیا ہے۔ کہ ہر (۹۲۶۹) نفوس میں جذامی (۲) تھے۔ لیکن اب اس مرض کا تناسب فی لاکھہ نفوس (۶۹) ہوگیا ہے۔ نہ معلوم آئندہ اس کا کیا حشر ہوگا ف اس مشن میں اہلیان ادارہ کی سچی اور مخلصانہ ہمدردی ایسے مریضوں کے ساتھ جسکو دنیا کے

ف۔ میری اعتراض کا ذکر اس موقع پر اس لئے ضروری خیال کیا گیا۔ کہ آئندہ آنے والی نسل مجھ پر الزام نہ دے کہ بحیثیت رکن کمیٹی میں نے عوام کی نمایندگی کا حق ادا نہیں کیا (دالاعلم سنہ ۴۳ف ملاحظہ ہو۔

www.taemeernews.com

ہر مذہب نے مردود ٹھہرایا ہے۔ بلاشبہ عیسائیوں کی انتہائی خدمت مخلوق خدا کا بہترین نمونہ ہے۔ درآں حالیکہ حکومت کے معاہدہ کے لحاظ سے ہر شخص یہاں آزادی سے اپنی مذہبی عبادت کا مجاز ہے پھر بھی عیسوی مشن کے خدمات دلوں کی گہرائی میں اپنا اثر چھوڑے بغیر نہیں رہتے ف۱

فی زمانہ حکومت کی توجہ سے برقی روشنی و واٹر ورکس و نیز وسیع رقبہ و مکانات رہائش مرضا نے یہاں خاص صورت پیدا کردی ہے اور اس کی سالانہ رپورٹ اردو میں طبع ہونے لگی ہے ف۲ ورنہ اسکی رپورٹ شائع ہی نہیں ہوتی تھی۔ ایک رپورٹ شائع ہوئی تھی، تو وہ بھی انگریزی صرف یادداشت کی صورت میں یہاں کا طریقہ علاج انجکشن کے ذریعہ ہے۔ اور ساتھ ہی ساتھ مرضا کو انتہائی صفائی

ف۱۔ ۱۳۴۳ف میں جبکہ ڈاکٹر گرین نے جلسہ سالانہ میں کہا کہ ہم تبلیغ مذہب نہیں کرتے۔ تو میں نے جواباً کہا تھا کہ اگر آپ تبلیغ نہیں کرتے تو فرائض میں کوتاہی کے مترادف ہوگا۔ کیونکہ آپکی مخلصانہ خدمت مخلوق اور انتہائی ہمدردیاں آپ کے مذہبی تبلیغ کو دل کی گہرائیوں میں جگہ دینے کی ضامن ہیں لہذا میرا اعتراض تبلیغی نقطہ نظر سے نہیں ہے۔ بلکہ تاثرات مرض کے پیش نظر حکومت کے مقابل اعتراض ہے۔

ف۲۔ یہ بھی مولف کی تحریک کا نتیجہ ہے۔ ملاحظہ ہو رودادہائے وکلفنڈ ۱۳۴۲ف و ۱۳۴۳ف۔

www.taemeernews.com

وروزانہ جسمانی ورزش کے ذریعہ چاق وچوبند رکھنے کی کوشش کیجاتی ہے۔
پہلا اور دوسرا درجہ قابل علاج سمجھا جاتا ہے۔ درجہ آخر ناقابل علاج و
غیر متعدی ہے۔ اس لئے ایسے مرضا کو نہیں لیا جاتا۔ اسی طریقہ علاج
کو ملک سرکار عالی کے تمام دواخانوں میں رائج کر دیا گیا ہے عملی تعلیم
حاصل کرنے سرکاری ڈاکٹر و طلبا یہاں آتے ہیں۔

مطب یونانی

۱۲۸۵ف میں یونانی دواخانہ کا قیام عمل میں آیا۔ اس وقت
حکیم برہان الدین صاحب کارگذار تھے۔ اس کے بعد حسب ذیل اطبا رہے

حکیم عبداللہ صاحب
" عبدالسلام صاحب
" عبدالستار صاحب ۱۳۲۱ف
" سید احمد صاحب مرحوم ۱۳۲۴ف
" محمود الرحمن خانصاحب .... ۹ شہریور ۱۳۳۶ف کو جائزہ لیا

۱۳۴۷ف میں دواخانہ یونانی کا مرجوعہ (۵۰۵ ۷۷) رہا اس سے
موجودہ طبیب کی کارگذاری و یونانی طبیب کی ہر دلعزیزی پر روشنی
پڑتی ہے۔ موجودہ دواخانہ کی عمارت دیگر اضلاع ملک سرکار عالی
میں سب سے پہلے اسی ضلع میں تعمیر ہوئی۔ یہ تعمیر حکیم حافظ
محمود الرحمن خانصاحب طبیب یونانی کی انتہائی کوشش اور مرزا
احمد بیگ صاحب میر مجلس لوکلفنڈ کے حسن توجہ کا نتیجہ ہے۔ ایک

204 www.taemeernews.com

خوشنما عمارت دواخانہ اور ایک رہائشی مکان طبیب۔ قدیم عمارت اول تعلقداری کی افتادہ زمین پر تعمیر ہوئی ہے۔ جہاں فی الوقت وائرڈ ورکس بنایا جا رہا ہے۔ اس عمارت کا افتتاح ۱۹ ہر دی ۱۳۴۵ ف بدست حکیم محمد منیر الدین صاحب صدر مہتمم طبابت شاندار طریقہ پر ہوا۔ حکیم حافظ محمود الرحمن خان طبیب یونانی۔ خوددار۔ ہمدرد مرض اچھے نباض طبیب سمجھے جاتے ہیں۔ جسکا ثبوت مرجوعہ کے اعداد سے مل سکتا ہے۔ بڑی خوبی یہ ہے کہ طامع نہیں ہیں۔

حکیم محمد ظفر خانصاحب ۔ برادرزادہ حکیم اجمل خانصاحب مرحوم ۱۳۲۵ف میں اپنے عزیز مرزا اہلیم بیگ صاحب کے ہاں ایک ہفتہ کیلئے بطور مہمان تشریف لائے تھے۔

خانگی مطب ۔ حکیم ضیا الاسلام صاحب لکھنو کے طبیب ہیں۔ آپکے والد نور الاسلام صاحب باوجود نابینا ہونے کے حاذق حکیم ہیں۔ تقریباً پانچ سال سے یہاں مطب کرتے ہیں۔

مصری اطباء

۱۳۰۰ف میں ضلع نظام آباد کے مصری اطبار کی تعداد تقریباً تین سو تھی صرف تعلقہ نظام آباد میں (۹۰) اور آرمور میں (۱۳۱) حکیم تھے۔ ۱۳۱۲ف سے حکیم سدا سیوراؤ صاحب نظام آباد کے مشہور مصری طبیب کا مطب کامیاب طریقہ پر چلتا رہا۔ منجانب لوکلفنڈ امداد بھی دیجاتی تھی۔ ۱۳۲۹ف میں حکیم صاحب کا انتقال ہوگیا۔ اس کے

www.taemeernews.com

بعد آپ کے شاگرد حکیم بھیم راؤ صاحب ۱۳۴۳ھ ف تک مصری حکمت کرتے تھے۔ صاحب موصوف کے انتقال کے بعد سے کوئی خاص مطب نہیں ہے۔ مختلف اشخاص گھروں میں خانگی علاج کرلیا کرتے تھے۔

ہومیوپیتھک

برہان الدین صاحب وکیل مرحوم کو اس سے دلچسپی تھی۔ اب آپکے فرزند وحیدالدین صاحب وکیل اس طریقہ علاج سے عوام کو فایدہ پہونچاتے ہیں۔ یہ بالکل شوقیہ مشغلہ ہے۔ اور محبوب خاں صاحب محافظ دفتر بھی اس علاج میں دلچسپی لیتے ہیں۔

زچگی خانہ ۔ موجودہ کتب خانہ کی جو عمارت ہے۔ وہاں پر ۱۹۱۱ء میں منجانب ویل سن میشن ایک زنانہ دواخانہ عوام کے چندہ سے تعمیر ہوا تھا۔ جو ۱۹۲۸ء میں بوجہ عدم گنجایش برخاست کیا گیا۔ اس سے متعلقہ زمین کو نرساگوڑ صاحب ساہو نے خریدا۔ چونکہ ملک بکر زعائے ہونے سے بیع دشری قاسد تھی۔ اس لئے نرساگوڑ صاحب نے اس قیمتی اراضی کو زچگی خانہ کے لئے وقف کردیا۔ اور اُس کی تعمیر کے لئے کثیر رقم بھی دینے کا وعدہ کیا۔ تعمیر کے آغاز کے بعد جشن سیمین کی یادگار کا خیال جب ساہو موصوف کو آیا تو جو کچھ رقم لوکل فنڈ سے تعمیر میں شریک ہوئی تھی۔ وہ واپس کردیا کر سالم عمارت کی تعمیر اپنے ذمہ لے لی۔ اور جشن سیمین کی یادگار میں عقیدت مندانہ پیش کش کردیا۔ اِس عمارت وزمین کی قیمت کا اندازہ

www.taemeernews.com

پچاس ہزار روپیہ ہے۔ اس طرح مسٹر نرسا گوڑ نے بہت ہی سستے داموں حیات جاوید کو خرید لیا۔ اس عمارت میں (۸) بستر ہیں اور یہ عمارت دواخانہ کے تفویض ہے۔ اس عمارت کا سنگ بنیاد بہمن ۱۳۴۳ف بیگم کرنل نارمن واکر ناظم طبابت نے اپنے ہاتھوں رکھا اور ۱۳۴۶ف میں اسی خاتون کے ہاتھوں اس کا افتتاح ہوا اس عمارت کی تعمیر و تکمیل مسٹر یم۔ بی داور سیول سرجن کے زمانہ میں ہوئی۔ بیگم داور جب تک یہاں رہیں۔ اپنے شوہر کے ہمراہ ہمیشہ بیماروں کی خبر گیراں رہیں۔ اس زچگی خانہ کی تعمیر میں محمد علیصاحب صفوی کی دلچسپیاں بھی شامل رہیں۔ جنہوں نے بحیثیت معتمد لوکلفنڈ زچاؤں کی کثیر تعداد کو لقمہ اجل سے بچانے کمیٹی میں تحریک پیش کی اور اس کو کامیاب بنا کر چھوڑا۔

مرکز بہبودی اطفال سب سے پہلے محمد علیصاحب صفوی معتمد لوکلفنڈ نے اس مرکز کے قیام کے لئے ۱۳۴۲ف میں توجہ کی۔ لیکن بحیثیت رکن کمیٹی بعض سے اصل سے اختلاف کیا۔ اس لئے تحریک مسترد ہوگئی۔ چونکہ یادگار جشن سیمین کے لئے میں دارالاقامہ سے بہتر کوئی یادگار کو نہیں سمجھتا تھا۔ اور اسی کے لئے بحیثیت ایک رکن جشن میں نے انتہائی کوشش فراہمی رقم کے لئے باشتراک عمل عہدہ داران مقامی کی تھی

عہ۔ جشن سیمین کو مستقل یادگاروں میں منانے کیلئے سب سے پہلی تحریک۔ جو ملک کے سامنے پیش کیگئی۔ وہ ناچیز مولف کی تھی۔ ملاحظہ ہو اخبار پیام ۱۷، صفر ۱۳۵۴ھ اور سب سے پہلے نظام آباد میں دارالاقامہ کی ضرورت کو ظاہر کیا گیا تھا۔ اور

www.taemeernews.com

اسی دارالاقامہ کی منظورہ رقم سے قاضی زین العابدین صاحب تعلقدار نے اپنے زمانہ میں اس مرکز کی ضرورت کو مقدم قرار دیا۔ مرکز بہبودی اطفال کے لئے قاضی صاحب نے راجہ صاحب سرنا ملی کی گڑھی کی افتادہ زمین (جو وسط آبادی میں ہے) حاصل فرماکر اس پر ایک خوشنما عمارت اور زنانہ کلب تعمیر کروایا۔ جس کا افتتاح بتاریخ ۲۱ر آذر ۱۳۴۷ف سر اکبر حیدری نواز جنگ بہادر صدر اعظم نے فرمایا۔ یہ مقام وسط آبادی میں ویران پڑا تھا۔ راجہ صاحب سرنا ملی نے اپنے حسن عقیدت شاہانہ کے ثبوت میں اس قیمتی زمین کو عنایت فرمایا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وسط آبادی کا منظر نہایت خوش نما ہو گیا۔ اس مقام کا انتخاب مولوی شیخ محمد صاحب وکیل ورکن کمیٹی لوکلفنڈ کا مرہون منت ہے تو اس مرکز کا قیام قاضی زین العابدین صاحب تعلقدار وقت کی خاص یادگار ہے۔

نل۔ مستقر ضلع نظام آباد کو جدید طریقہ آبرسانی سے حصول منفعت کا موقع سب سے پہلے ملا۔ کیونکہ ممالک محروسہ کے تمام اضلاع میں سب سے پہلے آہنوشی کے نل کا انتظام یہاں پر ہوا۔ یہ نل رگھوناتھ تالاب سے نکالا گیا۔ جو پہاڑی قلعہ کے دامن میں ایک مرتفع مقام پر واقع ہے اس کام کو مسٹر برزوجی انجہانی نے نظام آباد کے دو مخیر ہستیوں سے کے

(۱) اس کی ضرورت کے تحت سب کچھ کیا گیا۔ لیکن افسوس کہ اختلاف رائے کے آہنگ دارلاقامہ کی شدید ضرورت کو نظام آباد کے لئے باقی رکھا۔ اور بغلبہ اراء کرسی صدارت کی تحریک کامیاب ہو گئی۔ ملاحظہ ہو۔ روئداد ۲۱ر دی ۱۳۴۷ف۔

www.taemeernews.com

اشتراک عمل سے انجام کو پہونچایا۔ رانی جیلم جان کا بالی زمیندارہ سرنابلی نے ۱۳۰۹ ف میں ایک گراں قدر عطیہ پچیس ۲۵ ہزار کا دیا۔ اور مسٹر نرساگوڑ ساہونے بیس ۲۰ ہزار روپیہ بغرض توسیع نل ۱۳۱۲ ف میں عطا فرمایا۔ لوکل فنڈ نے (۱۷) ہزار مد محفوظ سے خرچ کرکے اسکی تعمیر کو مکمل کیا۔ بلاشبہ یہ کارنامہ ان ہر سہ ہستیوں کے نام کو صفحۂ ہستی سے نہیں مٹا سکتا۔ کیونکہ پانی پلانے کا ثواب ہر مذہب میں لامتناہی ہے۔

نہر نظام ساگر کے وجہ اس تالاب کا رقبہ کم ہو گیا۔ اور نظام آباد کی بڑھتی ہوئی ترقیوں کے تحت جدید اسکیم ڈرینج اور واٹر ورکس کی ضرورت کو محسوس کرکے مرزا محمد بیگ صاحب نے تحریک پیش کی۔ پہلے تو خیال ہوا کہ تالاب ماسانی سے پمپ کے ذریعہ واٹر ورکس قائم کیا جائے لیکن مصنف کو اصرار تھا کہ قدرتی ذرایع حاصل کرنے میں زاید خرچ بمقابلہ مصنوعی ذرایع کے کم خرچ کے زیادہ بہتر ہے مری نحیف آواز پر غور کرکے بعد منچپہ تالاب سے (جو نظام آباد سے ۹ میل فاصلہ پر ہے۔) فراہمی آب کا انتظام کیا جارہا ہے۔ منچپہ کی نشاندہی مولوی شیخ محمد صاحب وکیل نے کی تھی کیا عجب کہ قریب تر زمانہ میں جدید انتظام آبرسانی مزید سہولت آب کا باعث ہو جائے۔ فروری ۴۸ء میں سابقہ عمارت اول تعلقداری (جو بعد میں دفاتر تحصیل و بندوبست کے کام میں لائی جارہی تھی) کو توڑ کر اس مقام پر عمارت واٹر ورکس کی تعمیر ہو رہی ہے۔ اسلئے کہ یہ وسط آبادی کا بلند تر مقام ہے۔ آبرسانی

www.taemeernews.com

کیلئے سات لاکھ اور ڈرینج کے لئے تین لاکھ کے اخراجات کی بطور اندازہ منظوری ہوئی ہے۔

باب ۱۵

ٹپہ خانہ

ضلع نظام آباد کے حدود ارضی میں مستقل تعداد ٹپہ خانجات (۳۵) ہے۔ سنہ ۱۳۳۰ف میں (۳۱) تھی۔ سنہ ۱۳۴۰ف میں مزید اضافہ ہوا
سنہ ۱۳۴۱ف میں ٹپہ ٹکٹ کے فروخت کی آمدنی [illegible] ہوئی۔ ف
سنہ ۱۳۴۰ف ” ٹپہ خانہ کی جملہ آمدنی [illegible]
سنہ ۱۳۴۷ف ” ” ” ” [illegible]

تعداد ٹپہ خانہ - ضلع ہذا میں (۸۷) ٹپہ خانہ سرکار عالی ہیں۔ (اس تعداد میں ملحقہ اضلاع کریمنگر و میدک کے بھی شامل ہیں) جو صوبہ میدک و ورنگل کے مہتمان ٹپہ کی زیر نگرانی ناظر ٹپہ ضلع نظام آباد کے تحت فرائض انجام دیتے ہیں جنکی درجہ واری تعداد حسب ذیل ہے۔
ہیڈ آفس سب آفس۔ برانچ آفس مفوضہ اہلکاران سررشتہ برانچ آفس مفوضہ ایجنٹ و مدرسین۔
ہر مہتمم ٹپہ کے ماتحتی ٹپہ خانہ جات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ف - داخلہ از رپورٹ نظم ونسق ضلع بابتہ سنہ ۱۳۴۱ف

www.taemeernews.com

تفصیلی ٹپہ خاد تحت مہتمم ٹپہ صوبہ میدک

۱	نظام آباد	۱۳	بانسواڑہ	۲۶	رامکاپیٹھ	۳۹	ماسائی پیٹھ
۲	ایٹہ پلی	۱۴	بیرکور	۲۷	لیچھا پیٹھ	۴۰	یلدرتی
۳	رودرور	۱۵	دیشائی پیٹھ	۲۸	پوتاریڈی پیٹھ	۴۱	نظام ساگر
۴	چینتہ کنٹہ	۱۶	مرزاپور	۲۹	بہوم پلی	۴۲	اچم پیٹھ
۵	کلڑی	۱۷	میلارم	۳۰	کلواکنٹہ	۴۳	کلہیر
۶	موسرہ	۱۸	ڈڑکی	۳۱	کوٹ گیر	۴۴	پیٹلم
۷	نوی پیٹھ	۱۹	بمندیہ پلی	۳۲	پوتنگل	۴۵	جلرگی
۸	سرناپلی	۲۰	بودہن	۳۳	تگلے پلی	۴۶	رام پور کلاں
۹	کمیال	۲۱	راما یم پیٹھ	۳۴	مرزاپلی	۴۷	کورنکلی خورد
۱۰	دودھ گاؤں	۲۲	اکنا پیٹھ	۳۵	چندم پیٹھ	۴۸	بنولہ
۱۱	بالکنٹہ	۲۳	دوباک	۳۶	سورارم	۴۹	کارخانہ شکر بودہن
۱۲	رنجل	۲۴	تماپور	۳۷	منگل پرتی		
		۲۵	مرددڑی	۳۸	وڈیارم		

تفصیل ٹپہ خانہ جات تحت مہتمم ٹپہ صوبہ ورنگل۔

(۱) اندلوائی (۲) وردھنی (۳) سرکنڈہ (۴) آرمور (۵) بھکنور (۶) بی بی پیٹھ (۷) ددم کنڈہ (۸) ملاریڈی (۹) ڈچپلی (۱۰) بھیگل (۱۱) جکران پلی (۱۲) ارگل (۱۳) دلیپور (۱۴) بالم (۱۵) یرگٹلہ (۱۶) لنگا پور (۱۷) موڑتاڑ (۱۸) چوٹ پلی (۱۹) کمرپلی (۲۰) ددنکل (۲۱) بڑگل (۲۲) کلی کوٹ (۲۳) نر کہوڑہ (۲۴) کاماریڈی (۲۵) گمبی راؤ پیٹھ (۲۶) لنگم پیٹھ

211 www.taemeernews.com

(۳۱) کشن داس پیٹھ (۳۲) گندھاری (۳۳) راما ریڈی (۳۴)
اڈلور (۳۵) سداسیونگر (۳۶) گندویٹ (۳۷) پونگل (۳۸) متابا۔

www.taemeernews.com

حصہ پنجم متفرقات

باب ۱۶

معابد و مقابر

رپورٹ ۱۲۸۱ف کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ضلع ہذا میں اُس وقت (۱۰۲۴) مساجد اور (۵۳۹) مقادر۔ اور (۲۱) منٹھ جملہ (۱۵۸۴) معابد تھے۔ ف

۱۳۴۷ف میں ایسے معابد جن کو سرکار نے معاش عطا کی ہے (۱۷۸۲) کی تعداد ہے جسمیں مساجد کی تعداد ۱/۸ دیولوں کے مقابل ہے اور بلا معاش معابد (۲۶۱) ہیں۔ اس طرح جملہ تعداد معابد و مساجد وغیرہ (۲۰۴۳) ہے۔ بمقابلہ مساجد کے مناد میں اضافہ ہو گیا ہے اور مساجد ویران و شہید ہو گئے اس لئے اُنکی تعداد میں کمی واقع ہو گئی ہے ضلع ہذا میں جاترا اور اعراس کی تعداد (۶۱) ہے۔ تختہ ذیل میں صرف اُن جاترا اور اعراس کی تفصیل بتلائی جاتی ہے۔ جس میں ایک ہزار سے زاید مجمع ہوتا ہے۔

ف۔ یہ تعداد نو تعلقات کی ہے۔ پانچ تعلقات میں مزید اضافہ سلطنت آصفیہ کی رواداری کا بین ثبوت ہے۔

تختہ جاترا

نام تعلقہ	نام موضع	نام جاترا	تاریخ جاترا
نظام آباد	نظام آباد	جھنڈا بالاجی	یکم بہادون تا ۱۵ بہادون
〃	کنیٹشر	نیل کنٹھ سوامی	۱۲ پوس لگہ
آرمور	موڑتاڑ	سری وینکٹیشور سوامی	یکم پہاگن
〃	بھیگل	سری نرسیوا سوامی	پونم کارتک
〃	〃	〃	سلگی [illegible] 〃 دیپاگہ سد
〃	کشٹاپور	راما سوامی	سہراگہہ سدی
کاماریڈی	راماریڈی	راما سوامی	۳ جیٹھ بدی تا ۱۳ جیٹھ بدی

نام تعلقہ	نام موضع	نام جاترا	تاریخ جاترا
بودھن	جانکم پیٹھ	نرسیوا سوامی	پونم ماگہہ سدی
〃	کندکرتی	رام نومی	چیتر سدی
〃	گور	〃	〃
بانسواڑہ	تماگر	الم پربھو	۱۴ پوس سدی
〃	گودار سکلاں	سری ماروتی	۳ پہاگن
〃	بانسواڑہ	پتیال سوامی	پونم جیٹھ

تختہ اعراس

نام تعلقہ	مقام	نام عرس	تاریخ
نظام آباد	کنیٹشر	کمال شاہ بیابانی قدس سرہٗ	۱۹ ر جمادی الاول
〃	تیجا پور جاگیر	حضرت مخدوم عطار اللہ قدس سرہٗ	۲۹ ر شوال
آرمور	قلعہ	سید شاہ امان اللہ حسینی قدس سرہٗ	۱۷ ر جمادی الاول
〃	بالکنڈہ	سید شاہ ملتانی بادشاہ قدس سرہٗ	۲۶ ر شعبان
بودھن	بابا پور	سید شاہ بابا منظر بدال قدس سرہٗ	۱۳ ر رجب
〃	بودھن	سید جمال شاہ بخاری قدس سرہٗ	۱۵ ر صفر
	جلال پور	بڑا پہاڑ	

www.taemeernews.com

ان جاترا اور اعراس کے علاوہ چھوٹے عرس و جاترا بہت سے ہوتے ہیں جو فی الوقت ناقابل ذکر ہیں۔

مساجد مستقر

مسجد کوٹ۔ اندرون احاطہ کوٹ ایک مسجد سنگ بستہ شکستہ ہے۔ قراین سے پتہ چلتا ہے کہ یہ مسجد نظام آباد کی سب سے قدیم مسلم عبادت گاہ ہے۔ کیونکہ سید محمدؒ شہید قدس سرہٗ کا مزار قدیم ہے اور میری تحقیق میں ملک کافور کا زمانہ اُن کی شہادت کا معلوم ہو رہا ہے۔ اسی لحاظ سے اِس مسجد کو میں سب سے قدیم قرار دیتا ہوں۔

جامع مسجد۔ یہ ایک قدیم عمارت ہے۔ اسناد الغامی غوث الدین و ضیاء الدین فیض منتخب نشان ~~۱۲۹۶~~ ۱۳۴۱ ف کے دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ ۱۰۵۲ھ میں یہ مسجد تیار تھی۔ کیونکہ ایک سند شاہ جہاں نے بربنا سفارش شاہ زادہ عالمگیر بانگ و صلواۃ کے لئے انعام در وجہ مدد معاش بنام ملا علی عطار فرمائی ہے (سند کو مولف نے انعامدار موصوف کے خاندان سے لیکر بچشم خود دیکھا ہے) ملا علی کے پیشتر ملا فاضل کے نام اِس انعام کا بحال رہنا۔ اِسی سند سے ظاہر ہوتا ہے۔ اِس سند پر مراد بخش ابن شہاب الدین کی مہر ثبت ہے معلوم ہوتا ہے کہ اِس قدیم عمارت کے شکست ہونے کے بعد ۱۳۱۴ ف میں اِس کی چھت تعمیر ہوئی۔ اور ۱۳۱۸ ف میں مقامی مسلمانوں کے چندہ سے اِس کی توسیع کی گئی جسمیں شیخ محمد صاحب وکیل و دہوندے خانصاحب وغیرہ مقامی گتہ داروں نے کافی حصہ لیا۔ مولوی محمد اکبر صاحب پیش امام

www.taemeernews.com

جامع مسجد نے ۱۳۴۷؁ف میں ایک ملحقہ زمین کو نظام آباد کے مخیر حضرات کی امداد سے خرید کر اس کو مزید وسعت دی۔ مولوی محمد عثمان صاحب پیش امام جامع مسجد کی انتھک کوششوں سے اس زمین پر دارالاقامہ کی عمارت تعمیر ہو رہی ہے۔ جس میں چوبی کام خود دارالاقامہ کے لڑکوں کے ہاتھوں ہوا ہے۔ اس عمارت کو غور سے دیکھا جائے تو مسلم فاتحوں کی رواداری کا انتہائی ثبوت ملتا ہے کہ مسجد کے عقب میں ایک قدیم دیول موجود ہے۔ درمیان میں صرف ایک چھوٹا سا راستہ ہے۔ ہر ملت اپنے معابد میں فریضہ عبادت آزادی سے ادا کرتی ہے۔ اگر مسلم فاتح دراصل متعصب ہوتے تو یہ صورت ہرگز نہ ہوتی اس مادی شہادت سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ہندوؤں نے مسلمانوں کی حکومت کو اس قدر اطمینان کی نظروں سے دیکھا اور ان کی رواداری پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے خدا کی عبادت گاہ بنانے میں کوئی اعتراض نہیں کیا اور مسلمانوں نے باوجود فاتح ہونے کے مفتوح کی عبادت گاہ کو باقی رکھکر اپنی بے تعصبی کا ثبوت دیا۔ جس کی ہزاروں مثالیں ہندوستان کے طول و عرض میں مل سکتی ہیں۔ یہ تعصب کے قصے تو "باہمی پھوٹ ڈالو۔ اور حکومت کرو" اصول کے تحت ہیں۔ عبرت حاصل کرواے عقلمندو۔ جامع مسجد میں بتاریخ ۱۴ ار دی ۱۳۴۴؁ف روز جمعہ حضرت والاشان ولی عہد بہادر نے نماز جمعہ ادا کی۔ یہ عجیب سما تھا جب کہ والاشان بارگاہ رب العزت سبحانہ تعالےٰ میں سربسجود دعا مانگ رہے تھے۔ اُسی طرح جیسے کہ ایک غلام اپنے مالک سے مانگتا ہے۔

www.taemeernews.com

بعد فراغت فریضہ جمعہ منجانب مسلمانان نظام آباد عقیدت کے پھول پیش کرنے کی عزت اس ناچیز مصنف نے حاصل کی۔ اور بعد شرف قبولیت نذر عقیدت حضرت والا شان ولی عہد دکن و سپہ سالار آصفی کے ساتھ وفاداری و جانثاری کا عہد کرتے ہوئے اپنے شاہ ذی جاہ خلد اللہ ملکہٗ اور خانوادہ آصفی کیلئے بارگاہ رب العزت میں دست بدعا ہوا۔ دوران تقریر میں تقریباً پاؤ گھنٹہ حضرت والا شان بہادر تلوار پر سہارا لئے ہوئے دست بدعا رہے تھے۔ اس عمل سے مسلمان نظام آباد کے قلوب مسخر ہو رہے تھے۔ اس مسجد کو اسوقت تو کوئی معاش نہیں ہے۔ ۱۳۳۰ھ ف سے جدید اسکیم کی تحت ایک عالم پیش امام مواجبی (عے) + عے) مقرر ہوئے جس پر سب سے پہلے مولوی محمد موسیٰ صاحب فارغ التحصیل دیوبند کا تقرر ہوا تھا۔ اس کے پہلے عبدالعزیز صاحب مواجبی عے پیش امام تھے اور ۱۳۱۷ف میں عبدالکریم بیگ مواجبی (عے) پیش امام مقرر تھے۔ کہا جاتا ہے کہ اس مسجد کو کثیر معاش تھی۔ جس کو مدد معاش قرار دیکر غصب کرلیا گیا۔ جب کہ یہ قدیم مسجد ہے تو اس کو معاش کا نہ ہونا قرین قیاس بھی نہیں بیرون کمپونڈ مسجد سے ملی ہوئی جو مزار ہے وہ داد دباد شاہ مجذوب قدس سرہ کی ہے۔ جنکا انتقال ۱۲۱۶ھ ف میں ہوا اس مزار کو گادی بیچھیا ساہو نے تعمیر کرایا جو آپ کا بے حد معتقد تھا۔

مسجد کمان گڑھی یہ ایک تاریخی مسجد ہے اسکی صرف دیواریں کھڑی تھیں۔ بانگ صلوٰۃ کا ذکر ہی نہ تھا۔ ۱۳۴۲ھ ف میں عبدالرحمان صاحب

www.taemeernews.com

فرزند بسم اللہ شاہ مرحوم کی انتہائی کا وشتوں رات دن یکا دوکا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک خوشنما مسجد قدیم دیوار دں پر کھڑی ہو گئی۔ صاحب موصوف نے تیاری مسجد کے بعد معاش کے لئے بھی مختلف کاروائیاں کیں۔ اس مسجد کا مجدد عبدالرحمن صاحب ہی کو کھا جاسکتا ہے جو کتبہ محراب پر نصب تھا۔ وہ بالکل چھیل دیا گیا ہے۔ اس لئے پڑھا نہیں جاتا۔

مسجد کوثر علی اس کی تاریخ تعمیر ۱۱۴۴ھ ہے۔ اسکو قاضی شیخ محی الدین عرف حاجی میراں ولد قاضی محمد محسن صاحب نے تعمیر کیا اور قاضی محمد جعفر ابن قاضی محمد محسن نے اس کی ترمیم کی اور اس میں شاندار حوض بنایا جو بعد میں باولی بن گئی اور بالآخر ۱۳۳۲ف میں بند کردیا گیا۔ اس کے اسناد متولی مسجد محمد علی صاحب العامدار کے قبضہ میں ہیں۔ کوثر علی صاحب ملازم سرکار تھے اُن سے اِس مسجد کی خدمت کا تعلق تھا۔ اس لئے وہ اُن کے نام سے موسوم ہو گئی۔ اور آج تک موسوم ہے۔

مسجد گنج۔ اس کو کچھیوں کی مسجد بھی کہتے ہیں۔ ۱۳۲۷ف میں مسلم تاجران گنج نے اِس مسجد کا سنگ بنیاد نواب فضیلت جنگ مرحوم و حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب کے ہاتھوں رکھوایا۔ اور نہایت شاندار مسجد تعمیر کی۔ اِس تعمیر میں حاجی ولی محمد دکا کا آدم جی۔ اور حسین بھائی صاحبان تاجران گنج نے خاص طور پر حصہ لیا۔

مسجد اسٹیشن۔ سید احمد اللہ صاحب المخاطب احمد نواز جنگ تعلقدار وقت نے ۱۳۲۹ف میں اس کے لئے تحریک کی۔ جس کی منظوری

سنہ ۱۳۲۱ف میں آئی۔ سید احمد صاحب قادری المخاطب احمد یار جنگ تعلقدار نے اس کا سنگ بنیاد رکھا۔ اور مسٹر گوبند نائک تعلقدار وقت نے دلچسپی لیکر اس کو مکمل کروایا۔ نواب تقی یار جنگ مرحوم کے زمانہ میں مسجد مکمل ہو گئی۔ اور سنہ ۱۳۳۳ف سے بانگ وصلواۃ کا آغاز ہوا۔

مسجد قلعہ۔ سید شاہ پیران صاحب مہتمم مجلس کے حسن سعی کا عملی نتیجہ سنہ ۱۳۲۰ف میں بصورت تعمیر پختہ ظاہر ہوا۔ اس کے پہلے یہاں پر ایک ۱۳۲۹ سفال پوش مسجد تھی۔

مسجد اوپر ٹیکڑی۔ یہ مسجد دابہ کی تنگ تھی۔ حمید الدین صاحب و میر ولایت علیصاحب العامدار و عبدالرحمن صاحب کے انتھک کوشش نے اس کو بامداد سرکار و بامداد مخیر حضرات سنہ ۱۳۴۴ف میں مکمل کر دیا جو ایک پختہ وخوشنما عمارت کی صورت میں آج نظر آتی ہے۔

مسجد دہاروگلی۔ یہاں پر علم استادہ ہوا کرتا تھا۔ لال محمد صاحب مرحوم نے عبدالرحمن صاحب وکیل کی سرپرستی میں مسلمانان محلہ کی امداد سے سنہ ۱۳۴۰ف میں اس کو عبادت گاہ معبود حقیقی بنا دیا جہاں پر روزانہ مولوی حامد حسین صاحب درس تفسیر دیا کرتے ہیں۔

مسجد ہتا کی۔ پہلے سفال پوش تھی۔ عزیز علی شاہ صاحب مرحوم کی آمد کے بعد اس کی تعمیر وتوسیع ہوئی۔ سنہ ۱۳۴۶ف میں شاہ صاحب کی حسن توجہ سے پختہ عمارت کی صورت اختیار کرلی۔

مسجد محلہ اسلامیہ۔ یہ بھی ایک سفال پوش مسجد تھی۔ اہلیان محلہ کی حسن توجہ سے سنہ ۱۳۴۴ف میں بلند کر دی گئی۔

www.taemeernews.com

شہید شدہ مساجد محلہ کوٹ میں ایک مسجد اور جانب مغرب (مشرق) بیرون کوٹ پتھر کی مسجد اور مقبرہ محمد محسن مرحوم میں ایک مسجد شہید ہو چکے ہیں۔

جامع مسجد کاماریڈی۔ یہ جامع مسجد نہایت شاندار اور بلند ترین زینہ پر بنائی گئی ہے اس ضلع میں ایسی بلند زینہ مسجد کوئی نظر نہیں آتی۔

جامع مسجد آرمور۔ بالکل ہی مختصر نا قابل ذکر۔

جامع مسجد بودھن۔ یہ قدیم عمارت سابق میں دیول تھی۔ سنہ ۹۰ھ شاہ تغلق کے زمانہ میں مسجد بن گئی پہلے بھی عبادتگاہ تھی بعد بھی عبادتگاہ رہی لیکن افسوس کہ فی زمانہ یہ عبرت گاہ آثار قدیمہ ہے۔ جس کی تفصیل باب دوم میں ملاحظہ ہو سکتی ہے۔

مسجد عثمانیہ بودھن (جامع مسجد)۔ وسط آبادی قدیم میں ایک وسیع رقبہ پر ۱۳۰۱ف میں زیر تعمیر ہوئی ہے جہاں فی زمانہ نماز جمعہ ہوا کرتی ہے۔

قدیم مساجد۔ مسجد عالمگیر۔ و مسجد مشایخان یہ دونوں قدیم مساجد ہیں۔

عیدگاہ۔ قدیم عمارت مختصر سی تھی سنہ ۱۳۱۵ف میں غلام محی الدین صاحب راما یم پیٹھ نے تقریباً ایک ہزار چندہ دیا تھا مابقی سرکار نے اس طرح تین ہزار بمد امانت محفوظ تھے۔ کیونکہ قدیم عیدگاہ کے اطراف قبور کی کثرت ہو چکی تھی۔ اور توسیع آبادی کی وجہ عیدگاہ اندرون شہر واقع ہو گئی تھی۔ لیکن مقام کے انتخاب میں اختلاف تھا اس لئے تعمیر ملتوی رہی بالآخر بزمانہ نواب تقی یار جنگ بہادر مرحوم تعلقدار وقت حکیم سید احمد صاحب طبیب یونانی و شیخ محمد صاحب وکیل کی حسن سعی سے سنہ ۱۳۲۲ف میں موجودہ عیدگاہ کی توسیع کردی گئی لیکن نظام آباد کی بڑھتی ہوئی آبادی کے لئے یہ بھی غیر مکتفی ہے سنہ ۱۳۲۵ف میں مصنف نے حیات جاوید حاصل کرنیکا نسخہ خواجہ محی الدین صاحب

انسپکٹر صفائی و غفار شریف صاحب داروغہ صفائی کو تبلایا۔ جس پر فوری توجہ کیجا کر سایہ دار درخت لگادے گئے۔ جو مستقبل قریب میں تمام عیدگاہ کو سایہ دار بنا دینگے۔ عیگاہ کے خطابت کیلئے کریم الدین خطیب کے خاندان میں معاش بحال و جاری ہے

مقابر

قبرستان۔ نظام آباد میں یوں تو مختلف مقامات و اسمات میں قبرستان ہیں لیکن قدیم و وسیع قبرستان عیدگاہ کا ہے۔ اس قبرستان کو ۱۳۱۶ف میں بند کردیا جا کر قلعہ کے خالی حصہ میں ایک وسیع رقبہ تدفین کے لئے مختص کردیا گیا تھا۔ لیکن گنجائش قربت شہر کے مد نظر ابھی سلسلہ تدفین قدیم قبرستان میں جاری ہے۔ قبرستان محصور نہ ہونے کی وجہ سے مسلمانوں نے جیل سینڈ سے اس کو محصورہ کرلیا تھا لیکن آب و ہوا کے خرابی و تکلیف کے خیال سے مرزا محمد بیگ صاحب مہتمم قاطع جیل سینڈ سے اس کو فنا کردیا۔ اور ساتھ ہی حصار کے لئے تحریک کی۔ مولوی علی الدین احمد صاحب ناظم امور مذہبی نے بہمن ۱۳۴۶ف میں بوقت دورہ اسکی منظوری لطف فرمائی۔ اور قاضی زین العابدین صاحب تعلقدار نے اس کی تعمیر کا کام ایک کمیٹی کے ذمہ فرمادیا۔ محمد یوسف علی صاحب صیغہ دار ضلع کی انتہائی کفایت شعاری و حسن تدبیر سے ۱۳۴۷ف میں یہ کمپونڈ بجائے ڈھائی تین ہزار کے ایکہزار روپیہ میں مکمل ہوگیا۔

سید محمد شہید قدس سرہٗ۔ آپ شہداء کے درجہ میں شمار کئے جاتے ہیں قدیم حصار کوٹ نظام آباد کے شمالی باب الداخلہ پر ایک مزار ہے۔

آپ کا سلسلہ رفاعیہ کہا جاتا ہے۔ افسوس ہے کہ آپکی تاریخ شہادت کا پتہ نہ ملا لیکن نظام آباد کے تمام مزاروں میں آپ کا زمانہ قدیم کہا جاتا ہے[1]۔ چنانچہ ۱۲۵۰ھ کی ایک سند سے پتہ چلتا ہے کہ سید میران کے نام حمید خان کے حکم سے سید محمد شہید و قریش محمد خان شہید کے روضتین کی خدمت کیلئے معاش بحال ہوئی ہے۔ غوث الدین وضیاء الدین کے خاندان میں اس مزار کے عود و گل کا انعام بحال ہے۔ جس کا منتخب نشان ۱۲۹۶ ف ہے۔ اس خاندان کے جانشیں لطف الدین ولد غوث الدین داماد ضیاء الدین اس وقت موجود ہیں۔

سید شاہ امان اللہ حسینی قدس سرہٗ - آپ کا مزار قلعہ نظام آباد کے شمال مغرب گوشہ میں ایک پہاڑی پر واقع ہے۔ پہلے کوئی گنبد نہ تھا صرف حصار تھا۔ ۱۳۴۵ ف میں مسٹر نرسا گوڑ نے اپنی حسن عقیدت سے گنبد تعمیر کروادیا تاریخ حسینی محترم جلال شاہ صاحب سجادہ مزار نے فارسی میں لکھی ہے جس کا قلمی نسخہ محررہ ۱۳۴۹ھ میں نے دیکھا ہے۔ اس تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ صاحب مزار، سید شاہ اسحاق قدس سرہٗ کے فرزند ہیں آپ ۱۰۸۹ھ میں بمقام دہلی پیدا ہوئے۔ اپنے والد سے بارہ سالہ عمر میں خلافت حاصل کی اور ۱۱۵۰ھ میں نظام آباد براہ کرنول تشریف لائے۔ تعمیر دیول حلقہ رگھوناتھ داس کا زمانہ اور آپ کا زمانہ قریب قریب کہا جاتا ہے۔ آپ کا سلسلہ حضرت سید عبدالقادر جیلانی رح

---

[1] کیا عجیب کہ ملک کافور ۷۰۹ھ میں جب اندور کو فتح کیا تو اسی وقت آپ کی شہادت بھی ہوئی ہو۔ کیونکہ مسلمانوں کا پہلا قدم اسی زمانہ میں سرزمین اندور پر نقش ہونا ہماری تحقیق سے ظاہر ہے۔ (مصنف)

سے ملتا ہے موجودہ سجادہ نشین آپکی ساتویں پشت میں ہیں۔

سید افضل شاہ بیابانی قدس سرہٗ۔ آپ کا مزار کنڈشٹر میں ایک چھوٹی سی پہاڑی پر ہے۔ اس مزار کی عمارت بھی مسٹر نرساگوڑ نے سن ۱۳۵۱ھ میں بنوادی ہے۔ آپ کا سلسلہ چشتیہ کہا جاتا ہے۔

شاہ کمال بیابانی قدس سرہٗ۔ آپ کا مزار کنڈشٹر میں واقع ہے اِس مقام پر مذاہب ہنود۔ اسلام۔ عیسائی کے معابد قریب قریب ہیں جس سے ملک دکن کی رواداری کا پتہ چلتا ہے۔ آپ کا زمانہ سنہ ۱۲۳۹ھ کا کہا جاتا ہے۔ سنہ ۱۲۴۲ھ میں آپ واصل بحق ہوئے۔ سنہ ۱۲۴۳ھ میں ایک برہمن نے آپ کا مقبرہ تعمیر کیا۔ آپ کا سلسلہ چشتیہ نظامیہ سے ہے آپکے عرس کیلئے جاگیر بورگاؤں دار و صادر وغیرہ کیلئے سنہ ۱۲۵۶ھ میں آپ کے سجادہ نشین حضرت نور شاہ قدس سرہٗ کو عطا ہوئی آپ کے بعد خورشید علی شاہ قدس سرہٗ سجادہ نشین ہوئے محترم منصور علیشاہ سنہ ۱۳۴۷ھ ف میں سجادہ نشین ہوئے۔ سالانہ عرس ہوتا ہے۔ کاش عرس و دار و صادر کے مصارف سے طالب العلم طلباء کے لئے جو حصول تعلیم کیلئے مواضعات و تعلقات سے نظام آباد آتے ہیں۔ اِس مقام پر ایک دار الاقامہ قائم کر دیا جاتا۔ تو شل ہر دو مذاہب کے دار الاقاموں کے مسلم طلباء کے لئے بھی سہولت ہو جاتی۔ اور پیشہ ور فقراء کیلئے عرس کے رسومات پر جو روپیہ صرف ہوتا ہے۔ اِس لیے معنیٰ ایصال ثواب کے بجائے صاحب مزار کو مسلم طلباء کی تعلیم سے ثواب جاریہ حاصل ہو

سید بابا شاہ منتظر قدس سرہٗ بھیگل کے قریب یہ مزار ہے کہا جاتا ہے کہ

www.taemeernews.com

محمود بہمنی کے زمانہ میں عمارت کو پختہ کیا گیا ہے۔ عود وگل کیلئے بابا پور جاگیر بحال تھی۔ جو شریک خالصہ کرلیا گیا سالانہ سات سو روپیہ کے معمولات خدام کے نام ہیں عرس زیر نگرانی تحصیل ہوتا ہے منقرا اس مقام کا احترام بہت کچھ کرتے ہیں۔ اور اپنی اصطلاح میں "یادگیلان" اس مقام کو کہتے ہیں

خواجہ مخدوم عطاء اللہ قدس سرہ۔ شیخا پور فرخ آباد اسٹیشن سے پانچ میل پر واقع ہے تقریباً تین سو سال کا زمانہ آپ کا ہے۔ آپ کا سلسلہ خاندان چشتیہ سے ملتا ہے۔ ایک جاگیر شیخا پور تقریباً تین ہزار زر عرس کے لئے مقرر ہے۔ اس خاندان میں شاہ نصیر الدین و محمد امین الدین وشاہ سعید الدین تابعض جاگیر و سجادہ نشین ہیں۔

سلسلہ مہدویہ — حضرت سید علی صاحب قدس سرہ بمقام موضع مدک پلی مدفون ہیں۔ جو نظام آباد سے سات میل کے فاصلہ پر ہے جہاں پختہ سڑک اور ریلوے موٹر بس روزانہ جاتی ہے اور حضرت سید نور محمد صاحب قدس سرہ بمقام منچیہ تالاب کے جانب جنوب مدفون ہیں۔ یہاں بھی عمدہ سڑک اور ریلوے بس روزانہ جاتی ہے۔

ہر دو حضرات سلسلہ مہدویہ کے قابل احترام بزرگ ہیں۔ اکثر مہدوی حضرات اس مقام پر زیارت کیلئے آیا کرتے ہیں۔

شنا بی بی قدس سرہا۔ اعظم رود مستقر نظام آباد کے جانب مشرق وسط بازار میں ایک گنبد ہے۔ یہ گنبد اور عیدگاہ کی گنبد ہر دو میں اناث کے تعویذ کے نشان میں نے دیکھے ہیں (اگر میرا حافظہ غلطی پر نہیں ہے) سنہ ۱۳۳۰ ف میں کسی نے عیدگاہ کے گنبد سے زنانہ تعویذ نکالکر مردانہ تعویذ رکھدیا۔

www.taemeernews.com

اس کی نسبت میں نے بزمانہ صیغہ دار مذہبی ایک رپورٹ بھی لکھی ہے
بہر حال ان ہر دو گنبدوں کو میں نولکھا خاندان کے سمجھتا ہوں۔ بازار کی
موقوعہ گنبد میں ایک قبر کی جگہ بھی خالی موجود ہے۔ جس سے میرے بیان
کا ثبوت ملتا ہے۔ (مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو باب دوم سنہ ۱۳۲۰ھ
تاریخ نزول و باب تجارت) اس سلسلہ میں احمد الدین صاحب لعادار
موجود اور قابض معاش ہیں۔

منادر مستقر

دیول کنٹیشور۔ اس دیول میں شنکر جی کا لنگ ہے جو نیل کنٹھ لیشور کے
نام سے موسوم ہے۔ یہ قدیم دیول کی عمارت مختصر ہے کمپونڈ کے ساتھ تھی
سنہ ۱۳۳۲ ف میں مسٹر نرساگوڑ نے حسب ... کے صرفہ سے اس کے ملحقہ عمارات
و کمپونڈ تیار کیا یہاں بھی شاندار جاترا ہوا کرتی ہے۔

دیول سارنگ پور۔ یہ دیول صحرائی مقام پر غیر آباد تھی بسنہ ۱۳۳۴ ف میں
نرساگور صاحب نے تمام متعلقہ عمارات کو دس بارہ ہزار خرچ کر کے بنوا دیا۔
مشہور ہے کہ اس مندر میں ہنومان جی کی مورتی کو رام داس مہاراج نے
اپنے ہاتھوں بٹھلایا ہے۔ اور رام مٹھ کا تعلق اس سے ہے۔ رام مٹھ
کے تمام گرو مہاراجوں کی سمادھین یہاں پر ہیں۔ (دیکھو واقعات رام مندر)

دیول شنبوگڑی۔ یہ ایک قدیم مندر کس میرسی کے عالم میں تھا جس
میں شنکر جی کا لنگ ہے۔ جس کو سنہ ۱۳۳۹ ف میں نرساگوڑ صاحب نے صرف
جو بیلہ کے صرفہ سے محصور کر کے خوبصورت بنا دیا۔ اس دیول کے بازو
وہ ایک دھرم سال بنانا چاہتے تھے۔ چونکہ محلہ کے مسلمانوں کا قبرستان اس سے

www.taemeernews.com

ملحق تھا۔ اس لئے عذرداری کی اور تصفیہ ہوا کہ قبرستان کو محصور کردینے کے بعد اپنے اعتراض کو اٹھا لیا جائے۔ جس پر نرساگوڑ نے (صما) کی لاگت سے کمپونڈ بنا دیا۔ اس کے بعد بھی جب عام مسلمانوں کو دہرم سالہ کی تعمیر پر اعتراض رہا تو آپ نے اس عمارت کو مدرسہ نسواں کے لئے بیادگار جشن سیمین وقف کر دیا۔

سنتاچاری کا مٹھ۔ جامع مسجد کے عقب میں ایک قدیم مندر ہے جسمیں دتاتری مہاراج کی مورتی ہے۔ یہاں پر سالانہ اچھاد ہوتا ہے۔ اس مٹھ کے بانی سنتاچاری تھے۔ اس مٹھ کو سرکار سے کافی معاش ہے۔ مورتی مادہوا چاری دنا گاری جد سنتاچاری نے بٹھلایا تھا۔ اس وقت سنتاچاری عرف تاتاچاری مہنت ہیں۔

رام مندر۔ یہ بھی نظام آباد کا ایک قدیم مندر ہے! اسکا زمانہ تین سو سال کا کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ سمرتھ رام داس سوامی کی پیدائش سنہ ۱۵۳۰ م سنہ ۱۶۰۸ء بمقام موضع جام تعلقہ عنبر ضلع اورنگ آباد گوداوری کے کنارے ہوئی۔ جب کہ داس موصوف نے علم حاصل کرلیا تو ان کی والدہ نے بلوایا آپ دوران سفر میں بمقام سارنگ پور ٹھیرے اُس وقت امساک باران کی وجہ برہمن پوجا پاٹ کر رہے تھے۔ داس موصوف نے سارنگ پور میں ہنومان جی کی مورتی کو بٹھلایا۔ اور پوجا کی جس کی وجہ بارش ہوئی۔ اندور کے تمام لوگ آپ کے پاس پہونچکر آپ کو لائے۔ اور موجودہ مندر کے مقام پر آپ کو ٹھہرایا۔ یہاں پر آپ نے مندر کی تعمیر کے بعد رام کی مورتی کو بٹھلا کر اپنے چیلے ادہو سوامی کو مقرر کیا۔ یہ زمانہ سنہ ۱۵۶۹ ام سنہ ۱۶۴۷ء

226 www.taemeernews.com

کا کہا جاتا ہے یہ اس کے بعد سے مسلسل اس مٹھ پر بارہ مہنت گدی نشیں ہوئے۔ موجودہ مہنت سری سمرتھ داس ہیں۔ جب رام سوامی کا انتقال تیر ۱۳۴۰ف میں ہوا۔ تو انتظامات زیر نگرانی سرکار لیے گئے۔ بعد میں بر ہمنان نظام آباد نے بورگاؤں علاقہ بمبئی کے گیشوا سوامی سمرتھ داس کا انتخاب کر کے گدی نشیں کیا اور صدمہ منظوری حاصل کی۔ کیونکہ قدیم رواج یہاں کا یہ ہی ہے۔ کہ نامزدہ مہنت کا انتخاب بحیثیت چیلہ کیا جا کر سرکار سے منظوری لیجاتی ہے۔ بعد منظوری وہ تمام انتظامات و انعامات پر قابض و متصرف ہو جاتا ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ مہنت برہما چاری (یعنی بلا شادی شدہ) ہو۔ کہا جاتا ہے کہ اس مندر میں قدیم زمانہ کا خزانہ تھا۔ جس کے متعلق سینہ بسینہ روایات چلے آتے ہیں لیکن اسوقت وہ لاپتہ ہو گیا ہے۔ تغلب کے زمانہ کا تعین نہیں کیا جاتا کہ کس زمانہ میں وہ برباد ہو گیا ہے موجودہ مہنت صاحب روشن خیال تعلیم یافتہ ہیں قدیم طریقوں کو جو بے معنی رسم و رواج کے تحت تھے۔ آپ نے مسدود کر دیا۔ اس پر عوام میں کچھ ناراضی پھیل گئی اس مندر کو (۲۸) مواضعات میں انعام ہے نیز ضلع ناندیڑ کے مواضعات میں بھی معاش بحال ہے جس کا محاصل تقریباً دو ہزار سالانہ ہے۔ اس کے علاوہ سالانہ (مالعہ) نقدی بھی ملا کرتا ہے رام نومی کا سالانہ اچھاؤ نو دس روز بڑے شاندار طریقہ سے کیا جاتا ہے اس مندر کے صحن میں ایک شاندار ٹین کا شیڈ ۱۳۴۲ف میں بنایا گیا۔

سے۔ تاریخ رام داس سوامی بزبان مرہٹی۔

www.taemeernews.com

کی لاگت سے تیار ہوا جس میں تاتیا صاحب رنجل نے ا ء مالہ رر کا سامان دیا۔ و نیز چند پختہ حصہ عمارت ضروریات بود و باش کیلئے بھی بنائے گئے ہیں۔

بالاجی کا مندر۔ یہاں پر بالاجی کی مورتی ہے۔ جس کے پوجاری کشنماچاری ولد نرسہوان چاری ہیں۔ اس کو بھی (مار) سالانہ کی معاش ہے۔ مندر کی عمارت بہت ہی وسیع و شاندار ہے۔ اِن کا زمانہ بھی ڈھائی تین سو سال کا کہا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کو نکوجی گوسائیں نے بنایا تھا۔

دہرم سالہ گنج۔ بزمانہ نواب سہراب نواز جنگ اِس عمارت کا سنگ بنیاد سا ہوان گنج نے ۱۳۲۴ف میں رکھا۔ اور کافی خرچ چالیس ہزار سے اُس کی تعمیر کروائی۔ یہاں پر ایک کتب خانہ شاستر دہرم کا اور ایک رسبھی ہر

نندی گنٹہ۔ جانب مغرب قلعہ ایک مرتفع مقام پر یہہ مندر واقع ہے۔ قدرتی مناظر کا یہہ حال ہے تین بڑے بڑے پتھروں نے یہاں پر ایک قدرتی عمارت بنادی ہے۔ یہاں پر سانپ جی۔ دیوتان جی کی مورتیاں ہیں۔ اور نندی بھی ہے۔ لچھما ثانی طوائف نظام آباد اس کی تعمیر میں اپنا بہت روپیہ صرف کی کیونکہ وہ اس کی پرستار تھی۔

بالاجی کا جھنڈا۔ بالاجی کا جھنڈا دکن کے حصص سے گھومتا ہوا۔ یہاں یکم بھادون کو پہونچتا ہے اور بمقام کوٹ پندرہ روز مٹھ بالاجی میں کھڑا کیا جاتا ہے۔ جس میں اطراف واکناف سے معتقدین آتے ہیں۔ پندرہ روز اس کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ تقریباً اٹھ دس ہزار

www.taemeernews.com

کا اجتماع ہوتا ہے۔

گرجا۔ ویل سن مشن نے ۱۹۰۰ء میں بمقام کنٹیشر ایک گرجا تعمیر کیا۔ اور ایک دواخانہ زنانہ بھی بمقام نظام آباد ۱۹۰۱ء میں رعایا نظام آباد کے چندہ سے تعمیر کروایا تھا۔ جو عرصہ تک کامیاب طریقہ پر کام کرتا رہا۔ اب مختصر دواخانہ کنٹیشر میں ہے آبادی کا دواخانہ ۱۳۲۲ف میں نجاست ہوگیا۔ دواخانہ کے مقام پہ اب کتب خانہ عثمانیہ کی عمارت ہے۔

گرودوارہ۔ قدیم سے ایک گردوارہ تھا۔ ۱۳۴۰ف میں مقامی کھوں نے اس کو پختہ بنالیا ہے۔ یہ جامع مسجد کے جانب مغرب لب نہر کے واقع ہے۔

آریہ سماج۔ آریہ کی عبادت گاہ ۱۳۴۶ف میں ایک کرایہ کے مکان میں بمقام گلی کمان دلیپیانڈیہ قائم ہوئی تھی ۱۳۴۸ف میں اس مکان کو خرید لیا گیا ہے یہ ایک سفال پوش مکان ہے۔

باب ۱۷

شعور عامہ

مسلم بیداری۔ ۱۳۱۹ف میں جبکہ جنگ بلقان کے مظالم آشکار ہورہے تھے۔ ممبران یونین کلب کے احساس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تقریباً سات ہزار روپیہ ترکی کو امداداً (تاج الدین محمد صاحب خزانہ دار و معتمد یونین کلب کے حسن عمل سے) روانہ کئے گئے۔ اس کے بعد جنگ طرابلس کے موقع پر اس ناچیز مصنف نے مسلمانوں کے سامنے اپنا دامن پھیلایا (اس لئے کہ کوئی ادارہ اسوقت موجود نہ تھا۔ جو اس جانب متوجہ ہوتا) اور

www.taemeernews.com

تقریباً تین ہزار روپیہ خلافت کمیٹی کے توسط سے ترکی کو روانہ کیا گیا۔
۱۳۳۲ف میں انجمن اصلاح المسلمین قائم ہوئی جس نے مسلمانوں کی بے حسی میں کچھ حرکت پیدا کردی۔ ۱۳۳۷ف میں مولانا شوکت علی صاحب مرحوم نظام آباد کے دورہ پر تشریف لائے اور خلافت کمیٹی کے لئے دامن پھیلایا۔ (مرحوم کا قیام کاشانہ میں ہی رہا۔) اُسوقت بھی مسلمانوں میں کچھ بیداری پیدا ہوگئی۔

۱۳۴۰ف میں بسلسلہ تعلیم القرآن پہلی مرتبہ قائد ملت نواب بہادر یار جنگ بہادر اور مولوی ابو محمد مصلح صاحب نظام آباد تشریف لائے۔ ترجمان القرآن کی تحریک پر حضرات ممدوح کی تقریر ہوئی۔ جس نے مسلم کو بے خواب کر دیا۔ ۱۳۴۰ف میں جب کہ انجمن اسلامیہ نے دوسرا جنم بدلا اور مولوی محمد موسیٰ صاحب پیش امام جامع مسجد نظام آباد آئے تو ان کی آواز حق نے مسلم شعور کو سیماب بنا دیا۔ گہری نیند سے مسلمان جو بیدار ہوئے تو جگانے والے پر ٹوٹ پڑے اس لئے کہ انہوں نے اسلام کی حقیقی تعلیم کو سنا دیا تھا۔ سونے والوں نے کہا ہم اپنے باپ دادا کی تعلیم پر ہیں۔ بہرحال شدید مخالفت کا یہ زمانہ گذرا اس اثنا میں مولوی حبیب الرحمن خان صاحب شروانی صدرالصدور ہندوستان سے بلدہ تشریف لائے تھے۔ آپ کی صدارت میں ایک جلسہ بہمن ۱۳۴۱ف کو ہوا ف۱ انجمن اسلامیہ کے معتمد کی پر خلوص سعی اور مولوی اکبر صاحب و مولوی حافظ عثمان صاحب کی حق و صداقت

ف۱۔ اس صدارت کو منظور کرانے کی سعی حکیم محمود الرحمن خانصاحب کی تھی مصنف

www.taemeernews.com

بھری آوازوں نے حواس باختہ مسلمانوں کے حواس کو برقرار کر دیا تھا۔ کہ ۱۳۴۶ھ ف میں قائد ملت نواب بہادر یار جنگ بہادر کی صدارتی تقریر (جو بضمن بیت المال بمقام جامع مسجد ہوئی) اور راندیرا کانفرنس کے مشاہدات نے مسلمانوں کو چونکا دیا۔ اس کے بعد ہی انجمن اتحاد المسلمین کی تحریک سے لسان الامت نواب بہادر یار جنگ بہادر کی آواز کو سمجھنے کا شعور مسلمانوں میں پیدا ہو گیا۔ پھر مولوی حافظ عثمان صاحب جیسی شخصیت نے اسلام کی سچی و بے تعصب تعلیم (جس میں دنیا و دین ہر دو ہیں) اُن کے سامنے پیش کرنا شروع کر دی درس تفسیر جس کی ابتدا مولوی موسیٰ صاحب نے کی تھی بہت سے مسلمانوں کی اصلاح کا باعث ہوئی۔ اور یہ سلسلہ مولوی اکبر صاحب و مولوی حافظ عثمان صاحب کے زمانہ میں کمی و زیادتی کے ساتھ جاری رہا۔ اور جاری ہے مولوی حامد حسین صاحب نے (جنہوں نے مولوی موسیٰ صاحب کے درس تفسیر میں شرکت کی تھی) اس سلسلہ کو مسجد دہار و گلی میں جاری کر دیا۔ جو آج تک جاری ہے اسطرح نظام آباد میں مسلم بیداری کی بسم اللہ ہوئی۔ اور آج مسلمان درس بیداری کا مطالعہ کرتے ہوئے نظر آرہے ہیں۔

ہندو بیداری۔ ۱۳۲۲ھ ف میں ہندو سماج کے لئے مشر گورے راجیشور راؤ وکیل نے برہمنوں میں سنسکرت کی تعلیم کا شوق پیدا کرایا اور ایک پاٹ شالہ قائم کیا اس کے بعد باپو راؤ صاحب وکیل و کالے راجیشور راؤ صاحب وکیل نے بیداری قوم کیلئے اپنی انتہائی

www.taemeernews.com

کوشش صرف کی ۔جس کے مخلص کارکن مسٹر ہری راؤ حیثیت دار بھی تھے لیکن قوم بیدار نہیں ہوئی ۔

۱۲۴۷ ف میں جب کہ اندھرا کانفرنس کا اجلاس نظام آباد میں ہوا جس کے صدر مسٹر نرسنگ راؤ اڈیٹر اخبار رعیت تھے ۔اس کانفرنس میں تقریباً پانچ ہزار کا اجتماع تھا۔ نظام آباد کے ہندو تجیر حضرات نے اس کو کامیاب بنانے میں دل کھول کر حصہ لیا ۔(مسلم جماعت نے کوئی حصہ نہیں لیا بجز مورخ کے جو بحیثیت ترجمان رعایا، نظام آباد شخصی طور پر اپنی شرکت کو ضروری سمجھتا تھا) اس کانفرنس میں حجہ ناچیز کی تحریک و مسٹر کاشی ناتھ راؤ نکپال کرویل کی تائید سے پہلی مرتبہ اُردو زبان میں تقاریر کا رزولیوشن بغلبہ آرا منظور ہوا ۔اور پہلی مرتبہ ہم نے اُردو میں تقریر کی عہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کانفرنس کے بعد سے اہل ہنود میں بیداری کے آثار نظر آنے لگے جو روز بروز ترقی پذیر ہیں

ہر دو فریق کی بیداری کے متعلق میری ذاتی رائے

نظام آباد کی ہندو مسلم ذہنیتوں کا میں عرصہ سے مطالعہ کر رہا ہوں میرا نتیجہ فکر یہ رہا کہ یہاں پر دو فریق کے جذبات بالکل ٹھنڈے ہیں اس پر مجھکو تعجب تھا ۔جب میں نے تاریخ کی ورق گردانی شروع کی تو

عہ ۔اس کانفرنس میں مجھکو شرکت سے باز رکھنے کیلئے اکثر مخلص حضرات نے انتہائی کوشش کی لیکن میں اس بنا پر شرکت کیلئے مجبور تھا ۔کہ عرصہ سے رعایا نظام آباد کی ترجمانی کر رہا تھا ۔اور پلیٹ فارم سے کوئی آواز بلند نہیں کر سکتا تھا ۔اور سمجھ رہا تھا کہ

www.taemeernews.com

اس نتیجہ پر پہونچا کہ نظام آباد کی سرزمین میں انسانی خون جذب نہیں ہوا ہے۔ (کیونکہ یہاں پر کوئی قابل ذکر معرکہ کا پتہ تاریخ سے نہیں ملتا۔) تو اس مقام کی اب و ہوا کے اثرات میں جمود لازمی ہے۔ برخلاف اس کے تعلقہ آرمور۔ و تعلقہ بودھن کا دوران خون بمقابلہ نظام آباد کے بہت تیز ہے۔ اسلئے وہاں کی زمین نے خون پیا ہے۔ پس یہہ کہا جا سکتا ہے کہ نظام آباد کی سرزمین خود ایک امن پسند حصہ ہے۔ جہاں کے رہنے والے شروفساد سے دور باہم میل جول کے حامل۔ امن پسند ہیں۔ اگر کبھی کوئی بیرونی اثرات نے خلل اندازی کی اور انتشار پیدا ہوگیا۔ تو وہ ایک ہنگامی صورت ہے۔ اُس سے نظام آباد کی خصوصیات متاثر نہیں ہو سکتے۔

مسلم ادارے

انجمن اسلامیہ ۔ امرداد ۱۳۳۲ف میں محترم عبدالرحیم صاحب بانی انجمن اصلاح المسلمین رائچور نے یہاں پر قیام انجمن کی تحریک کی جسپر مسلمانان نظام آباد نے لبیک کہا۔ اور اس انجمن کے اعزازی صدر

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۰۶ ۔ یہ کانفرنس مشترکہ پلیٹ فارم ہے لیکن اسمیں شرکت کے بعد ثابت ہوا کہ یہاں پر اکثریت کی ذہنیت فرقہ پرستی کی ہے گو صدر کانفرنس نے انتہائی کوشش سے اس تحریک کو کامیاب کیا۔ اور میرے استعفا کو مسترد کر دیا لیکن عام رجحان نے مجھ کو بالکل مایوس کر دیا تھا۔ اس لئے اس سے کنارہ کشی اختیار کرنی پڑی ۔ مصنف

www.taemeernews.com

نواب تقی یار جنگ مرحوم و معتمد یہ خاکسار مصنف رہا تین سال تک اس انجمن نے عام مسلمانوں میں مذہبی اصلاح کی ایک نئی روح پیدا کر دی۔ اس کارکردگی میں میر ولایت علی صاحب انعامدار نظام آباد کی عملی زندگی شریک حال تھی۔ میر صاحب کے تبادلہ اور معتمد کی تن آسانی نے چار سال بعد اس کو معطل کر دیا۔

۱۳۴۰ ف میں اس انجمن کے لئے ایک مخلص کارکن جلیل احمد صاحب کو معتمدی کے لئے چن لیا گیا۔ جن کے ہاتھوں اس انجمن کو ارتقا نصیب ہوا۔ یہ عجیب خوش قسمتی تھی کہ نہ صرف معتمد ہی مخلص ملا۔ بلکہ نائب معتمد (محمد علی صاحب) بھی پر خلوص کام کرنے والا ملا۔ جو باوجود نظام آباد کے متوطن نہ ہونے کے باوجود ملازم سرکار ہونے کے نہایت خاموشی سے اپنے فرائض ۱۳۴۳ ف سے اس خوبی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں کہ حسابات کو دیکھکر ہر دو کے متعلق جزائے خیر کے لئے دعا نکلتی ہے۔ ان ہر دو حضرات کے اخلاص عمل کا نتیجہ یہ ہے کہ آٹھ سال سے یہ انجمن اس اعلےٰ طریقہ پر اپنے فرائض حقیقی انجام دے رہی ہے کہ دوسری انجمن اس کی مثال مشکل ہی سے پیش کر سکتی ہے۔ انجمن نے تمام صدقات و خیرات مسلمانان نظام آباد کو منظم کر لیا ہے۔ تمام مستحقین کی فہرست انتہائی جانچ کے بعد تیار ہوتی ہے۔ جن کو ماہانہ وظائف بتوسط میر محلہ گان پہونچا دئے جاتے ہیں دارالاقامہ میں (۲۷) نادار و یتیم لڑکوں کو رکھکر ان کے کھانے پہننے کا انتظام کرتے ہوئے۔ ان کو صنعت و حرفت کی تعلیم دلائی

www.taemeernews.com

جاتی ہے جسمیں۔ سنجاری۔ لوہاری۔ کساری۔ ڈرائنگ۔ خیاطی صحافی کی بہترین دست گاہ حاصل ہوتی ہے اور ساتھہ ہی ساتھہ دینی تعلیم کا خاص طور پر انتظام ہے۔ لڑکوں کے کردار کو سنوارا جاتا ہے انہیں تقریر کی عادت مطالعہ اخبارات کا شوق پیدا کرایا جاتا ہے۔ اور فنون سپہگری بھی سکھائے جاتے ہیں۔ سب سے اعلی وافضل کام جو اس انجمن نے کیا ہے وہ قیام بیت المال ہے۔ محترم جلیل احمد صاحب کی انتھک کوششوں سے ۱۳۵۶ھ سے نظام آباد میں بیت المال قایم کرلیا۔ جو نہایت کامیابی سے چل رہا ہے۔ عاملین بیت المال مسلمانان نظام آباد کا سالانہ محاسبہ نہایت جانچ کے ساتھہ شرعی احکام کے تحت کرکے زکواۃ کا تعین کرتے ہیں۔ زکواۃ نہ دینے والوں پر اخلاقی اثرات ڈالے جاتے ہیں۔ اس انجمن کے میر مجلس ۱۳۴۶ھ سے محمد عبدالرحمن صاحب صدیقی وکیل ہائکورٹ ہیں۔ جن کی حسن سعی و توجہ کامل ضبط و نظم کی سختی انجمن کے لئے بہترین ثابت ہورہی ہے اور آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ انجمن اپنے لئے ایک منفعت بخش جائداد کی اسوقت مالک ہے مولوی محمد موسیٰ صاحب فارغ التحصیل دیوبند دپیش امام جامع مسجد پہلے بیدار کرنے والے تھے فی زمانہ سب سے زیادہ روشن خیال حالات حاضرہ کو سامنے رکھکر احکام مذہبی کے روشنی میں کام کرنے والی ہتی مولوی حافظ محمد عثمان صاحب فارغ التحصیل دیوبند کی ہے جس کو انجمن کا احساس ہی خواہ کہا جاسکتا ہے

مدرسہ دینیات - قدیم زمانہ میں یہاں اکثر مکتب تھے لیکن فی زمانہ

www.taemeernews.com

قلعہ میں بہلول شاہ صاحب کا ایک دینی مدرسہ۔ اور محلہ پہولانگ میں ایک مدرسہ تحت انجمن اسلامیہ۔ اور ایک مدرسہ جامع مسجد میں جہاں پر عربی۔ فارسی۔ اردو حساب کی تعلیم دیجاتی ہے کامیاب طریقہ پر چل رہا ہے۔ جہاں نہ صرف دار الاقامہ کے بچوں کو تعلیم دیجاتی ہے بلکہ بیرونی مسلم لڑکوں کی تعلیم کا بھی انتظام ہے۔ اس کے علاوہ درس تفسیر بالقرآن جامع مسجد میں مولوی حافظ عثمان صاحب اور دھاروگلی کی مسجد میں مولوی حامد حسین صاحب روزانہ دیا کرتے ہیں۔ متعدد حفاظ مدرسہ سے فارغ ہو چکے ہیں۔ اور بعض لڑکے مدرسہ دیوبند کو فارغ التحصیل ہونے کیلئے جا چکے ہیں۔ جن میں سے ایک طالب علم کا خرچ سرور خانصاحب گتہ دار برداشت کرتے ہیں۔ اسی انجمن کا ایک کامیاب کتبخانہ عام بھی تھا۔ جو افادہ عامتہ الناس کے لئے عثمانیہ جوبلی کتب خانہ میں منتقل کیا گیا ہے۔ اس انجمن کے تحت ہر محلہ میں میر محلہ کا تقرر ہے جنکے مکانات پر بورڈ لگے رہتے ہیں۔ ان میں تغیر و تبدل بھی ہوتا رہتا ہے۔ ان کی مجلس مشاورت کے بعد مجلس انتظامی سے منظوری ہوتی ہے حسابات کی جانچ سالانہ صیغہ حساب سرکار عالی کے کسی ذمہ دار شخصیت سے خانگی طور پر کرائی جاتی ہے۔ اور رپورٹ شائع ہوتی ہے بہرحال اس انجمن کی تفصیلی کارگزاری کو ظاہر کرنے کے لئے ایک مستقل رسالہ کی ضرورت ہے بیت المال کی مطبوعہ رپورٹ سے معلومات حاصل کئے جا سکتے ہیں

صدائے احتجاج ۔ قواعد اراضیات تحت نہر نظام ساگر کی ترتیب جبکہ ۱۳۴۳ف میں ہو رہی تھی۔ تو اس کے خلاف منجانب رعایاء

www.taemeernews.com

رسالہ ماہانہ مشیر اہل دہ بابتہ دی ۳۹ف میں (جو مصنف کے زیر ادارت شائع ہوتا تھا) قواعد کی خامیوں کے متعلق صدائے احتجاج مفاد ملک کے لئے بلند کیگئی لیکن اس کو صدا بصحرا سمجھا گیا۔ مہر ۱۳۴۴ف میں رعایار کی ترجمانی کرتے ہوئے ایک پمفلٹ موسوم "تین سال" شائع کر کے ارکان حکومت کے سامنے پیش کیا گیا۔ نیز بارگاہ خسروی میں بھی واقعات گزران نے کی عزت حاصل کیگئی۔ ارکان حکومت نے جب اس پر بھی توجہ نہیں کی تو آذر ۱۳۴۶ف میں دوسرا پمفلٹ "اور تین سال" شائع کیا گیا۔ چونکہ میری تمام پیشین گوئیاں ظاہر ہوچکی تھیں۔ اور رعایار کی بڑھتی ہوئی پریشانیوں کو ذمہ داران نظم ونسق بچشم خود دیکھ رہے تھے۔ اس لئے بحالت مجبوری قواعد نافذہ کی اصلاح میں وہ سب کچھ حکومت کو کرنا پڑا جس کو میں نے پیش کیا تھا۔

اسی سلسلہ میں حکومت کی جانب سے مجھکو زبانی ہدایت فرمائی گئی کہ میں اس قسم کی ترجمانی سے احتراز کروں جس کا جواب ۲۰ف میں میں نے تحریری دیا کہ اپنے ملک و مالک کے مفاد کے لئے میں بحیثیت وکیل رعایا اور سرکار کے درمیان ترجمانی پر مجبور ہوں۔ تاوقتیکہ میری زبان بندی نہ کردیجائے ۱۱ آذر ۱۳۴۷ف میں جب کہ سر اکبر حیدری نواز جنگ بہادر صدر اعظم باب حکومت بحیثیت دورہ نظام آباد تشریف فرما ہوئے۔ اور ٹاؤن ہال میں اڈریس پیش کئے گئے۔ تو اسی جوش ترجمانی رعایا میں۔ میں نے منجانب رعایار مکمل پوش آزادانہ حالات عرض کرنے کی اجازت سرحد و حمت سے چاہی۔ میری استدعار

www.taemeernews.com

کو مسترد کر دینے کیلئے اعلیٰ ارکان حکومت نے (جو جلسہ میں اُسوقت موجود تھے) رائے دی لیکن باوجود ارکان حکومت کی نفی کے صدارت کی اعلیٰ فراست نے مجھکو اجازت عطا فرمائی جس کے بعد میں نے رعایا کمبل پوش کی ترجمانی کا حق ادا کیا۔ اِس اڈریس کے جواب میں سر ممدوح نے رعایا کے ہر مطالبہ کو حق بجانب سمجھکر اُن ضرورتوں کی تکمیل کی توقع ذمہ داران سررشتہ جات متعلقہ سے ظاہر فرمائی۔ ف۱

بہمن ۱۳۴۷ف آندھرا کانفرنس منعقدہ نظام آباد میں بحیثیت ترجمان رعایا میں نے شرکت کی اور اصلاحات قواعد بند و بست کے متعلق رزولیوشن منظور کروایا گیا۔

۱۳۴۷ف میں جب کہ ویسرائے بہادر حیدرآباد آرہے تھے اور معلوم ہوا تھا۔ کہ وفاق کی دستاویز پر مہر شاہی حاصل کرنے کیلئے یہہ دورہ ہے تو منجانب رعایا حیدرآباد دکن (عید الفطر کی مسرتوں کو مسلم طبقہ نے رنج و غم سے بدل کر ایک وفادارانہ محضر مسلم رعایا دکن نے) بارگاہ خسروی میں پیش کیا۔ ...... قسم کی جسقدر حرکتیں مفاد ملک کے لیے مجھ سے ظاہر ہوئیں۔ وہ تمام ارباب کرسی کی نظروں میں کھٹک گئیں۔ اور ۱۳۴۷ف میں پیشہ وکالت سے معطل کرا دینے کی تحریک پر بصیغہ راز مہر قصارت ثبت کردی گئی۔ چونکہ قانون وکلاء کے تحت میرا پوزیشن پاک و صاف تھا۔ اس لئے مجلس وضع قوانین

ف۱ نہ معلوم وہ کیا اسباب تھے۔ کہ اس اڈریس کو اور اُس کے جواب کو ملک کے اخبارات میں شائع کرنے سے باز رکھا گیا۔ ملاحظہ ہو۔ اخبار مبصر کرانیکل اکتوبر ۱۹۳۷ء

www.taemeernews.com

نے اس تحریک کو قانوناً بے معنیٰ سمجھا تھا۔

ان واقعات کی روشنی میں جب میں نے نتائج عطائے دادرسی غور کیا تو اپنے موکلین کے حقوق کا تحفظ میرے وجود سے ناممکن نہیں تو مشکل ضرور نظر آیا۔ پس مالی منفعت کے لئے انصاف کا خون میرے ضمیر نے گوارہ نہیں کیا۔ اور بہتر صورت یہ معلوم ہوئی۔ کہ جب حکمائے کرسی کی تمنا پوری نہیں ہوسکتی تو میں خود ہی اُس کی تکمیل کا اقتدار رکھتا ہوں۔ خصوصاً ایسی حالت میں جب کہ رعایا کے تمام مطالبات حکومت کے زیر غور آچکے تھے۔ اور مجھ سے بہتر کام کرنے والے نوجوان تعلیم یافتہ منظر عام پر نظر آرہے تھے۔ اُن کے لئے جگہ خالی کر دینا میرا فرض تھا۔ بس اردی بہشت ۱۳۴۷ف سے فرائض وکالت ملتوی کر کے تصنیف و تالیف کی طرف متوجہ ہوگیا۔ اور تمام مجالس سرکاری و نیم سرکاری کی رکنیت سے بھی مستعفی ہوکر بہترین کام کرنے والے نوجوانوں کے لئے اپنی نشست خالی کر دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر چہ از دوست میرسد نیکو ست۔

---

(۱) صیغہ راز کی کارروائی کے متعلق صحیح علم تو نہیں ہو سکتا۔ ہر وہ شخص جس کے خلاف رپورٹ بصیغہ راز ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اُن سب الزامات کو مندرج تصور کرتا ہے جس کے متعلق اوس پر تہدید ہوتی رہی ہو (نہ کہ کھٹکنے والے ضمیر کی آواز پر اعتراف جرم جیسا کہ کرسی کا تصور ہوتا ہے) چونکہ مجھکو میرے ضمیر نے اعتراف غلطی کے لئے کبھی ملامت نہیں کی۔ بلکہ آج تک وہ حق و صداقت کے لئے مطمئن ہے۔ مصنف۔ (۲) بقیہ حاشیہ ملاحظہ ہو صفحہ ۲۱۵ پر۔

www.taemeernews.com

میرے اطمینان قلب کے لئے یہ صورت انتہائی مسعود و محمود ثابت ہوئی اسلئے کہ اُس خالق حقیقی تعالیٰ کو بھول کر متفرق خداوندان کرسی کے در مارا مارا پھر رہا تھا۔ پھر ایک مرتبہ اپنے مالک حقیقی کے در پہ پہونچ گیا۔ اور یقین کامل ہو گیا۔ کہ رازق حقیقی کرسی (بینچ) نہیں بلکہ ایک صاحب عرش و کرسی تعالیٰ سبحانہ ہے۔ جو دَابَّةُ الْاَرْضْ کو بھی رزق عطا فرماتا ہے۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنْ ٥ آج تک یرْزقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابْ ٥ پر ایمان کامل ہے۔ خداوند تعالےٰ آخر دم تک استقامت عطا فرمائے فی الحقیقت یہ سب کچھ میرے رب کا فضل ہے۔ ورنہ میں تو ڈگمگا گیا تھا۔ چونکہ میں اپنے عیوب کو فطرت انسانی کے تحت محسوس نہیں کر سکتا۔ اور نہ دلوں کا حال جانتا ہوں لیکن اس قدر ضرور محسوس کرتا ہوں کہ گرداب عیوب میں پھنسا ہوا ہوں۔ بس میرے ساتھ جو کچھ ہوا وہ عین سیاست ہے اسلئے کرسی کی سیاست سے مجھکو ہرگز گلہ نہیں۔ میں جانتا ہوں کہ اس کرسی پر میں بھی ہوتا تو شاید حکومت کی تمنا میں اس سے کچھ زیادہ

ف۔ اسمیں شک نہیں کہ یہ میرے قوت فیصلہ کی انتہائی غلطی تھی۔ جس کو میں نے بعد میں محسوس کیا۔ میرا فرض تو یہ تھا کہ میں اپنی جگہ پہ کھڑا ہوا حق و صداقت کا اعلان کرتا رہتا۔ لیکن میں نے فتنہ کے مقابل گوشہ نشینی کو ترجیح دی۔ نکہ قید و بند سے مخوف ہو کر۔ اگر یہ خوف میرے دل میں ہوتا تو میں اپنے وطن سے یکہزار میل کا سفر طے کر کے بہ سلسلہ تحریک خاکساری لکھنو جیل میں داخل ہوتا۔
مصنف

www.taemeernews.com

ہی زور آزمائی کرتا۔ ناظرین مجھ پر الزام لگا سکتے ہیں۔ کہ تاریخ میں مصنف کا یہ قصیدہ وہ بھی خودستائی کی صورت میں!! لیکن آنیوالی قوم ان واقعات سے بھلائی یا برائی اخذ کر سکتی ہے۔ چونکہ میرا ضمیر ارشاد باری کی تعمیل کے لئے مجھکو مجبور کر رہا ہے۔

وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۝

ترجمہ :- جو احسان ہے تیرے رب کا سو بیان کر۔

پس انعامات الٰہی تعالے کا اظہار ان اوراق میں میں نے ضرور سمجھا جو کہ باوجود گوشہ نشینی میرے تمام کام بلا منت کشِ ارباب متفرق واحد رب العلمین کے رحم و کرم سے جاری و ساری ہیں میں رزق پر بھی اس میں کمی نہیں پاتا بلکہ انتہائی اطمینانِ قلب کی زندگی حاصل ہے۔ ھذا من فضلِ ربی۔ وما توفیقی الا باللہ۔ بس مجھ کو امید ہے کہ ناظرین ان صفحات کو بجائے خودستائی کے اظہار احسانات باری تعالی سمجھینگے۔ اور ہر کس و ناکس حق صداقت کو ظاہر کرنے میں رزق کے لئے خائف نہ رہیگا۔ بہمن ۱۳۴۲ف میں سررشتہ تعلیمات کی اصلاحات کے لئے ایک رسالہ موسوم بہ "سررشتہ تعلیمات کے لئے صراط مستقیم" شائع کر کے حکومت اور ذمہ داران سررشتہ کے سامنے پیش کیا گیا۔ مہر ۱۳۴۳ف نظام آباد میں نواب علی نواز جنگ کے استعفار کو نامنظور کرنے کیلئے ایک کامیاب جلسہ منعقد ہوا۔ اور منظورہ رزولیشن بارگاہ خسروی میں گذرانا گیا ف

ف۔ یہ سب سے پہلا سیاسی جلسہ نظام آباد کیلئے تھا۔ اس جلسہ کا اعلان مصنف نے کیا تھا لیکن اسکی صدارت کو بخوف حکومت کسی نے قبول نہیں کیا۔ بالآخر جلسہ عام نے مجبوراً معلن ہی کو کرسی پر بٹھلا دیا مصنف

www.taemeernews.com

انجمن اتحاد المسلمین نظام آباد

۱۳۴۷ف میں عبدالرؤف صاحب بی۔اے۔ایل ایل۔بی وکیل ہائیکورٹ بحیثیت نمائندہ صدر انجمن مرکزی یہاں آئے اور اس انجمن کی بنیاد ڈالی محمد علیخان صاحب بی۔اے ایل ایل بی وکیل ہائیکورٹ اس انجمن کے معتمد مقرر کئے گئے خان صاحب موصوف بلحاظ اپنی سیاسی قابلیت کے اس کو بڑی حد تک کامیاب بنا رہے ہیں۔چونکہ انجمن اتحاد عثمانیہ یونیورسٹی کے صدارت پر خانصاحب موصوف کا انتخاب ۱۳۴۵ف میں ہوا تھا۔جس کو کامیاب طریقہ پر آپ نے ایسے وقت چلایا جبکہ پہلی مرتبہ یونیورسٹی میں سیاسی شعور پیدا ہوا تھا۔جس کا اعتراف مجلہ عثمانیہ میں بھی کیا گیا ہے۔لہذا یہ فخر نظام آباد کو حاصل ہے اُس کا سپوت یونیورسٹی میں سب سے پہلے سیاسی شعور کا علمبردار تھا۔اسی کا نتیجہ تھا کہ متعدد سیاسی رزولیوشن اصلاحات کے تحت منظور ہوئے۔

جماعت خاکساران

۱۳۴۷ف میں میر ولایت علیصاحب انعامدار نظام آباد سالار اکبر دکن کی تحریک و توجہ دہانی پر اس جماعت کا قیام عمل میں آیا۔جس میں سید محمد اسحاق صاحب مالک جوبلی رسٹورنٹ نظام آباد نے سب سے پہلے دلچسپی لی۔اور ضلع کی سالاری کا قرعہ اس ناچیز مصنف کے نام پڑا۔عرصہ ایکسال میں اس جماعت نے ہر ملت و مذہب میں اپنی انتہائی رواداری اور بے پناہ خدمت خلق سے اعتماد کامل حاصل کرلیا۔جس کی وجہ سے مسٹر باپو راؤ وکیل نے اس تحریک میں شرکت کی اور راجندر ریڈی صاحب ناظم

www.taemeernews.com

بھی بحیثیت معاون شریک تحریک ہو گئے رف باوجود موقتی تحریک رضاکاری انجمن اتحاد المسلمین کے خاکساروں کی تعداد اکیسو سے زاید ہو گئی۔ حکومت مقامی نے بھی اس جماعت پر اپنے اعتماد ذاتی کا اظہار فرمایا۔ اِس جماعت کا نشان بلیجہ (پہاوڑا) ہے اور اس تحریک کے چوبیس اصول (۲۴) نکات قابل ذکر ہیں۔

خاکسار کے چوبیس اُصول

(علامہ مشرقی کی زبان قلم سے)

۱۔ کسی مسلمان کے خلاف نہ ہو۔ ۲۔ سب ہمسایہ طاقتوں سے رواداری رکھے۔ ۳۔ مجاہدانہ اور سپاہیانہ قابلیت پیدا کرے۔ ۴۔ اپنے مقرر کردہ سالار کے حکم کو خواہ کتنا ہی تکلیف دہ کیوں نہ ہو، بلا حیل حجت ماننے۔ ۵۔ اللہ اور اسلام کی راہ میں ہر وقت اپنا مال وجان حتیٰ کہ فرزند و زن قربان کرنے طاقت پیدا کرے۔ ۶۔ پابندی وقت کرے۔ ۷۔ خدا کے سوا کسی طاقت سے خوف نہ کھائے۔ ۸۔ روئے زمین کی بادشاہت اور اسلام کا اجتماعی غلبہ پیش نظر ہو۔ ۹۔ روحانی جذبات کو پیدا کرے شیطانی اور نفسانی جذبات کو کچل دے۔ ۱۰۔ خدمت خلق کرے اور اُس خدمت کی اجرت نہ لے۔ ۱۱۔ نماز قائم کرے اور باقی ارکان اسلام پر مضبوطی سے جارہے۔ ۱۲۔ قطار میں کھڑے ہو کر مسلمانوں کی

ف۔ اس تحریک میں ہر وہ شخص شریک ہو سکتا ہے۔ جو اللہ کو ایک جانتا ہے۔ اور جزا و سزا کا قائل ہے۔ خواہ وہ کسی مذہب وملت سے تعلق رکھتا ہو۔

www.taemeernews.com

اونچ نیچ کو عملاً برابر کرے۔ ۱۳۔ فوج کی طرح مارچ اور سپاہیانہ قواعد کرے۔ ۱۴۔ تمام عقلتوں اور سستیوں کو دور کرے۔ ۱۵۔ نبیؐ کی سنّت سمجھ کر بیلچہ کا اوزار اپنے پاس رکھے۔ ۱۶۔ خاکی وردی بنائے اور اس پر "اُخوت" یعنی بھائی چارہ کا سُرخ نشان لگائے۔ ۱۷۔ آپس میں جب ملے فوجی سلام کرے۔ ۱۸۔ حتی الوسع خاکسار سے سودا لے۔ ۱۹۔ مسلمان سے مذہبی عقیدوں کے متعلق بحث نہ کرے۔ ۲۰۔ مسلمان سے سیاسی عقیدوں کے متعلق بحث نہ کرے۔ ۲۱۔ ہر مسلمان کو ایک لڑی میں پرو دئیے جانے کی ہر موقعہ پر تبلیغ کرتا رہے۔ ۲۲۔ خاموشی اختیار کرے۔ ۲۳۔ سننے اور کرنے والا ہو اکہنے اور نہ کرنیوالا نہ بنے۔ ۲۴۔ ہر مسلمان کو مرکزی اجتماع میں شامل ہونے کیلئے عملاً تیار کرے۔

خاکسار تحریک کے چودہ نکات

(۱) ہم خاکسار نسلِ انسانی کے تمام فرقہ دارانہ جذبات اور مذہبی تعصبات کو اپنے نیک اور نفع رساں عمل سے کچل کر (لیکن مذہب کو برقرار رکھ کر) ایک مساوی، غیر متعصبانہ، روادارانہ مگر غالب نظام پیدا کرنیکے درپے ہیں۔ جسمیں سب اقوام سے سچا سلوک اور ان کی بجا پرورش ہو اور جس کی بنیاد نیکی، سعی و عمل اور بے پناہ عدل پر ہو! (۲) قرنِ اوّل یا قرون اولے کا عملی اسلام ہی صحیح اسلام ہے، خاکسار سپاہی رسول خدا صلعم کے طریق عمل کے سوا کسی شئے کو دین اسلام تسلیم نہیں کرتا۔ (۳) مولوی کا آجکل کا بتایا ہوا راستہ غلط ہے خاکسار سپاہی

www.taemeernews.com

اس غلط مذہب کو صفحہ زمین سے مٹانے اور اس کی جگہ نبوی اسلام پھر رائج کرنے کیلئے اُٹھا ہے۔(۴) مولوی کا گروہ قرون اولیٰ میں نہ تھا۔ اس لئے خاکسار سپاہی اُس کی جگہ اماموں کا منظم گروہ پیدا کرنا چاہتا ہے۔ جو قوم پر شرعی حکومت کرے۔ (مولوی کے لئے مولانا" کے انقاب کو اسلامی لغت سے نکال دیا جائے۔ کیونکہ اس کے معنی ہمارا خدا" ہیں۔ اس کی جگہ شیخ فاضل یا اور القاب استعمال کئے جائیں۔(۵) خاکسار سپاہی مسلمانوں کے کسی فرقہ کے عقاید کو نہیں چھیڑتا اس اعتقادی آزادی کو ہر مسلمان کا مذہبی حق سمجھتا ہے لیکن سب فرقوں میں اتحادِ عمل پیدا کرنے کیلئے کھڑا ہے۔(۶) خاکسار سپاہی قرآن حکیم یا حدیث شریف کے ہر رائج یا غیر رائج حصے پر نبوی عمل کرنا ہر مسلمان کا مذہبی حق سمجھتا ہے۔ اور ان کو حکومت وقت کی قانونی یا سیاسی گرفت سے آزاد کرانے کے لئے ہر قربانی کرنے کو تیار ہے (۷) خاکسار سپاہی ہر قوم (ہندو مسلم، سکھ، پارسی، عیسائی، یہودی، اچھوت وغیرہ) کے مذہبی اور معاشرتی جذبات کے احترام، اُس کے مخصوص تمدن (کلچر) اور روایات کے قیام اور عام رواداری کے لئے کھڑا ہے اور اس طرزِ عمل کو ہندوستان میں اسلامی سلطنت کے ایک ہزار سال تک قائم رہنے کا راز یقین کرتا ہے۔(۸) خاکسار سپاہی ہر قوم کو اُس کے جائز شہری حقوق دلاتا اور ان کے داخلی اور خارجی مفاد کی حفاظت کرنا اپنی تنظیم کا پہلا فرض سمجھتا ہے۔ خاکسار سپاہی تالیف قلوب کو مدنظر رکھکر ہر قوم کو اپنا حلیف اور رفیق تسلیم کرنے کیلئے تیار ہے۔

245 www.taemeernews.com

اور اُن کو ایسا بننے کی دعوت دیتا ہے۔ ۹۔ خاکسار سپاہی کا نصب العین روئے زمین کی بادشاہت اور اپنے نیک عمل کے ذریعے سے قوم کا اجتماعی اور سیاسی غلبہ ہے۔ ۱۰۔ خاکسار سپاہی کا نصب العین ہندوستان میں صرف ایک بیت المال کا قیام ہے جو ادارہ علیہ ہندیہ نے قائم کر دیا ہے تمام علیٰحدہ علیٰحدہ بیت المالوں کے قیام کی بہ زور مخالفت ہے۔ خواہ اس میں کتنی ہی قربانی کیوں نہ کرنی پڑے۔ اس بیت المال کا مقصد آیندہ کئی برس تک صرف روپیہ جمع کرنا ہے اس میں سے کچھ خرچ کرنا نہیں (۱۱) خاکسار سپاہی کا یقین ہے کہ وہ دنیا میں صرف اپنے ہر قوم اور ہر شخص سے نیک سلوک اور صاف معاملات سے غالب آسکتا ہے کسی اور طریقے سے نہیں یہ اخلاقی بزرگیاں کم و بیش ہر مذہبی کتاب میں مشترک طور پر موجود ہیں۔ (۱۲) خاکسار سپاہی قوم کی اقتصادی حالت کو درست کرنے کیلئے ہر خاکسار کی تجارت کو بڑھانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ خواہ اس میں کتنی ہی تکلیف کیوں نہ کرنی پڑے۔ وہ یقین کرتا ہے کہ اس کے بغیر منزل تک نہیں پہنچ سکتا۔ ۱۳۔ معاون خاکسار کی تعریف آج سے یہ ہے کہ ایکماہ میں چھ پیسے یا ایکسال میں ایک روپیہ کے حساب سے ادارہ علیہ ہندیہ کے بیت المال میں ہمیشہ براہ راست بھیجتا رہے اور جب ادارہ علیہ تمام معاونین کو کوئی عام حکم دے۔ تو اُس پر پورا عمل کرے خواہ اِس وقت اس میں کتنی ہی قربانی کیوں نہ کرنی پڑے۔ خاکسار سپاہی کو یقین ہے کہ اس سے کم کام کرنے والا تحریک کو غلبے کی منزل تک نہیں پہنچا سکتا۔ اور نہ

www.taemeernews.com

اُس کا معاون ہونا مفید ہے (۱۴) ہم لیڈروں دشمن کے تنخواہ دار ول خلاف قوم ایڈیٹروں اور اخباروں، غلط پروپیگنڈا کرنے والے شخصوں دشمن سے ملے ہوئے منافقوں، ہندوستان کی مختلف یا مسلمانوں کی مختلف فرقوں یا انجمنوں یا گروہوں میں منافرت پھیلانے والے شریروں کے خواہ وہ کسی قوم اور مذہب سے ہوں جانی دشمن ہیں اور اُن سے انتہائی انتقام لینے کے لئے کھڑے ہیں خواہ اس میں ہمیں انتہائی قربانی کرنی پڑے

اچھرہ۔ لاہور۔ اعلان نمبر ۲۲۶ — عنایت اللہ خان المشرقی
۱۵ اکتوبر ۱۹۳۲ء بوقت ۱۲ بجے دوپہر — بہ حیثیت اِدارہ علیہ ہندیہ

نوٹ :۔ خاکسار تحریک کی مکمل تشریح کے لئے قول فیصل قیمتی ۲ روپے دستور العمل قیمتی ار پتہ بالا سے طلب کیا جاسکتا ہے۔

جماعت رضاکاران۔ تحت انجمن اتحاد المسلمین ایک جماعت رضاکاران ۱۳۴۷ف کے آخیر میں قائم ہوئی۔ جو نتیجہ تھا اسد علی صاحب جوہر و محمد برہان صاحب تاجر کے حسن سعی کا جسکے سالار قاضی لطف العلی صاحب ہیں

جماعت حزب اللہ۔ ایک مختصر سی جماعت محلہ مسجد اوپر ٹیکری میں قائم ہوئی ہے۔ جس کے سالار عبد الواحد صاحب اور معاون شیخ جھکن صاحب تاجر ہیں۔

اکھاڑہ جات۔ انجمن اسلامیہ کا قدیم اکھاڑہ بحالت کس میرسی بے عمل ہو چکا تھا۔ جس کو معین الدین صاحب عابد نے باوجود اپنے تعلیمی انہماک کے اچھے طریقہ پر کامیاب بنایا۔ جس میں مختلف فنون سپاہ گری کی تعلیم دیجاتی ہے۔ جو مسجد کوتر علی کے احاطہ میں قائم ہے

www.taemeernews.com

جس کا معائنہ قاید ملت نواب بہادر یار جنگ بہادر نے اظہار پسندیدگی سے کیا۔ ۱۳۴۷ ف میں ایک بمقام مسجد اور پر ٹیکری حمید الدین صاحب کے سعی عمل سے قائم ہوا ہے۔

ہندو ادارے

ہنومان ویایام شالہ۔ یہ قدیم اکھاڑہ مسٹر راجیشور راؤ صاحب کا قائم کردہ تھا۔ اور اس کی رجسٹری بھی تحت قواعد ہو چکی تھی۔ بہت دنوں چالو رہا اور پبلک عدم دلچسپی کے باعث عرصہ سے بند ہے۔

یوا سمیتی۔ مسٹر کاسی ناتھ راؤ ڈکپال کر وکیل نے اہل ہنود کے تنظیم کیلئے اس انجمن کی بنیاد ڈالی اور الیشونت راؤ صاحب دیشکہ کو صدر نشین منتخب کرکے خود معتمد منتخب ہوئے۔ اس ادارہ کا مقصد باہمی اتفاق وارتیاط پیدا کرنا تھا جس کی مختلف شاخیں قائم تھیں خصوصاً گنیش اچھاؤ کے زمانہ میں تمام منڈلوں کا اتحاد سنتا چاری مٹھ میں منایا جا رہا ہے۔ اس ادارہ کے رضاکار مختلف اوقات میلوں کام کرتے نظر آتے ہیں خصوصاً آندھرا کانفرنس میں انہوں نے خوب اچھا کام کیا۔

جنرل گنیش منڈل۔ نظام آباد میں متعدد منڈل ہیں ۱۳۴۵ ف میں کاسی ناتھ راؤ ڈکپال کر وکیل کی جوان کوشش اس منڈل کو قائم کرکے (جو رقم جائے پانی میں بیکار صرف ہوتی تھی۔ اس کو مسدود کرتے ہوئے) اصلاحی کام کر رہی ہے۔

www.taemeernews.com

کمار سبھا - یہ رضار کاروں کی ایک جماعت ہے جو ۱۳۴۸ف میں قائم ہوئی ہے

مدارس مذہبی - ملاحظہ ہو باب تعلیمات -

انجمن وطنداران - ۱۳۴۲ف میں مسٹر کاشی ناتھہ راؤ کپال کر وکیل کے مشورہ سے ملک سرکار عالی کے پٹیل پٹواری اور وطنداروں کے لئے ایک انجمن کی بنیاد ڈالی - جس کے مقاصد وطنداروں کی ہر جہتی ترقی ہے یہ مقامی عہدہ داران وقت سررشتہ مال نے اس انجمن کو اچھی نظر سے نہیں دیکھا - اس لئے یہ اپنے کاروبار کو وسعت نہ دے سکے - اس انجمن کے میر مجلس مسٹر وشنو ناتھہ راؤ دیسپانڈیہ نظام آباد میں

انجمن کاشتکاران - ۱۳۴۳ف میں بمقام موضع ٹھانہ کلاں (علی ساگر) رعایا، کاشتکار موضع نے میری تحریک پر لبیک کہکر اس انجمن کو قائم کیا - اور ایکسال میں (۶۲) ممبروں نے نو ہزار کی مالی منفعت حاصل کی جس کو عہدہ داران ملک نے انتہائی تعجب سے بہت ہی غور و تامل کے بعد جانچ کرکے اس کی بہتری کو تسلیم فرمایا - اس انجمن کے معتمد مانک رام اور میر مجلس چینیا صاحبان تھے ۱۳۴۵ف میں باہمی رقابت رعایا رسے اس انجمن کو شکست فاش ہوگئی -

---

مہ - ۱۳۴۲ف میں جمعبندی کے موقع پر نظام آباد کے پٹیل پٹواری نے بعض دفتری شکایات کو میرے سامنے پیش کیا تھا - اگلی سال میں نے انکو باہمی تنظیم کے ساتھہ رعایا و سرکار کے معاملات میں سچائی و فرض شناسی سے کام کرنے کا مشورہ دیا لیکن وہ اس پر کاربند نہ ہوسکے خدا کرے کہ مسٹر کاشی ناتھہ راؤ وکیل کی یہ سعی ملک کے لئے مشکور ہو جائے جس سے طنداروں اور رعایا، ہر دو کی اصلاح ممکن ہے -

درآن حالیکہ ہر موضع نے اس تحریک کو پسند کیا اور اپنے موضع میں رائج کرنے کے متمنی ہوئے۔ چنانچہ ۱۳۳۴ف میں تعلقہ بودھن کے چار مواضعات میں انجمنیں قائم ہوئیں۔

تنظیم دیہی۔ اس تحریک کی ابتدا سب سے پہلے تعلقہ بودھن کے ایک موضع ایڑپلی میں ہوئی۔ اور نظام آباد میں محبی محمد فرحت اللہ صاحب دوم تعلقدار موضع میٹرلج پلی میں بڑی کامیاب طریقہ پر جاری ہوئی اور ہے اس کے بعد مختلف مواضعات میں دیگر عہدہ دار اس کو کامیاب بنانے کو کوشش کر رہے ہیں لیکن تحریک کا اصلی مقصد ہنوز ظاہر نہیں ہوا۔ موضع کلوڑی تعلقہ نظام آباد میں بھی اچھا کام ہو رہا ہے

انجمن ترقی نوجوانان۔ ۱۳۴۷ف میں نوجوانان نظام آباد نے ایک انجمن قائم کی جس کے محرک فریدالدین حسین متعلم مدرسہ فوقانیہ نظام آباد تھے۔ اس انجمن کے صدر محمد علی خانصاحب بی اے۔ ایل ایل بی وکیل اور معتمد فریدالدین صاحب ہیں۔

انجمن ہائے امداد باہمی

اس ضلع میں (۱۰۳) انجمنیں زرعی کاروبار استحادی کو (لاکھ روپیہ) کے سرمایہ سے چلا رہی ہیں۔ ۱۳۴۰ف میں صرف ایک صدر بنک جس کا سرمایہ (لاکھ روپیہ) تھا۔ اور (۸۸) انجمن زرعی جس کا سرمایہ (معہ محفوظ) جو (۱۷۷۲) اراکین پر مشتمل تھیا اپنے کاروبار جاری رکھے ہیں۔

www.taemeernews.com

سنہ ۱۳۴۷ ف میں اس سررشتہ کی کارگذاری نقشہ ذیل سے ظاہر ہوسکتی ہے

صدر بنک		انجمن ہائے زرعی		انجمن ہائے دفاتر		انجمن ہائے صنعتی		شہری بنک		تجارت پیداوار		تنظیم دیہی	
تعداد	سرمایہ	تعداد	سرمایہ	تعداد	سرمایہ	تعداد	سرمایہ	تعداد	سرمایہ	تعداد	سرمایہ	تعداد	سرمایہ
۲	[illegible]	۵۰	[illegible]	۴	[illegible]	-	[illegible]	۲	[illegible]	۲	[illegible]	۷	۰

مسٹر لچھمی نارائن انسپکٹر انجمن ہائے امداد باہمی کو ان انجمنوں کے قیام سے کافی دلچسپی رہی۔ کیونکہ مسٹر موصوف نے تقریباً بارہ سال نظام آباد میں فرائض منصبی کی انجام دہی میں گذارے ہیں۔ اس لئے رعایا نظام آباد ان سے بہت ہی مانوس رہی۔

دفتر مددگار ناظم - ۲۶ خورداد سنہ ۱۳۴۱ ف کو یہاں پر دفتر سمت کا قیام عمل میں آیا۔ اس کے قبل مولوی عبدالوہاب صاحب مددگار ناظم سمت اطراف بلدہ کے تحت یہ ضلع تھا۔ اِس ضلع پر مددگار صاحبان کا سلسلہ حسب ذیل رہا۔

سلسلہ نشان	نام	عہدہ	زمانہ کارگذاری
۱	قدوس حسین صاحب بی اے بی ایس سی	مددگار ناظم سمت نظام آباد	۳ تیر سنہ ۱۳۴۱ ف تا غایۃ شہریور سنہ ۱۳۴۳ ف
۲	ریاض الدین صاحب	″	۱۲ شہریور سنہ ۱۳۴۳ ف تا ۱۵ تیر سنہ ۱۳۴۴ ف

251 www.taemeernews.com

۳	عزت الدین صاحب جج سی پیس	”	۱۶ اردی بہشت سنہ ۱۳۴۲ف لغایۃ ۱۱ اردی سنہ ۱۳۴۵ف
۴	محمد سمیع صاحب۔ ” ” ” ٹ	”	۱۲ اردی سنہ ۱۳۴۵ف سے کارگذار ہیں۔

باب ۱۸

عمارات عامہ

قلعہ۔ گو فی الوقت یہہ کوئی پبلک عمارت نہیں ہے لیکن تاریخی حیثیت سے اس کا تعلق عوام سے ضرور ہے اسلئے اس کا ذکر اس باب میں بے موقع نہیں نظام آباد کی جانب مغرب ایک بلند پہاڑی پر جس کی بلندی تقریباً تین سو فٹ ہے ایک خوبصورت عمارت واقع ہے۔ جس میں داخلہ کیلئے پہلا دروازہ بصورت کمان سنگ بستہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ حدود عمارت کا باب الداخلہ تھا۔ دوسرا باب الداخلہ مرتفع مقام پر معہ فصیل ہے جس کے اطراف خندق ہے ان دونوں دروازوں کے درمیان ڈیڑھ فرلانگ کا فصل ہوگا۔ باب داخلہ پر ایک خوبصورت عمارت سنہ ۱۳۴۰ف کے بعد کی تعمیر ہے جسمیں سنٹرل جیل کا دفتر تھا۔ و نیز یہ عمارت گیسٹ ہاوز عہدہ داران پولیس کے کام میں بھی آتی ہے۔ اس دروازہ سے فصیل کا سلسلہ ہے باب الداخلہ سے ڈھائی تین سو قدم کے بعد پہاڑی کی چڑھائی شروع ہو جاتی ہے۔ اور عمارات کا سلسلہ بھی آغاز ہوتا ہے۔ دوسرا دروازہ

ن۱۔ محمد سمیع صاحب کے احساس فرائض منصبی صداقت بیانی رعایا کو ہمیشہ پسند رہی۔ مولف

www.taemeernews.com

معہ فصیل دوم کے دوسرا باب الداخلہ ہے۔ اس کے بازو بھی ایک عمارت جیل کے دواخانہ کی جدید تعمیر شدہ ہے۔ یہاں سے سیڑھیوں کے ذریعے تیسرا دروازہ عمارت میں داخلہ کا ہے جس سے گذرنے کے بعد ایک وسیع میدان ہے جس کے جانب جنوب ایک سنگی ستون تقریباً پچاس فیٹ بلند ہے جو برج سے ملا ہوا ہے ستون اندر سے خول ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں تیل ڈالکر روشن کر دیا جاتا تھا۔ جس کی روشنی میلوں سے نظر آتی تھی۔ اس میدان کے جانب شمال و مغرب ایک دروازہ ہے جسکے ہر دو جانب ہاتھی کے دو مجسمہ سنگ سیاہ کے تراشیدہ ہیں جو فن سنگ تراشی قدیم کی داد طلب کرتے ہیں ؎۱ اس دروازہ میں داخل ہونے کے بعد کچھ دشوار گذار راہ طے کر کے ایک وسیع ہال میں داخلہ ہوتا ہے۔ یہ وسیع ہال اس قلعہ کی قدیم عمارت ہے۔ جو نہایت ہوادار روشن مقام ہے۔ اس عمارت کو دیکھنے کے بعد فوری خیال ہوتا ہے کہ یہہ تعمیر مغلیہ فن تعمیر کا عکس ہے۔ ورنہ ہندو ایسی عمارتوں کے بنانے کے عادی ہی نہ تھے۔ چنانچہ اس کے متعلق میری تفصیلی رائے باب دوم میں ظاہر ہو چکی ہے یہاں پر مزید بحث غیر ضروری ہے۔ اس وسیع ہال کے جانب غرب ایک تنگ و تاریک حجرہ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ہی مقام نشست مورتی کا تھا۔ اس کو اصلی مندر یا دربار ہال کا مندر کہا جا سکتا ہے۔ اس حصہ کے سوائے باقی عمارتیں جدید تعمیر کی شہادت دیتی ہیں۔

ف ۱۔ اگر یہ عمارت دیول کی ہوتی تو بجائے ہاتھی کے گائے کے مجسمہ ہوتے ہاتھی کے مجسمہ فوجی قوت کے مظہر ہیں۔

جس کو جیل کی ضروریات کے تحت تعمیر کیا گیا ہے۔ البتہ جنوب کا کچھ حصہ بھی قدیم معلوم ہوتا ہے۔ لیکن جدید ترمیمات نے اس کو قدیم نہیں رہنے دیا۔ اس قلعہ کے جانب جنوب ایک وسیع تالاب ہے ۱۳۰۹ف میں اس کو آبنوشی کے نل کا خزانہ بنایا گیا تھا۔ (۱۳۴۰ف سے یہ وسیع تالاب نہر کی وجہ چھوٹا ہو گیا ہے۔) اس تالاب میں یک سمادہ بھی ہے۔ قلعہ کے جنوبی برج سے مغرب جنوب شمال و نیز نظام آباد کی آبادی کے مناظر قابل دید ہیں یہاں سے ڈچپلی کا مندر اور دارالمجذومین کے عمارات بھی نظر آتے ہیں۔ قلعہ کے اطراف ایک زبردست خندق ہے۔ جس میں رگھوناتھہ تالاب سے پانی لیا جاتا ہوگا۔ اسوقت تو یہ خشک ہے۔ باب دوم میں نظام آباد کی عمر کو پانسو سال سے زاید قرار نہ دینے کیلئے واقعات نے مجبور کر دیا ہے۔ اس لئے اس عمارت کو اس سے زاید عمر کا قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اس قلعہ کی کوئی مستند تاریخ اسوقت تک ہاتھہ نہیں آئی ہے۔ چونکہ اس قلعہ کے جانب جنوب ایک وسیع تالاب رگھوناتھہ تالاب کے نام سے موسوم ہے اس لئے اکثر یہ خیال ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس تالاب اور عمارت کا بانی رگھوناتھہ داس تھا۔ لیکن کوئی اس بات کو نہیں بتلا سکتا کہ رگھوناتھہ داس آخیر تھے کون۔ تالاب میں ایک سمادہ (قبر) پختہ سنگ بستہ موجود ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے۔ کہ اس قبر کا تعلق تالاب و قلعہ سے کچھ نہ کچھ ضرور ہے۔ بہرحال اس عمارت پر متفکرانہ نظر ڈالنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ عمارت قلعہ کی ہے۔

www.taemeernews.com

گو بحالت موجودہ اِس میں ہکو شاہی محلات کے نشان نظر نہیں آتے لیکن عمارت میں فوجی اغراض کی تکمیل کے اسباب ضرور مہیا ہیں۔ جو مندر کے لئے نہیں ہوا کرتے البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ کسی وقت اس عمارت سے مندر کا کام بھی لیا گیا ہو۔ چنانچہ سنہ ۱۳۰۲ھ تک اس مندر میں مورتیاں موجود تھیں۔ جس کو بوقت فراری زمیندارہ سرنا پلی اپنے ساتھ سرناپلی لے گئیں۔ اور اس وقت اندلوائی کے مندر میں وہ موجود ہیں۔ (دیکھو باب دوم آرمور) رام مندر کی تاریخ تین سو سال کی مل رہی ہے۔ تعجب ہے کہ سمرتھ داس کے واقعات میں بھی اس قلعہ کا ذکر کہیں نہیں ملتا۔ افسوس ہے کہ کوئی کتبہ اس وقت تک اِس عمارت کے متعلق دستیاب نہ ہو سکا۔ تاکہ اس عظیم الشان عمارت کے تعمیر کنندہ کا نام آج روشن ہوتا۔

سنہ ۱۲۷۵ف کے بعد ہی ضلعبندی میں اِس عمارت کو سنٹرل جیل کیلئے مختص کیا گیا اور اس کی تعمیر و ترمیم کیگئی۔ آج تک اس کا سلسلہ برابر جاری ہے۔ سنہ ۱۳۲۷ف میں جب کہ سنٹرل جیل شکست کیا جاکر اس کو سب جیل قرار دیا گیا۔ تو اس پر ویرانی چھا گئی۔ کیونکہ فوج باقاعدہ کی آبادی جو اندرون قلعہ تھی۔ برخاست ہوگئی۔ اور عملہ و عہدہ داروں کے برخاست ہونیکی وجہ مکانات رہائش خالی رہ گئے۔ و نیز ایکہزار قیدیوں کے بجائے صرف چالیس پچاس قیدی یہاں پر رہنے لگے۔ جس سے اس عمارت کی جاروب کشی بھی ممکن نہ تھی۔ سنہ ۱۳۲۸ف سے سیاسی تبدیلیوں کی کثرت نے پھر اس مقام کو

www.taemeernews.com

آباد کر دیا ہے۔ اس مقام کی خوش گوار آب و ہوا کا کیا پوچھنا ہے۔
۱۳۱۶ ف میں جبکہ مہاراجہ سر یمین السلطنت کشن پرشاد بہادر صدر المہام وقت جبکہ دورہ نظام آباد تشریف لائے تھے تو اس مقام کا معائنہ فرمانے کے بعد اپنے اڈریس میں جن خیالات کا اظہار فرمایا اس کا مطالعہ بلاشبہ صاحبان بصیرت کیلئے باعث عبرت ہے۔

"میں نے محبس ضلع اندور کو دیکھا۔ ایک مرتفع پہاڑی پر ہے"
"یوں تو اگر غایر نظر سے دیکھا جائے تو دنیا کی ہر چیز میں تغیرات و تبدلات"
"کا اثر پایا جاتا ہے۔ لیکن انقلاب زمانہ کا بیّن ثبوت اس محبس سے"
"بھی ملتا ہے۔ جو کسی زمانہ میں مندر تھا۔ پھر قلعہ بنا ف۔ اب قیدیوں کا"
"مسکن ہے ف ۲۔ زانقلاب زمانہ چہ گویمت آستاد
کہ ہمچو ماہ بہر ماہ بیش وکم گردد

"اس مقام کے خوشگوار آب و ہوا کا اندازہ اس واقعے سے ہوتا ہے"
"کہ قیدیوں کے وزن میں اضافہ ہو گیا" اس قلعہ پر چڑھنے کو سیڑھیاں نہ تھیں۔ بڑی دشواری وانتہائی مشقت سے منازل طے کرنا پڑتا تھا۔ ۱۳۲۵ ف میں مسٹر ہنکن صدر ناظم پولیس اضلاع کی توجہ سے سیڑھیوں کی تعمیر ہوئی۔ جس کی وجہ سے چڑھائی میں سہولت ہوگئی
جامع مسجد قدیم بودھن۔ ملاحظہ ہو باب دوم

ف۔ اس سے ہمکو اختلاف ہے پہلے مندر تھا۔ بعد قلعہ بنا۔ بلکہ ہم قلعہ کو مقدم قرار دیتے ہیں۔ مصنف

ف ۲۔ ۱۳۴۱ ف میں جو تھی تبدیلی سیاسی قیدیوں کے مسکن کی بھی ہوئی ہے

www.taemeernews.com

ڈبول ڈیپلی - ملاحظہ ہو باب دوم -
دواخانہ تجدیدمین - ملاحظہ ہو باب ۱۴ طبابت -
مذہبی عمارات ضلع - ملاحظہ ہو باب ۱۶ معابد و مقابر -
عمارات سرکاری - ملاحظہ ہوں ابواب سررشتہ جات متعلقہ -
کلاک ٹاور - ۱۳۱۴ ف میں جیٹیم جانکا بائی انجہانی والیہ سرنا بلی نے بارہ ہزار کے صرفہ سے بمقام محبوب گنج اس کی تعمیر کروائی - جس سے آجتک عوام الناس استفادہ حاصل کرتے ہیں - اسپر جانکا بائی کلاک ٹاور لکھا ہوا تھا - جس کو مٹا دیا گیا -
دارالبلد (ٹاون ہال) - محمد علیصاحب صفوی مددگار مال نے سنہ ۱۳۴۱ ف میں امتحان عمال دیہی کے موقع پر مجھ سے تبادلہ خیال فرمایا کہ بچت فیس امتحان سے ہم ایک ٹاون ہال کیوں نہ تعمیر کرادیں جس میں سررشتہ تعلیمات بھی اپنے امتحانی ضروریات کی تکمیل کرسکے - اور لوکلفنڈ بھی میں نے اس کی تائید ان الفاظ میں کی کہ نواب تقی یار جنگ تعلقدار نے بھی ایک وقت خیال ظاہر فرمایا تھا کہ باغ عام میں ایک ٹاون ہال بنانا چاہئے "کیا عجیب کہ یہ کام آپ کے ہاتھوں پورا ہوجائے - اس کے بعد ہی صاحب موصوف نے مرزا محمد بیگ صاحب تعلقدار کے سامنے تحریک پیش کی مرزا صاحب موصوف نے مالی نقطہ نظر سے اس تحریک کو درخور التفات نہ سمجھا - لیکن صفوی صاحب کے مستقل ارادے نے انتہائی کوشش سے اس کو کامیاب بنا ہی لیا - سررشتہ تعلیمات سے رقم کی منظوری حاصل کی - لوکلفنڈ سے کچھہ بچت نکالی -

www.taemeernews.com

اور ایکسال کے اندر ہی مرزا احمد بیگ صاحب کے ہاتھوں ۱۹ اردی ۱۳۴۲ف
اس عمارت کا سنگ بنیاد باغ عام میں رکھوا دیا۔ صفوی صاحب کا اسکیم
اس عمارت کو ٹین کے شیڈ سے بنانے کا تھا۔ لیکن سید دلدار حسین صاحب
اکز کیٹو انجنیر کی ہمت و دلچپی بھلا اس کو کیسے پسند کرتی۔ سید صاحب
موصوف نے اپنی ذاتی دلچسپیوں کو اس عمارت کا شریک حال بنا دیا
جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوائے حیدر آباد فرخندہ بنیاد کے جنوبی ہند کے
کسی ضلع میں اس قدر وسیع و خوبصورت ٹاون ہال نظر نہیں آتا۔
اس کا نقشہ بالکل ہوائی جہاز کا سا ہے۔ وسعت کا یہ حال ہے۔
پانسو کرسیاں رکھی جا سکتی ہیں۔ نشت ایک ہزار سے زاید کیلئے
کفایت کرتی ہے۔ اس کا فرش مکمل تیار کروایا گیا ہے۔ اور کئی دین
کرسیاں و دیگر فرنیچر سے آراستہ ہے۔ اس عمارت کا پیش ہال مسٹر
دین شاہ جی متاجر آبکاری نظام آباد کا رہین منت ہے۔ جہاں
پر بطور یادگار فوٹو بھی لگا دیا گیا ہے۔ بہر حال محرک کے خلوص نیت
اور سید صاحب و مرزا صاحب کی دلچپیوں نے اس عمارت کو مکمل کر دیا
بتاریخ ۱۲۔ دی ۱۳۴۴ف بوقت چار ساعت شام حضرت والا شان
ولی عہد بہادر پرنس آف برار نے اپنے مبارک ہاتھوں اس کا افتتاح
فرمایا۔ اور اس ناچیز نے سپاس گذاری کا فرض ادا کیا۔
(نوٹ) ۔ بہمن ۱۳۴۳ف میں اس ہال کو مکرم ہال سے موسوم کرنے
کے لئے بارگاہ خسروی میں میں نے بحیثیت رکن معروضہ گذرانا تھا۔

مسافر خانہ ۔ قاضی معز یار جنگ مرحوم نے ۱۳۱۴ف میں قریب اسٹیشن

www.taemeernews.com

ایک عظیم الشان عمارت رفاہ عام کیلئے بنائی ہے اس عمارت میں کئی حجرہ ہیں۔ اور وسیع کمپونڈ ورانڈے۔ جس میں تقریباً پانسو سے زاید مسافر ٹھیر سکتے ہیں۔ لیکن فی زمانہ اس عمارت کا انتظام بلدیہ کے سپرد ہے۔ فی کمرہ یومیہ ۲ر کرایہ لیا جاتا ہے ورانڈے کیلئے کوئی کرایہ نہیں ہے۔

مارکٹ۔ نظام آباد میں مارکٹ گوشت و سبزی و مچھلی وغیرہ کی تعمیر زمانہ برزو جنگ آنجہانی ولیاقت جنگ مرحوم اُس مقام پر ہوئی تھی۔ جہاں اسوقت بودھن روڈ و اعظم جاری روڈ کا چوراہا ہے۔ مرزا احمد بیگ تعلقدار وقت نے سابقہ مارکٹوں کو موجودہ آبادی کے لحاظ سے غیر موزوں و ناکافی سمجھتے ہوئے مغربی آبادی کیلئے برکت پورہ میں اور مشرقی آبادی کیلئے بازار جمعرات عقب دواخانہ ۱۳۴۴؁ف میں نہایت سلیقہ سے جدید مارکٹ تیار کروائی ہے دی ۱۳۴۵؁ف سے اِن مارکٹوں میں کاروبار جاری ہوئے۔ جس کا افتتاح محمد بہادر صاحب ناظم عدالت کے ہاتھوں ہوا۔ سابقہ مارکٹ کو شکست کردیا گیا صرف ایک سبزی مارکٹ کو ہراج کیا گیا۔ جہاں پر اس وقت ملگیات جدید تعمیر ہوئے ہیں۔ جس کا نام احمدی بازار ہے۔

کتب خانہ ۔ ملاحظہ ہو باب تعلیمات

دھرم سالہ ۔ ملاحظہ ہو باب معابد

پُل ۔ ملاحظہ ہو باب تعمیرات

آبنوشی ۔ ملاحظہ ہو باب طبابت و حفظان صحت ۔

قوت خانہ برقی ۔ نظام ساگر کے بند کا کام ختم ہونے کے بعد وہاں

۲۳۴

کے قوت برقی کے انجن بیکار ہو چکے تھے۔ سررشتہ آبپاشی اس کو فروخت کرنے کی فکر میں تھا۔ ۱۳۴۲ف میں مرزا محمد بیگ صاحب تعلقدار وقت نے نظام آباد میں برقی قوت کی ضرورت کو محسوس کر کے مجلس لوکلفنڈ میں تحریک پیش کی۔ اور کئی نشستوں میں اس مسئلہ پر مباحث ہونے کے بعد یہ تحریک منظور ہوئی کیونکہ نظام آباد کی مختصر آبادی اور عوام کی فلاکت کے مد نظر خریداران برق کی تعداد یاس انگیز تھی۔ انتہائی سعی و حکمنہ کوشش کرنی پڑی۔ مولف کو بھی بحیثیت رکن کمیٹی لوکلفنڈ ذمہ دار گردانا گیا تھا۔ دو سو خریدار فراہم کئے گئے۔ خطیب محمد حسین صاحب ناظم برقی اضلاع کی انتہائی کوشش اور دلچسپی نے دیکھتے ہی دیکھتے چھ ماہ کے عرصہ میں اس قوت خانہ کو مکمل کر دیا۔ اور ۱۴ فروردی ۱۳۴۲ف کو حضرت ولی عہد بہادر پرنس و پرنسس آف برار نے مکرم جاہ بہادر کو آغوش میں لئے ہوئے اپنے مبارک ہاتھوں نظام آباد کی تاریک شب کو منور کر دیا۔ خدمت مہتممی برقی پر حسب ذیل حضرات کارگذار رہے۔ کے بم متنا۔ مخدوم حسینی صاحب افضل علیصاحب۔ ضیاء الدین صاحب۔ حبیب عثمان صاحب روشنی کیلئے مقررہ نرخ (سرکاری) فی یونیٹ ۶ ۶ر رہے اور گرنیوں کیلئے ۱ر یونیٹ تک لیا جاتا ہے۔

مستقر نظام آباد کی سڑکیں۔ اسٹیشن کی سڑک اور گنج کی سڑک نواب برزو جنگ آنجہانی کے زمانہ میں تعمیر ہوئی بازار جمعرات کی مغربی سڑک جو شمال سے جنوب کو جاتی ہے۔ نواب سہراب نواز جنگ کے

www.taemeernews.com

زمانہ میں بنائی گئی۔ اور اس جانب کی جدید آبادی بھی آپ ہی کے زمانہ میں قائم ہوئی۔ دنیز پھولانگ کنٹنیر روڈ بھی آپ کے ہی زمانہ میں تیار ہوئی۔ جمعرات بازار کی سڑک اور بازار نواب احمد نواز جنگ کے زمانہ میں تعمیر ہوئے۔ اور سڑک خلیل پورہ بھی آپ ہی کے زمانہ کی ہر سڑک ندی پھولانگ تا دفاتر کی تعمیر نواب نقی یار جنگ بہادر کے زمانہ کی ہے۔ لیکن اس کو مسٹر ایرج شاہ کے زمانہ میں پختہ کیا گیا۔ قلعہ سے بودھن کی سڑک کی تعمیر نواب نقی یار جنگ مرحوم کے زمانہ میں ہوئی۔ مرزا محمد بیگ صاحب تعلقدار کے زمانہ میں کوٹ کی عقبی سڑک اور درلی کی سڑک دنیز اسٹیشن کی سڑکوں کی شل اندازی ہوئی۔ کوٹ کی عقبی سڑک کا افتتاح فروردی ۱۳۴۴ف میں عبد لیا خانصاحب صوبہ دار کے ہاتھوں ہوا۔ کوٹ کی خندق بھی اسی زمانہ میں بھر دی گئی۔ محلہ پھولانگ کے چوراہے کی توسیع کیلئے مرزا محمد بیگ صاحب تعلقدار کے زمانہ میں منظوری ہوچکی تھی قاضی زین العابدینصاحب تعلقدار و محمد طاہر صاحب معتمد بلدیہ کے حسن سلیقہ نے اس کو ۱۳۴۴ف میں بیحد خوشنما بنا دیا گنج سے بڑے بازار کو ایک وسیع سڑک کی ضرورت عرصہ سے محسوس کیجا رہی تھی محلہ اسلامیہ کے موجودہ سڑک کو وسیع کرنے کا خیال تھا۔ مہر ۱۳۴۲ف میں مصنف نے ٹپہ خانہ سے راست سڑک قائم کرنیکی تحریک کی۔ اولاً مرزا محمد بیگ صاحب نے اُس کی مخالفت کی بالآخر رخ کو بدلکر اس کا نقشہ بنایا گیا۔ جو منظور ہوچکا۔ اور قریب تھا کہ کام آغاز ہو۔ مجلس بلدیہ نے منظورہ

www.taemeernews.com

نقشہ پر نظر ثانی کی اور اس کے پیچ وخم کو بد وضع خیال کرکے راہ مستقیم کو پسند کیا۔ (جس کی تحریک سب سے پہلے مولف نے کی تھی وہی پیش نظر آئی) اوائل ۱۳۴۲ف میں اس سڑک کا کام نہایت ہی تیزی کے ساتھ اراکین بلدیہ کی انتھک تفہیم و ترغیب سے انتہائی کفایت میں مکمل ہوا محمد طاہر صاحب معتمد بلدیہ کی دلچسپیوں نے اس سڑک کے نقشہ کو بہتر سے بہترین بنا دیا۔ اور اس سڑک کو حضرت والاشان ولی عہد بہادر کے اسم گرامی سے موسوم کیا جاکر "سڑک اعظم جاہی اعظم روڈ" نام منظور کیا گیا نہ صرف نظام آباد کی سڑکوں میں یہ سڑک شاہ راہ بن گئی بلکہ اس کی وجہ سے زمانہ قریب میں نظام آباد کا بازار عام اضلاع پر فوقیت لے جائے گا۔

مرزا محمد بیگ صاحب نے اس سڑک کو دیکھکر یہ الفاظ کہے کہ "اس قدر کم صرفہ میں اور آسانی سے قاضی صاحب ومجلس بلدیہ نے جس طرح اس سڑک کو بنالیا مجھ سے ناممکن تھا"

جدید آبادی۔ اسٹیشن کی جانب سیول آبادی نواب برزد جنگ کے زمانہ کی ہے۔ قدیم آبادی سے اسٹیشن روڈ کی دو طرفہ آبادی اور پھولانگ کنٹنٹر روڈ کی آبادی نواب سہراب نواز جنگ کے زمانہ کی ہے۔

خلیل پورہ۔ اور جمعرات بازار کی آبادی بزمانہ احمد نواز جنگ قائم ہوئی کنٹنٹر کی آبادی کا آغاز مسٹر ایرج شاہ چینائی کے زمانہ میں ہوا۔ محلہ برکت پورہ ۱۳۴۲ف مسعود پورہ ۱۳۴۳ف میں مرزو در پورہ ۱۳۴۲ف محلہ میں بزمانہ تعلقداری مرزا محمد بیگ صاحب آباد ہوئے۔

؎ حاشیہ صفحہ ۲۴۳ ملاحظہ ہو۔

www.taemeernews.com

مزدور پورہ تمام گنج و نیز گرنیوں کے مزدور پیشہ کی آبادی کے لیے آباد کیا گیا۔ تاکہ پاک صاف آب وہوا میں اُن کی صحت اچھی رہے اور گنج وگرنیوں سے اُن کو قربت حاصل ہو۔ اس مقام کی نشاندہی شیخ محمد صاحب وکیل نے کی۔ اور اپنے پٹہ کی زمین بھی اس غرض کیلئے دی تمام ڈیولپمنٹ کے کام انتہائی مستعدی وجفاکشی سے زیراہتمام عبدالملک صاحب مہتمم لوکلفنڈ حسب ہدایات مرزا محمد بیگ صاحب انجام پائے۔

باب ۱۹

تفریح گاہیں

یوں تو سرزمین نظام آباد نظام ساگر کی وجہ سے ہرطرف سرسبز وشاداب نظر آتی ہے۔ لیکن بطور خاص نظام آباد کے مقامات نظام ساگر۔ علی ساگر۔ منجیرہ۔ ماسانی اور خلاص پور کے تالاب قابل ذکر ہیں۔

ع۔ مستعد پورہ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ یہ حصہ زمین مختلف اشخاص کے قبضہ میں انتہائی بے ترتیبی کے ساتھ تھا۔ مرزا محمد بیگ صاحب نے اس جانب توجہ کی مگر کوئی کامیابی نہ ہوئی مجھے بحیثیت رکن کمیٹی صاحب موصوف نے خواہش ظاہر کی میری فہمائش پر تمام قابض اراضی نے رضامندی کا اظہار کرلیا میرے مرتبہ پلان اور نقشہ جات کو میر مجلس صاحب وقابضین نے منظور کرلیا۔ بوقت سنگ بنیاد میں نے مرزا صاحب سے اس محلہ کا نام مستعد پورہ رکھنے کی خواہش کی لیکن قابضین کی مستعدی کو دیکھکر مستعد پورہ تجویز کیا۔ اور اُسکے ساتھ برکت پورہ بھی نامزد کردیا گیا۔

www.taemeernews.com

نظام ساگر بہ حیثیت تفریح گاہ

نظام آباد سے ۶۵ میل کے فاصلہ پر نظام ساگر واقع ہوا ہے۔ جہاں ریلوے موٹر بس روزانہ دوڑتی ہے۔ بند کے مشرقی کنارے پر خوبصورت گلگشت ہے ساگر کا سماں بڑا ہی جاذب نظر ہے۔ اس کے متعلق خواجہ معین الدین صاحب عابد کا ایک شاعرانہ مضمون یہاں پر نقل کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ تاکہ ناظرین اس سے محفوظ ہوں۔ ساگر کے مسحور کن منظر سے لطف اندوز ہوتی ہوئی ہوائیں گنگناتی ہوئی وجد کرتی ہوئی رقص کرتی ہوئی پانی کی موجوں پر سے گذرنے لگتی ہیں۔ آئینہ کیطرح شفاف، پارہ کیطرح بے تاب اور چلبلی موجیں ان ہواؤں کو چھونے کی فکر میں اوپر اٹھ اٹھ کر گرتی ہیں۔ ان کی اس ناکامی پر گلگشت کے کنارے ڈالیوں پر جھولتی ہوئی کلیاں کھل کھلا کر ہنس پڑتی ہیں۔ کنارے سے دور۔ بہت دور۔ تالاب کے درمیان میں ایک جزیرہ ہے پرندوں کا پر امن اور پر سکون مسکن۔ دنیادی گندگیوں سے پاک انسانی باغرض قدموں سے بے لوث۔ جہاں پر نورانی صبح کو آسمانی فرشتے روحانیت کی بارش برساتے خداوند قدوس کی حمد کے آسمانی نغمے گاتے آتے ہیں۔ اور معصوم پرندوں کی علی الصباح تسبیح میں شریک ہو جاتے ہیں۔ جہاں ہر شام کو جبکہ ساگر کا پانی سورج کی زرد زرد شعاعوں کے سبب پگھلا ہوا سونا معلوم ہوتا ہے۔ حوریں گاتی ہوئی۔ اشنان کو آتی ہیں۔ کتنا پیارا ہے۔ حوروں کا پنگھٹ!! نظام ساگر کا جزیرہ!! بند کے مغربی کنارے پر ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کی خوبصورت

www.taemeernews.com

چوٹی پر ایک خوشنما عمارت تعمیر کیگئی ہے۔ جس کی اونچی چھت پر کھڑے ہوکر جدہر نظر ڈالو ادہر ہی منظر ایک سندر بیٹا نظام ساگر طویل باہیں پھیلائے ہوئے دیو قامت پہاڑوں کی آغوش میں مچلتا ہوا نظر آئے گا۔

ہیڈ سلوس (یعنی نظام ساگر کا وہ مقام جہاں سے نہر نکلتی ہے) اپنے شور مچاتے۔ سر پٹکتے اور منہ سے بخارات کا دھواں چھوڑتے ہوئے آبشاروں کی وجہ سے خاص کیفیات کا حامل ہے"

علی ساگر۔ ۱۳۴۲ف میں اس کا سنگ بنیاد سید دلدار حسین صاحب اکزیکٹو انجینئر نے اپنی دماغی کاوشوں سے رکھا۔ مرزا محمد بیگ صاحب کے استحاد عمل سے علی ساگر باشندگان نظام آباد کیلئے ایک بہترین تفریح گاہ بن گیا۔ تالاب میں ایک موٹر بوٹ بھی ڈالی گئی ہے۔ ۱۴ اردی کو پرنس آف برار، حضرتہ شہزادی درشہوار معہ مکرم جاہ بہادر کے یہاں رونق افروز ہوئے تھے۔ اور پسندیدگی کا اظہار فرمایا تھا۔

آذر ۱۳۴۶ف میں سر صدر اعظم بہادر کی آمد کے موقع پر بنگلہ سے جانب چمن تین سو سیڑھیاں پندرہ روز میں تیار کردائی گئیں۔ یہ مقام نظام آباد سے (۹) میل کے فاصلہ پر ہے۔ اور بہترین سڑک موٹر رانی کیلئے بنادی گئی ہے۔ سیکل پر بھی نہر کے راستہ سے پہنچ سکتے ہیں علی ساگر کے متعلق جشن نوروز ۱۳۴۸ف کے موقع پر مشاعرہ میں خواجہ معین الدین صاحب عابد نظام آبادی نے اپنی طبع زاد نظم سے سامعین کو مسحور کر لیا تھا۔ ناظرین کی ضیافت طبع کے لئے یہاں پر اس کو درج کیا جاتا ہے۔

www.taemeernews.com

علی ساگر

لے لو وہ آگیا دیکھو علی ساگر اپنا
مے عرفاں سے لبالب ہے یہ ساغر اپنا
کتنا دلکش ہے یہ ننھا سا سمندر اپنا
بن گیا رشک ارم آج علی ساگر اپنا

دیکھئے دیکھئے کیا لطف ہے کیا منظر ہے
جشن نوروز ہے گلگشت علی ساگر ہے

منظر دلکش ساگر سے زباں ہے قاصر
اس کی توصیف مرے حد بیاں سے باہر
نہر تالاب چمن پھول پہاڑی منظر
حوض فوارے یہ بنگلہ وہ جزیرہ طاہر

واہ وا واہ یہ کیا لطف ہے کیا منظر ہے
جشن نوروز ہے گلگشت علی ساگر ہے

کیاریاں پھول پرندے یہ سہانا گلشن
چار جانب وہ پہاڑوں کا نشیبی دامن
وہ جزیرہ وہ پرندوں کا پیارا مامن
مادرِ فطرت معصوم کا ٹھنڈا دامن

واہ وا واہ یہ کیا لطف ہے کیا منظر ہے
جشن نوروز ہے گلگشت علی ساگر ہے

رقص کرتی ہوئی موجیں جو بہی جاتی ہیں
گنگناتی ہوئی کہسار سے ٹکراتی ہیں
صبح کو ننھی سی چڑیاں ہی ہیں گاتی ہیں
حوریں گاتی ہوئی اشنان کو یاں آتی ہیں

واہ وا واہ یہ کیا لطف ہے کیا منظر ہے
جشن نوروز ہے گلگشت علی ساگر ہے

جھوم کر شاخ پہ وہ بلبل شیدا بولا
زمزمہ کرتے ہوئے حسن کا قصہ بولا
لو سنو آم کی ڈالی پہ پپیہا بولا
کچھ سنا تم نے وہ آشفتہ نوا کیا بولا

www.taemeernews.com

پی کہاں پی کہاں کیا لطف ہے کیا منظر ہے
جشن نوروز ہے گلگشت علی ساگر ہے

دن گیا رات ہوئی چاند کیا بے ہالا
بزم انجم کو بڑے غور سے دیکھا بھالا
آدم آباد کی جانب جو وہ نظریں ڈالا
رابع مسکونِ فلک پر یہ خبر دوڑا آیا

ہاں چلو دوستو کیا لطف ہے کیا منظر ہے
جشن نوروز ہے گلگشت علی ساگر ہے

یہ خبر سنتے ہی افلاک کے تارے دوڑے
کہکشاں اور ثریا کے ستارے دوڑے
ٹوٹ کر چرخ سے وہ شوق کے مارے دوڑے
گنگناتے ہوئے یہ شعر ستارے دوڑے

ہاں چلو دوستو کیا لطف ہے کیا منظر ہے
نیچے جنت ہے کہ گلگشت علی ساگر ہے

اس سے بہتر کوئی ساگر کہیں دیکھے تم نے
آب میں نقرئی اژدر کہیں دیکھے تم نے
اس سے بہتر کوئی منظر کہیں دیکھے تم نے
غسل کرتے ہوئے اختر کہیں دیکھے تم نے

واہ وا واہ یہ کیا لطف ہے کیا منظر ہے
جشن نوروز ہے گلگشت علی ساگر ہے

عابد نظام آبادی

مختصر یہ کہ چمن علی ساگر کی ابتداء مسٹر بالا پرشاد مددگار انجنیئر کے ہاتھوں ہوئی۔ اور موجودہ باغبان مسٹر مرزا محمد علی کی محنت و دلچسپی اور مسٹر پاپیا اکز کیٹو انجنیئر کی توجہ سے اس کی بہار باقی ہے۔

منجیرہ۔ نظام ساگر سے پہلے نظام آباد کے بہترین مقامات تفریح میں یہ مقام تھا۔ موسم بارش میں اُس کا منظر قابل دید ہوتا ہے۔ صحرائی مقام پر تالاب کے کنارے اونچی پہاڑی پر بنگلہ بنایا گیا ہے یہاں کے قدرتی سادے مناظر اپنے اصلی رنگ میں دلوں پر ایک خاص رنگ جماتے ہیں حضرت ولی عہد بہادر پرنس آف برار ۱۳۴۶ف میں بغرض سیر و شکار رونق افروز ہوئے تھے۔ یہ مقام نظام آباد سے ۹ میل فاصلہ پر ہے یہاں پر روزانہ ریلوے موٹر بس دوڑتی ہے۔ اس مقام کو فرقہ مہدویہ کے دو بزرگوں کے مدفون کی وجہ خاص اہمیت ہے۔ حضرت سید علی صاحب قدس سرہٗ موضع میدک پلی میں مدفون ہیں (یہ موضع منجیرہ روڈ کے ۶ میل کے فاصلہ پر ہے) اور حضرت شاہ نور محمد صاحب قدس سرہٗ تالاب منجیرہ کے جانب مشرق مدفون ہیں۔ جہاں پر فرقہ مہدویہ کے اکثر زایرین آیا کرتے ہیں۔

ماسانی۔ نظام آباد سے ڈیڑھ میل فاصلہ پر یہ ایک وسیع تالاب واقع ہے اس کی الٹنگ کے دروازوں سے پانی گر کر چادر کی شکل میں بہنے کا منظر قابل دید ہے جو عموماً بارش میں نظر آتا ہے۔

چمن برقی۔ آبادی ہی میں ہے۔ خوبصورت چمن کے زور دار فواروں پر قوت والی برقی روشنی پڑنے سے قطرہائے آب گوہر آبدار معلوم ہوتے ہیں

باغ عام۔ نظام آباد میں سب سے پہلے میر امیر علی صاحب تعلقدار نے ۱۳۱۲ء میں محبوب باغ کی بنیاد ڈالی اور اسی میں ایک مکان محبوب گلشن کے نام سے بنایا۔ جہاں عہدہ داران ضلع کیلئے بطور کلب تفریح کا سامان مہیا تھا

www.taemeernews.com

بزمانہ تعلقداری مسٹر برزوجی ۱۳۲۱ف میں اس مکان و باغ کو ہراج کردیا گیا ف اور اسٹیشن سے قریب ایک بہترین اراضی پر باغ عام کی بنیاد قائم کی گئی ۔ اور بنگلہ تعلقداری میں آفیسرز کلب قائم کیا گیا ۔ بلرڈ ٹیبل محبوب گلشن سے یہاں منتقل کیا گیا جو آج تک ہے ۔

باغ عام کی حالت ۱۳۲۴ف تک اچھی رہی ۔ اس کے بعد بوجہ مسدودی نالہ آبپاشی خراب ہوگئی ۔ ۱۳۴۱ف سے اس کو مٹادینے کا خیال ہو رہا تھا ۔ جس کی مخالفت مصنف نے سختی سے کی ۔ اور مرزا محمد بیگ صاحب باوجود اختلاف رائے کے مجھ سے متفق ہوگئے ف اس عرصہ میں ٹاؤن ہال بھی تیار ہوگیا ۔ ۱۳۴۳ف سے اس پر بہار آگئی تھی ۔ لیکن پھر اس پر خزاں کا رنگ غالب ہوتا نظر آرہا ہے ۔ حالات نظام آباد میں مورخ نے اس باغ کے متعلق لکھا ہے کہ "ناریل ۔ سنترہ ۔ موز ۔ جام وغیرہ کے درخت ہیں ۔ انگریزی ترکاریاں بھی بوئی جاتی ہیں ۔ صاحب موصوف کے قیام تک ترقی جاری تھی ۔ اب کس مپرسی کی حالت میں ہے ۔ اس سے ظاہر ہوسکتا ہے کہ ہمارے ملک میں کام زیادہ تر شخصی حیثیت سے چلتے ہیں اور جب اُس کا اثر اٹھ جاتا ہے ۔ تو اس کام پر بُرا اثر پڑتا ہے بخلاف متمدن ممالک کے جہاں پر ہر پیشرو کے کام کو اس کا جانشین ترقی دینا

ف ۔ یہ عمارت اور باغ معز یار جنگ قاضی صاحب نظام آباد نے خرید لیا ۔ اس وقت انہی کے قبضہ میں ہے ۔ باغ گنج کے مغرب میں واقع ہے اس عمارت پر ایک کتبہ بھی یہ ہے ۱۳۱۲ھ
اتفاق عہدہ داراں سے بنا یہ خوش مکان ۔ یادگار دل کشاد جان گزین یڈنگ رقم

ف ۔ ملاحظہ ہو شل و کلفنڈ ۱۳۴۲ف نظام آباد ۔

www.taemeernews.com

اپنا فرض عین سمجھتا ہے"۔ مولف نے بھی اپنی آنکھوں سے اس کی شادابی و سرسبزی کو دیکھا ہے کہ پردہ نشین عورتیں اس میں تفریح کرتیں۔ اور درخت اون کے پردہ دار ہوتے۔ چونکہ اب پردہ کی ضرورت ہی غیر ضروری ہوتی جارہی ہے۔ اسلئے قدامت پسند درختوں کا خون خشک ہو گیا۔ اور وہ جلکر فنا ہو گئے۔ نظام آباد کی بڑھتی ہوئی آبادی اور ترقی تمدن و معاشرت کے پیش نظر یہاں پر قریب ترین حصہ میں ایک پر فضا عام تفریح گاہ کی شدید ضرورت ہے۔ میرے خیال میں رگھوناتھ تالاب کے تحت اور اُس سے بہترین مقام نہر نظام ساگر کے (۶۱) میل کا تمام تر حصہ اس کے لئے اس قدر موزوں اور دلفریب ہے۔ کہ نظام آباد کا کوئی حصہ اس سے زیادہ دلچسپ اور آبپاشی و قدرتی مناظر کی سہولتوں سے مکمل نہیں ہو سکتا۔ اور پھر آبادی سے ملا ہوا۔ کیا عجیب کہ کوئی کسی زمانہ میں اس مقام کو منتخب کرے جو نظام آباد کے لئے ایک بہترین تفریح گاہ کا مرکز ہو گا۔

لطیفہ۔ ایک مرتبہ چند گاؤ میش چمن میں چر رہے تھے۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ وہ ایک عہدہ دار کے ہیں۔ میں نے بذریعہ تحریر معتمد لوکل فنڈ سے خواہش ظاہر کی کہ میرے جانور ٹاون ہال میں باندھنے کی اجازت دی جائے۔ اس لئے کہ چراگاہ کے سامنے کوٹھا ہوا کرتا ہے۔ جب باغ میں جانور چر سکتے ہیں تو مجھ کو بھی بہ حیثیت ایک رکن لوکل فنڈ اپنے جانوروں کیلئے کوٹھا استعمال کرنے کا حق ہے۔ اس کا علم جب ٹالک مویشی کو ہوا تو اپنے ملازمین خانگی کی شرارت معلوم کرکے تنبیہ کی گئی

www.taemeernews.com

اور جانوروں کی چرائی موقوف ہو گئی۔

کلب۔ وقار کلب[1] بنگلہ اول تعلقداری میں بزمانہ برزوجی آنجہانی قائم ہوا۔ نواب لیاقت جنگ سہراب نواز جنگ نے اس سے دلچسپی لی۔ مسٹر ایرج شاہ تعلقدار کے زمانہ میں اس کا نام نظام آباد کلب کر دیا گیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کلب کافی ترقی کر گیا۔ لیکن نہ معلوم پھر کیوں اس کا نام بدل دیا گیا کہ عام دلچسپی میں کمی ہو گئی۔ باوجود اس کے عہدہ داران و وکلاء کی تفریح طبع کا وہ مرکز ہے۔

یونین کلب نظام آباد۔ یہ کلب عوام کیلئے عبدالواسع صاحب کورٹ انسپکٹر حال وظیفہ یاب و عبدالستار صاحب عامل ٹپہ و شمس الدین صاحب ناظر ٹپہ و تاج الدین محمد صاحب خزانہ دار وغیرہ کی کوششوں سے ۱۳۲۱ف میں قائم ہوا۔ اور ایک عرصہ تک بڑی کامیابی سے چلتا رہا۔ اس کلب میں ایک کتب خانہ ۱۳۲۲ف میں قائم ہوا تھا۔ جو بانیان کلب کے تبادلہ کی وجہ سے بحالت کس مپرسی پڑا رہا۔ بالآخر اس کا فرنیچر و کتب خانہ جو کچھ باقی تھا۔ وہ انجمن اسلامیہ کے حوالہ کیا گیا۔ عثمانیہ جوبلی کتب خانہ نظام آباد میں اس کی کتابیں محفوظ ہیں۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ عثمانیہ جوبلی کتب خانہ اسی بنیاد کی ایک مستحکم عمارت علمی ہے۔

زنانہ کلب۔ مسز یم۔ بی۔ دادر جو سیول سرجن نظام آباد کی بیگم تھیں۔ سب سے پہلے ٹاؤن ہال میں زنانہ کلب کی ابتدا کی۔ اور بیگمات کے

---

[1] نواب وقارالملک کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔ لیاقت جنگ کے زمانہ میں آفیسرز کلب سے موسوم ہوا۔

www.taemeernews.com

اشتراکِ عمل سے اپنی انتہائی دلچسپیوں کے ساتھ اس کو کامیاب بنایا۔
بیگم قاضی زین العابدین صاحب اول تعلقدار کی تحریک پر جشن سیمین کی یادگار میں ایک مختصر سی عمارت وسط آبادی میں تیار ہوئی ہے۔ اگر یہ کلب مسز دادر کی یادگار ہے تو عمارت بھی منت کش بیگم قاضی ضرور ہے اس کلب کا افتتاح بیگم سر اکبر کے ہاتھوں ہونے والا تھا۔ اُن کے نہ آنے کی وجہ سے ۲۱ر آذر ۱۳۴۷ف کو بیگم کرافٹن معتمد مال کے ہاتھوں افتتاح ہوا۔ اس جلسہ میں بیگم قاضی و بیگم دادر نے سپاسنامے پیش کئے جس میں خواتین نظام آباد مدعو تھیں۔

ریلوی کلب۔ مسٹر لیس لکشمن اسٹیشن ماسٹر کی دلچسپیوں نے حدود ریلوئے میں ایک کلب جولائی ۱۹۳۳ء میں قائم کیا۔ جس کا افتتاح مسٹر ولیمس افسر اعلیٰ ریلوئے نے کیا۔ یہ کلب کامیاب ثابت ہو رہا ہے خصوصاً مسٹر لکشمن کے حسن اخلاق نے بیرون حدود ریلوئے پبلک کو بھی اسکا گرویدہ بنالیا ہے۔

سالِ نو۔ [۱] ۱۳۴۳ف سب سے پہلے ملک سرکارعالی میں مالیہ کا سال نو بہ سرپرستی مرزا محمد بیگ صاحب تعلقدار وقت علی ساگر میں منایا گیا۔ جسکے

---

[۱] ہر آزاد و خودمختار ملک اپنے مالیہ کے سال نو کا خیر مقدم انتہائی مسرتوں سے کرتا ہے اسی اصول کے پیش نظر ۱۳۴۱ف سے یہ ناچیز مورخ اخبارات میں مضامین کے ذریعہ عوام کو اور انفرادی کارڈہائے تہنیتی مطبوعہ سے عہدہ داران حکومت کو توجہ دلاتا رہا۔ خدا کا شکر ہے کہ مبارک عہد عثمانی میں ۱۳۴۳ف سے یکم آذر کو تعطیل عام کا اعلان فرمایا گیا۔ ۱۳۴۲ف میں زیر قیادت غلام محمد خاں انصار کن بلدیہ نہایت آب و تاب کے ساتھ سال نو منایا گیا۔ جس کا اثر تمام ملک نے قبول کیا۔

272 www.taemeernews.com

جس کے بعد سے ہر سال منایا جارہا ہے۔ اور اب تو یہ تحریک ۱۳۴۲ف میں ممالک دکن کے طول وعرض میں پھیل چکی ہے۔

تعلقات کے کلب گھر۔ مستقر کا ماریڈی، مستقر آرمور۔ بانسواڑہ ان مقامات پر بھی کلب قائم ہیں۔ جہاں پر عہدہ دار وکلا ر اور خوش باش روزانہ ٹینس۔ بیاڈمنٹن اور گھریلو کھیل و نیز اخبار بینی میں شام کا وقت گذارتے ہیں

تعیشات

سینما۔ ۱۳۴۱ف میں مسٹر راما گوڑ نرسا گوڑ نے کرشنا ٹاکیز کے نام سے پہلا سینما قائم کیا۔ جو انتہائی کامیابی کے ساتھ چلا۔ ۱۳۴۲ف سے حکومت مقامی کے شدید احکام نے اس کو قریب قریب بند کرا دیا۔ ماہ تیر ۱۳۴۵ف میں مسٹر فیروز شاہ منیجر امتا جر آبکاری نظام آباد نے اس کو خرید لیا اور اس کو نظام آباد پیالس ٹاکیز سے موسوم کرکے اس کا افتتاح قاضی زین العابدین صاحب تعلقدار کے ہاتھوں کروایا۔ جو کامیابی سے چل رہا ہے

طوائف۔ نظام آباد کے متعلق عام طور پر مشہور ہے کہ یہاں پر نو سو گھر مرلیوں کے آباد ہیں۔ یہ صریح غلط ہے نہ معلوم یہ کس زمانہ کی خبر ہے۔ اس وقت سو پچاس ایسی عورتیں ضرور ہیں۔ یہ تعداد بائیس ہزار کی آبادی میں غیر معمولی نہیں کہی جاسکتی۔ مبارک عہد عثمانی میں مرلی گری کے طریقہ کو قانوناً مسدود کر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ تعداد بھی ممکن ہے کہ باقی نہ رہے نظام آباد میں شائستہ و خود دار طوائف جس کے حسن و جمال کا ایک زمانہ میں شہرہ تھا مسماۃ لچھا نانی تھی

www.taemeernews.com

اس کا انتقال ۱۳۲۹ ف میں ہو گیا۔ اب اُس کی پروردہ کملا ثانی اس وقت موجود ہے دینیز دوسری نیکا ثانی طوالف بھی ہے۔ جو زیادہ رقص و سرود کے لئے تقاریب میں بلوائے جاتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ دنیا میں سب ہی قسم کے انسان ہیں۔ جن انسانوں کی طینت ناپاک زنا پسند واقع ہوئی ہے اُن کے لئے تو اس طبقہ کا موجود ازبس ضروری ہے (درآں حالیکہ حد شرعی جاری نہیں ہے)۔ تاکہ شریف و باعصمت عورتوں کی طرف اِن ذریات شیطان کا رخ نہ ہو۔ ورنہ اِن کی ریشہ دوانیاں نہ معلوم کیا کریں۔

زنخے سب سے پہلے گلاب جی نامی ایک شخص تھا۔ دس پندرہ سال ہوئے کہ وہ یہاں سے چلا گیا ایک ہندو زنخہ ہے۔ کچھ عرصہ سے چند نیک صورت شیاطین سیرت قوم لوط کی پارٹیاں بھی ہیں جو شریف لڑکوں کو دھوکہ دیکر خفیہ اڈوں میں لیجاتی اور جبراً برباد کرتی ہیں۔ اور غریب مارے شرم و حیا کے اُس کے متعلق دادرسی نہیں چاہتے

مے خانے اس کے تفصیل کی ضرورت ہی نہیں۔ سررشتہ آبکاری کا ایک مستقل محکمہ منجانب حکومت کارفرما ہے۔ جس کی آمدنی سالانہ ساڑھے چار لاکھ روپیہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ روپیہ رعایا کی گاڑھی کمائی۔ اور اُن کے بیوی بچوں کا حق برباد کرکے ہی آتا ہوگا۔ گو ترک مسکرات کی کمیٹیاں ہوتی ہیں۔ اور ہر قسم کا پروپگنڈا کیا جاتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ ایک مضحکہ خیز حقیقت ہے۔ بس اس سے زیادہ کچھ نہیں کہ۔

درمیانِ قعرِ دریا تختہ بندم کردۂ ٭ بازمی گوئی کہ دامن ترمکن ہشیار باش

www.taemeernews.com

کاش اس ام الخبائث کو حکومت ہماری اس اسلامی سلطنت سے باہر نکال دیتی اور کم از کم کانگریس وامریکہ ہی کی تقلید کرلیتی تو کیا اچھا ہوتا۔

قمار خانہ۔ پست طبقہ کے لئے تو کوئی گنجائش نہیں اسلئے یہاں پر اس کا وجود نہیں ہے۔ لیکن ہر سوسائٹی میں برج کا کھیل بیٹ سے کھیلا جاسکتا ہے خصوصاً کلب گھر یعنی شب میں اور شنا لقین برج کے دیوان خانے رات رات بھر آباد رہتے ہیں۔ کھیلنے والوں میں ہمارے بھائیوں کا تناسب بمقابلہ ہر اور اقوام کچھ زیادہ ہی نظر آتا ہے بعض حضرات کو اپنے اعلے کھیل پر دعوی بھی ہے۔ عبرت حاصل کروائے صاحبان بصیرت۔

باب ۲۰

مشاہیر

قاضی محمد محسن مرحوم

آپ کی شہرت نظام آباد میں آپ کے علم و فضل اور تمول و تجارت کی وجہ سے خاص تھی۔ آپ کا زمانہ ۱۱۶۲ھ کا ہے لکھپتی تھے۔ آپ کے والد کا نام شیخ محی الدین عرف حاجی میران تھا۔ جو شیخ محمد ابن شاہ ملک المخاطب قاضی آصف بن خواجہ شیخ برہان الدین کے فرزند تھے۔ برہان الدین کا سلسلہ گیارہویں پشت میں خواجہ شیخ فرید الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ سے ملتا ہے

عہ ۱۱۷۲ھ کی ایک سند جو فصیح الدین صاحب لغادار کے پاس ہے اس کی مصدق ہے۔ مکمل شجرہ محمد علے صاحب کے پاس سے لیکر میں نے دیکھا ہے۔

www.taemeernews.com

ایک سند بارہ برجی عطیہ شاہ عالمگیر سنہ ۲۴ جلوس مطابق ۱۰۲ ؁ء بشرط خدمت احتساب وقضارت در وجہ مدد معاش شیخ محی الدین کے نام کی ایک فصیح الدین صاحب انعامدار کے پاس موجود ہے صاحب سند کے فرزند محمد محسن مرحوم تھے جنکے دو فرزند محمد عباس عرف غلام قادری کلاں اور محمد جعفر عرف غلام جیلانی خرد تھے۔ بزمانہ نواب ناصر الدولہ بہادر معاش قضارت پر محمد آصف اور معاش افتا عبد الرزاق کو۔ معاش احتساب محمد عباس بنیرگان محمد محسن کو عطا ہوئی تھی۔

عبد الرزاق محمد جعفر کے پوتے اپنے علم وفضل میں کامل اور عہدہ تعلقداری اورنگ آباد پر بھی فائز تھے۔ بعد سبکدوشی ملازمت و فراغت حج بیت اللہ حیدرآباد میں سکونت اختیار کی۔ اور مبارک الدولہ (جو برادر نواب ناصر الدولہ آصفجاہ تھے۔) کے ہم جلیس سے اس زمانہ میں وہابیت کا مقابلہ تھا۔ کچھ سیاسی الجھنوں میں علماء کے ساتھ یہ بھی قید وبند میں گرفتار ہوگئے۔ اور معاش بھی ضبط ہوگئی تھی نواب معز زیار جنگ اسی خاندان سے تھے۔ جن کا رسوخ تھا۔ نواب صاحب مرحوم نے اپنی ذاتی کوشش سے اس خاندان کی تمام معاشوں کو جدداً حاصل کرلیا۔ اور دیگر معاش جو بعنوان مدد معاش تھی وہ دوسری شاخوں میں بحال رہی۔ اس خاندان کے اکثر افراد اعلیٰ خدمات پر رہے

سے۔ تاریخ مشاہیر قندہار میں محمد جعفر کا سلسلہ متروک ہوگیا ہے۔

سے۔ زمانہ قید میں ان کی بعض کرامات کا ذکر جوش عقیدت کے تحت ان کے نبیرہ محمد محسن کی تحریر محمد علیہ صاحب انعامدار کے پاس محفوظ ہے۔

www.taemeernews.com

خود عبدالرحمٰن صاحب نواب شمس الامرا امیر کبیر مرحوم کے مصاحب خاص تھے جب کبھی نظام آباد آتے تو آپکی سربراہی کے احکام مدارالمہامی سے صادر ہوتے۔ اس خاندان کے سلسلہ کلاں سے معزز یار جنگ و فیروز یار جنگ (جنکی دیوڑھی جیلہ پورہ حیدرآباد میں آج بھی موجود ہے) و نیز عماد الدین تحصیلدار وظیفہ یاب ہیں۔ اور فرزند خرد کے سلسلہ سے شجاع الدین صاحب فصیح الدین صاحب و عبدالمجید صاحب و نیز صاحب منتخب محمد محسن کے فرزند محمد عیلے صاحب انعامداران موجود ہیں۔ محمد محسن مرحوم کے تمول کا اندازہ اُن کھنڈروں سے آج بھی ہوتا ہے جو اُنکی حویلی کے نام سے موسوم ہیں فصیح الدین صاحب و محمد عیلے صاحب کا بیان ہے کہ عیدگاہ کی گنبد شاہ ملک مرحوم کی ہم نے سُنی ہے۔ اس بیان کی تائید میں ایک دستاویز ۱۱۸۶ھ کی مجھکو بتلائی گئی۔ جس کی عبارت یہ ہے۔

"برائے تیاری مقبرہ وغیرہ احاطہ درگاہ حضرت مرحوم" کہا جاتا ہے کہ گنبد احاطہ قبرستان عیدگاہ کی طرف اشارہ ہے۔ لیکن میں اس بیان کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ کیونکہ اس گنبد سے کسی نے آجتک اپنا تعلق نہیں تبلایا۔ بلکہ وہ مختص قبرستان (جو اس خاندان کا ہے۔) جس میں ایک بڑے پختہ چبوترے پر قبر ہے۔ اور ایک مسجد شکستہ بھی ہے وہی اس خاندان سے متعلق ہے۔ یہ کہنا کہ لفظ درگاہ دستاویز سے کیا مطلب ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ کاتب نے اپنے جد اعلےٰ کی قبر کو تعظیماً درگاہ لکھا اور عام قبروں کو مقبرہ۔ اس سے زیادہ کوئی اصلیت اسکی معلوم نہیں ہوئی

۱؎ نقل مدار المہام ۲۲ شعبان ۱۲۸۷ھ محمد عیلے صاحب انعامدار کے پاس موجود ہے۔

277 www.taemeernews.com

اس خاندانی مقبرہ کے متعلق افسوس ہے کہ کسی فرد خاندان کو خبر نہیں کہ درحقیقت یہاں پر کون مدفون ہے۔ میرا قیاس غالب یہ ہے کہ اس خاندانی مقبرہ کے چبوترہ پر قاضی محمد محسن اول مدفون ہیں عـه شاہ ملک مرحوم غالباً بنولہ کے نواح میں۔ مدفون ہیں۔ کیونکہ بعض اسناد سے اس خاندان کا تعلق بنولہ سے ہی معلوم ہوتا ہے اصل حقیقت اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

رانی چیلم جانکا بائی انجہانی

جانکا بائی لنگاریڈی وطندار ٹیلم تعلقہ یلاریڈی کی دختر تھیں۔ جن کی شادی ۱۲۹۱ء میں چیلم پرتاب ریڈی فرزند متبنٰی رگھوپت ریڈی سے ہوئی۔ جو سرنا پلی کے دیسمکھ و مقطعہ دار و زمیندار تھے ان کے جد چیلم چینا ریڈی دیسمکھ کو قبل ضلعبندی پرگنہ اندور (نظام آباد) انتظاماً دیا گیا تھا۔ چیلم پرتاب ریڈی شوہر چیلم جانکا بائی کا انتقال ۱۲۹۴ء میں ہوگیا اور دربار آصفی سے خلعت ماتم پرسی جانکا بائی کو سرفراز ہوا۔ ۱۲۹۴ء سے آپ نے اسٹیٹ سرنا پلی کا انتظام اپنے ہاتھ میں لیا۔ اور سلیقہ و دانشمندی سے پندرہ ہزار رعایا کو سنبھالا کہ اس کی مثال مشکل سے مل سکتی ہے۔ فن تعمیر ذرائع آبپاشی میں ان کا دماغ خاص تھا۔ جس کی وجہ یہ علاقہ ہمیشہ سیر سبز و شاداب رہا۔ ان کی داد و دہش تمام ملک سرکار عالی میں مشہور تھی۔ بڑی سخی تھیں اور بڑی ہی خود دار۔

عـه۔ عیدگاہ کے گنبد کے متعلق باب معابد و مقابر میں شتابی بی کی سرخی کو ملاحظہ کیجئے مصنف

www.taemeernews.com

ہر مفاد ملک و مالک کے معاملہ میں سب سے پہلے ہاتھ دراز ہوتا۔ اپنے علاقہ میں اور خالصہ میں اُنکی سرفرازیاں برابر جاری رہیں ہر ایک سے بکشادہ پیشانی ملتیں۔ مہمان نوازی اپنے شایان شان کرتیں۔ نظام آباد میں آب رسانی کے لئے آپ نے ۱۳۰۹ف میں پچیس ۲۵ ہزار کا گرانقدر عطیہ دیا۔ اور ایک گنٹھ گھر گنج میں بارہ ہزار کے صرفہ سے بنوادیا۔ ان کی نیک نامی کا اندازہ اس قصہ سے ہوتا ہے کہ ان کے انتقال کے بعد یہ بات مشہور ہو گئی تھی کہ ان کا سیدھا ہاتھ بوجہ سخاوت بجنسہ باقی تھا۔ اور تمام جسم خاک ہو گیا تھا۔ مصنف بھی ایک مرتبہ رانی صاحبہ سے مل چکا ہے۔ قدیم وضع کی پابند تھیں۔ ایک چھوٹے سے تخت پر بیٹھا کرتیں ہمیشہ گفتگو میں مذکر کی ضمیر اپنے لئے استعمال کرتیں۔ تعصب سے کوسوں دور اپنے مذہب کی سختی سے پابند نعتیہ کلام کی بڑی شائق تھیں۔ (۴۷) سال اس نیک بخت رانی نے اس علاقہ پر حکومت نہیں بلکہ (۱۵) ہزار رعایا کی سچّی خدمت کی۔

۸ امرداد شہریور ۱۳۲۹ف کو انتقال ہوا۔ رعایا، علاقہ و خالصہ نے انتہائی ماتم کیا آپ کے جانشین مسٹر چیلم رام لنگا ریڈی صاحب ہوئے جو رانی صاحبہ کے نبیرہ ہوتے ہیں۔ کیونکہ رانی صاحبہ نے چیلم رگھوپت ریڈی کو متبنیٰ لیا تھا۔ جو رانی صاحبہ کے بھائی تھے۔ ان کی شادی چیلم منگما صاحبہ سے ہوئی۔ نوجوان رگھوپت ریڈی نے داعی اجل کو دو سال کے اندر ہی لبیک کہا۔ اس کے بعد ۱۳۱۶ف میں منگما صاحبہ نے موجودہ جانشیں کو متبنیٰ لیا۔ رانی صاحبہ کے حین حیات منگما صاحبہ کا

www.taemeernews.com

بھی انتقال ہوگیا۔ ۱۳۲۹ھ ف میں رعایا، اور والی علاقہ میں اختلاف ہوگیا۔ جس میں مصنف نے بحیثیت وکیل کام کیا۔ اس سلسلہ میں تمام علاقہ کے دورہ کا موقع ملا تھا۔ اس دورہ میں ہر کس و ناکس کو رانی صاحبہ کی اولوالعزمی و سخاوت اور رعایا پروری کے لئے یادوکنان پایا۔ یہاں تک کہ رانی صاحبہ کے ہاتھوں جس شخص نے نقصان اٹھایا تھا۔ اس کو بھی سچے دل سے مداح پایا رعایا، کی رفع شکایت کیلئے ایک منتظم (جس کو اختیارات تحصیلداری دئے گئے) منتخبہ علاقہ بعد توثیق سرکار مقرر فرمادیا۔ اور علاقہ کے بندوبست کا حکم بھی دیدیا یہ ہی انتظام فی الوقت ہے

حضرت سید عباس صاحب مرحوم

مولوی سید عباس صاحب بمقام قصبہ کاٹنگ تعلقہ ضلع مردان صوبہ پشاور ۱۲۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد سید شجاع الدین اپنے قبیلہ کے سربرآوردہ ہستی تھے۔ سید عباس صاحب کے علاوہ اور تین بھائی تھے۔ چونکہ صاحب ثروت تھے۔ اور ماں باپ کے لاڑ و پیار میں پلے تھے۔ اس لئے ۲۲ سال تک کچھہ نہ پڑھا نہ لکھا ایک مرتبہ خط پڑھانے منشی صاحب کے پاس گئے تو اُس نے جھڑک دیا کہ اتنی بڑی عمر ہوچکی ہے خط نہیں پڑھ سکتے۔ اس پر خیال ہوا۔ اور حاجی صاحب کلابٹ (مصنف نورالانوار) کی خدمت میں رجوع ہوکر تحصیل علم کیا اور عربی و فارسی کے منتہی ہوگئے۔ اور مخلوق خدا کو پند نصایح سے مشرف کرنے لگے۔ جس کے بعد مشایخین و علمار سو نے آپ کے خلاف عوام کو اکسانا شروع کیا

www.taemeernews.com

جب تکلیف رسانی کی راہیں زیادہ ہوگئیں۔ تو والدہ سے اجازت لیکر دکن آئے اور قصبہ بھینسہ ضلع ناندیڑ میں جاگزیں ہوئے۔ اور آپ کے ساتھ آپ کے خالہ زاد بھائی اور شاگرد رشید ہاشم علیخان بھی تھے۔ جو نارائن کھیڑ میں مقیم ہوئے۔ حضرت عباس صاحب بسلسلۂ تبلیغ نظام آباد ۱۲۷۰ف میں تشریف لائے۔ حسن اتفاق سے قاضی آصف ثانی کے تین دختر تھیں جس میں سے بڑی لڑکی آپ کے عقد نکاح میں آگئیں یہہ بڑی نیک بخت بیوی تھیں۔ ۱۳۲۹ف میں بمقام نظام آباد اس خاتون کا انتقال ہوا۔ (۶۰) سال تک وہ رفاقت دین مرحوم نے یکے بعد دیگرے سات عقد کئے آپ بڑے ہی تہجد گذار اور با خدا انسان تھے۔ حق وصداقت کو بیان کرنے میں۔ ذرا بھی پس و پیش نہ کرتے خواہ دنیا مخالف ہی کیوں نہ ہو جائے۔ محلہ پھولانگ میں آپ کی سکونت تھی۔ سیکڑوں آپ کی تعلیم سے فیض یاب ہوئے۔ دنیا آپ کو وہابی کہا کرتی۔ لیکن آپ مذہب کے سچے احکام بتلانے سے نہیں ڈرتے۔ آپ کے مریدین ناندیڑ۔ و نظام آباد اور گلبرگہ و سگرشاہ پور اور حیدرآباد میں بہت ہیں۔ سلسلہ نقشبندیہ کے طریقہ پر بیعت لیتے۔ اور پابندی ارکان اسلامی کی سختی سے تاکید فرماتے۔ مصنف نے آپ کے مریدین کو اکثر و بیشتر پابند ارکان اسلام دیکھا ہے۔ اور آپ کی ملاقات کا شرف حاصل کر چکا ہے۔ مرحوم نے کئے حج کئے۔ ۱۳۲۱ف میں ہجرت کے خیال سے گئے۔ لیکن اپنے نوجوان اولاد کی انتقال کی اطلاع پر آ گئے۔ چونکہ تمنا دلی مدینہ میں موت کی تھی۔ خدا نے قبول کر لی۔ ۱۳۴۱ف میں حج

www.taemeernews.com

کیلئے گئے۔ اور بعد فراغت حج و زیارت دو روزہ علالت میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ اور حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پہلو میں آپ کو جگہ ملی۔

حضرت کریم اللہ شاہ صاحب مرحوم
عرف موٹے مولوی صاحب

حضرت کریم اللہ شاہ صاحب نظام آباد کے خاص بزرگوں میں شمار کئے جاتے تھے۔ آپ پنجاب کے سکھ خاندان میں پیدا ہوئے تھے۔ بعد میں اسلام کے فرزند بن گئے یعنی بہار علاقہ پنجاب میں کسی درویش کے آپ معتقد ہوگئے جنکے ایما پر آپ نے دہلی میں علوم دینی میں فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد آپ سیاحت کیطرف مشغول ہوگئے۔ اور اسی سلسلہ میں حج سے فراغت پائی باوجود اس کے آپ کی حالت ظاہری دیکھکر آپ کو کوئی عالم نہیں سمجھتا تھا۔ سنہ ۱۳۰۶ف میں آپ اورنگ آباد میں مقیم ہوکر کبھی کبھی نظام آباد تشریف لاتے اور اللہ بخش خان گتہ دار کے یہاں مقیم رہتے بسنہ ۱۳۱۹ف میں آپ نے نظام آباد کی سکونت مستقل اختیار کی۔ جامع مسجد میں مقیم ہوئے اور حافظ اصغر علی خان گتہ دار کے پاس کھانے کا انتظام تھا۔ آپ غربا و محتاج کے ماوا و ملجا تھے۔ کبھی سائل کا سوال رد نہ فرماتے بڑے بڑے علما و امرا۔ دولت مند آپ کے معتقد تھے۔ جب کسی حاجت مند کو کسی عہدہ دار کے پاس سفارش کی ضرورت ہوتی۔ تو آپ کے پاس پہنچ جاتا اس کی انتہائی سفارش کیلئے آپ ہر وقت تیار رہتے تعجب تو یہہ ہوتا تھا۔ کہ جس سے آپ کی صاحب سلامت بھی نہ ہوتی

www.taemeernews.com

آپ کی سفارش کو قبول کرتا ۔شب بیدار صوم وصلواۃ کے پابند بہترین اوقات کے حامل تھے ۔آپ کی سب سے بڑی صفت یہ تھی کہ جھوٹ اور غیبت سے انتہائی نفرت تھی ۔کسی نے بھول کر آپ کے سامنے کبھی غیبت کردی یا کسی کو برا کہدیا تو آپ کو غصہ آجاتا ۔کان پکڑ کر بیٹھک کرواتے اور آیندہ غیبت نہ کرنے کا اس سے عہد لیتے زمانہ حیات میں آپ کے ساتھ چوبیس گھنٹہ رہنے والوں سے بھی کسی نے نہیں سنا کہ آپ نے کسی بد سے بدتر انسان کو برا کہا ہو ۔یہاں تک کہ کوئی آپ کو گالی بھی دیتا تو اس کو بھی آپ ہنس کر کہتے کہ ہیچ کہتا ہے بڑا اچھا آدمی ہے " آپ کا دستر خوان وسیع تھا ۔اور اللہ والوں کی خوراک وغذا کا آئینہ آپ کے معتقد حیدرآباد اور مالے گاؤں میں بہت سے ہیں آپ کا انتقال اسفندار ۱۳۴۲ف مطابق ۱۴ شوال ۱۳۵۲ھ بعمر نوے سال بمقام نظام آباد ہوا ۔آپ کے معتقدین جامع مسجد کے سامنے آپ کو دفن کرنا چاہتے تھے ۔بڑی کوشش سے اجازت حاصل کرلی گئی ۔لیکن وہاں پر پتھر نکل آیا ۔اس لئے مسجد گنج میں کچھ لوں نے دفن کرنا چاہا ۔غور ہی کیا جارہا تھا ۔کہ سرور خاں صاحب گتہ دار پہونچ گئے اور مرحوم کی وصیت کے بموجب عام قبرستان میں (عقب عیدگاہ جانب جنوب) سپرد لحد کردیا گیا ۔کیونکہ سرور خاں صاحب کو آپ نے وصیت کی تھی کہ عام قبرستان میں دفن کیا جائے اور قبر کو مٹی کا ڈھیر رکھا جائے چنانچہ آپ کی قبر بالکل سادہ ہے ۔آپ کے اوصاف حمیدہ وفضائل پسندیدہ کے اظہار کیلئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے اس ناچیز

www.taemeernews.com

مصنف کو حضرت موصوف سے خاص نیاز حاصل تھا۔

عزیز علیشاہ صاحب عرف ہتائی مولوی صاحب

۱۳۲۵ ؁ف میں حضرت عزیز علیشاہ صاحب اچانک نظام آباد پہونچے اور محلہ ہتائی کی ایک تنگ و تاریک مسجد میں (جو غیر آباد اور کنویں کی باولی کا پانی انتہائی کڑوا تھا) مقیم ہو گئے۔ محلہ والے آپ کو کبھی کھانا لادیتے اتفاقاً دوسرے سال بشدت طاعون نظام آباد میں رونما ہوا۔ تمام آبادی کو تخلیہ کر دینا پڑا۔ لیکن آپ مسجد ہی میں مقیم رہے اسلئے کہ آپ کے مرشد حضرت حبیب علی شاہ صاحب کا حکم تھا کہ تا حکم ثانی مسجد سے باہر قدم نہ نکالا جائے۔ اس لئے آپ نے اس تلخ پانی کو پی کر اور سوجنے کے پتوں کو چبا کر کئی دن گذار دئے۔ کبھی شیخ حسین عرب آپ کو کھانا کھلا جاتے تھے۔ آپ کے اس صبر و تحمل نے آپ کو نظام آباد میں روشناس کرا دیا۔ اور نہ صرف نظام آباد بلکہ حیدرآباد تک آپ مشہور ہو گئے۔ بڑے بڑے عہدہ دار و صاحبان علم آپ کے معتقد تھے۔ ۱۳۴۳ ؁ف میں آپ کی علالت کی وجہ آپریشن کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کامل بیس سال کے بعد اپنے مرشد کے حکم سے مسجد کے باہر قدم نکالا۔ اس طرح آپ کو اعتکاف کی قید و بند سے آزادی ملی۔ اس کے بعد حیدرآباد میں آپ مقیم رہے اور خورداد ۱۳۴۸ ؁ف میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ احاطہ یوسف صاحب شریف صاحب کے دروازہ مشرقی مقام حیدرآباد میں آپ کو سپرد خاک کیا گیا۔ بوقت انتقال آپ کا

www.taemeernews.com

قیام نواب قدرت نواز جنگ بہادر کے بنگلہ پر تھا۔ آپ پہلے مہتمم جیل علاقہ انگریزی تھے۔ انگریزی تعلیم یافتہ تھے۔ زمانہ اعتکاف کے سات آٹھ سال کے بعد محبوب علیخان صاحب انسپکٹر ریلوے پولیس آپ کے بڑے فرزند نظام آباد پہونچے۔ اور آپ کو ساتھ چلنے کے لئے کہا۔ جس پر آپ نے خفا ہو کر انکار کر دیا۔ اور وہ مایوس ہو کر با دیدہ پُرنم چلے گئے۔ آپ کے کئے فرزند علاقہ انگریزی میں برسر خدمت ہیں آپ کا وطن شاہجہاں پور تھا۔

آپکی طبیعت بڑی جلالی واقع ہوئی تھی۔ بعض لوگ آپ کے پاس جاتے ہوئے خایف ہوتے تھے۔ آپ کے معلومات اسقدر وسیع تھے۔ لوگوں کو حیرت ہوتی تھی کہ اس مسجد کی چار دیواری میں تمام دکن کی خبریں آپ کو کیسے معلوم ہو جاتی ہیں۔ آپ کے مریدین کی تعداد بہت کم ہے لیکن آپ کے مرشد کا دائرہ مریدین بہت ہی وسیع ہے۔ آپ کا سلسلہ صابری تھا۔ مٹائی کی مسجد ۱۳۴۶ف میں آپ کے توجہ دہانی سے جدید پختہ عمارت کی صورت اختیار کر لی ورنہ یہ سفال پوش تھی۔ اس ناچیز مولف کو آپ سے نیاز حاصل تھا۔ بڑی شفقت و محبت سے پیش آتے اور اکثر مذاق بھی فرماتے۔

مسٹر ساگوڑ

آپ کے والد کا نام لنکا گوڑ تھا۔ جو پیشہ ذاتی ساہوکاری کرتے تھے آپ کے نانا بھیما گوڑ ساکن سرنا پلی تھے۔

285 www.taemeernews.com

سنہ ۱۲۷۴ ف میں نرساگوڑ نظام آباد میں پیدا ہوئے والد کے انتقال
کے بعد تمام بھائیوں نے کاروبار کو برباد کر دیا۔ ہزارہا روپیہ کا قرض اپنی
ذات سے ادا کیا اور خاندان کو تقسیم کرالیا۔ اِس کے بعد اپنی ذاتی قابلیت
سے ساہوکاری کے علاوہ متاجری کے پیشہ کو انجام دیتے ہوئے سرمایہ
داری حاصل کی۔ ابتداء سے آپ کی طبیعت فیاض رہی۔ اور بلا لحاظ
مذہب و ملت آپ کا روپیہ ہر معابد و مقدس کام کیلئے ہمیشہ وقف رہا۔ عہ
چالیس سال میں آپ نے ڈیڑھ لاکھ روپیہ مدات ذیل میں صرف کیا۔

(۱) ابتدائی آبرسانی کیلئے سنہ ۱۳۱۲ف میں عہ — (۹) گوردوارہ ۔ اعہ
(۲) گرجا کنٹیشر اعہ — (۱۰) رام مٹھ ۔ صمہ
(۳) دار الجذو میں ڈچپلی ۔ عہ — (۱۱) گاؤ سالہ ۔ عہ
(۴) یورگاہ حضرت بیابانی صاحب قدس سرہٗ اعہ — (۱۲) ٹاون ہال ۔ مالصہ
(۵) " حضرت بابن صاحب قدس سرہٗ ۔ اعہ — (۱۳) حصار قبرستان گتہ دار اصحاب
(۶) مساجد قلعہ و ریلوے اسٹیشن } اللھ — (۱۴) زچگی خانہ ۔ عہ
برائے بیرونی بیوتات — (۱۵) نندی گٹہ ۔ اعہ
(۷) دیول کنٹیشر ۔ صعہ — (۱۶) دیول شنبو گرٹی ۔ صمہ
(۸) دیول سارنگ پور ۔ عہ — (۱۷) مدرسہ نسوان اردو ۔ صمہ

زمانہ جشن سیمین میں آپ نے زچگی خانہ و مدرسہ نسوان کی عمارتیں بطور یادگار
تعمیر کیں۔ اس کے علاوہ نہ معلوم کسقدر روپیہ اس مخیر ہستی نے صرف کر دیا

عہ ۔ اُن دان کو دیگر مدات پر آپ نے ہمیشہ ترجیح دی مصنف آپ سے ہمیشہ لڑتا رہا کہ
مفاد ملک کے مقابلہ میں یہہ کوئی چیز نہیں اور اکثر آپ نے میرے مشورہ کو قبول فرمایا۔

www.taemeernews.com

جس کی ایک معمولی مثال اندہرا کانفرنس میں مسٹر رنگار یڈی ساہو گنج کو ساتھ لیکر (۵) ہزار شرکائے کانفرنس کو پانچ روز تک کھانا کھلایا۔ دراں حالیکہ اس زمانہ میں آپ کو تجارتی کے معاملہ میں لاکھوں کا نقصان برداشت کرنا پڑا تھا۔ صاحب موصوف کے متعلق بعض مسلمان متعصب ہونے کا خیال رکھتے ہیں۔ لیکن میرا (۲۵) سالہ ذاتی تجربہ یہ ہے کہ یہ ایک بے تعصب نیکی کا طالب خدمت خلق کا شیدائی۔ اپنے مذہب کا سخت پابند شخص ہے۔ ان کی زندگی بلا لحاظ مذہب و ملت خدمت غریب بندگان خدا کے لئے اکثر حساس رہی ہے۔ مسٹر نرساگوڑ نے اپنی زندگی نہایت عزت کے ساتھ گزاری ہر زمانہ میں تعلقداران وقت اور اعلیٰ عہدہ داران حکومت نے بھی اُن کی عزت کو ملحوظ رکھا۔

چنانچہ جشن سیمین کے موقع پر اُن کی عقیدت مندیوں کے صلہ میں سلطنت آصفی کا نشان امتیازی بصورت تمغہ سر اکبر نواب حیدر نواز جنگ صدر اعظم بہادر نے ۲۱ آذر ۱۳۴۷ ف کو بمقام ٹاؤن ہال جلسہ عام میں اپنے ہاتھوں زیب سینہ فرما کر خاص الفاظ میں ان کے خدمات کو سراہا قدرت کی کرشمہ سازی کو دیکھئے کہ یہ لاولد ہیں اس وقت اُن کے وارث مسٹر راماگوڑ برادر زادہ آپ کے زیر پرورش ہیں۔ جو ایک تعلیم یافتہ نوجوان ہیں جن کو مسٹر نرساگوڑ نے اپنی کل جائداد کا مالک قرار دیا ہے۔

شیخ محمد صاحب وکیل

شیخ محمد صاحب ولد حاجی شیخ داؤد صاحب نرساپور کے متوطن ہیں

287 www.taemeernews.com

آپ کی پیدائش ۱۲۷۲ فصلی میں ہوئی۔ نظام آباد ۱۲۹۴ ف میں آئے اور ۱۲۹۶ ف میں سند وکالت درجہ سوم حاصل کرنے کے بعد یہاں وکالت شروع کی۔ آپ نے رفاہ عام کاموں میں اپنا قدم سب سے پہلے رکھا۔ یعنی ۱۲۹۶ ف میں بزمانہ تعلقداری میرا میر علی صاحب اول تعلقدار رکن کمیٹی مقرر ہوئے جو آج تک ملک سرکار عالی میں آپ کا یہ ریکارڈ رکنیت ہے۔ آپ کی رکنیت کمیٹی ہمیشہ مخالفت کا پہلو لئے ہوئے رہی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوتا رہا ہے کہ کمیٹی کو راہ راست سے ہٹنے کا بہت کم موقع ملا۔ آپ کی صداقت عامۃ الناس کو ہمیشہ کڑوی معلوم ہوئی یہ بہا آپ کی حق گوئی کا ثبوت ہے۔

آپ کی سادہ زندگی قرون اولیٰ کی زندگی کو ہمیشہ مثالاً پیش کرتی رہی کہ ہم نے آپ کو ہمیشہ اپنا کام اپنے ہاتھوں کرتے دیکھا۔ اور کشت کاری و خانہ داری ہر دو اُمور میں آپ مصروف عمل نظر آئے وکالت بھی عرصہ تک کامیاب طریقہ پر کی۔ مذہبی معاملات میں آپ ہمیشہ پیش پیش رہے۔ خصوصاً جامع مسجد کی تعمیر و انتظامات میں تو آپ کی خاص توجہ اول سے آخر تک برابر جاری ہے۔ ایک مرتبہ ایک عہدہ دار پولیس اپنی والدہ کو جامع مسجد کے سامنے دفن کرنا چاہتے تھے۔ بدیں خیال کہ مسجد کا احاطہ تنگ ہو جائے گا۔ آپ قبر میں لیٹ گئے۔ اور میت کو دفن ہونے نہ دیا۔ آپ مذہب کے شیدائی ضمیر کی آواز بلند کرنے میں بےخوف انسان ہیں۔ اگر کوئی نظام آباد کے حالات سے بہترین واقفیت رکھتا ہے تو وہ آپ کی ذات ہے۔

www.taemeernews.com

ڈھونڈ خانصاحب ۔ شمالی ہند سے گتہ داری کیلئے ۱۳۰۵ف میں نظام آباد آئے ۔ اور یہاں کے متوطن ہو گئے ۔ ۱۳۲۹ف میں انتقال کیا ۔ خیر انسان تھے ۔ جامع مسجد کی تعمیر میں آپ نے خاص دلچسپی لی ۔ اور پانسو روپیہ چندہ بھی دیا و نیز ذاتی توجہ تعمیر پر صرف کی ۔

سرور خانصاحب ۔ ۱۳۱۴ف میں نظام آباد آئے ۔ یہ افغانی النسل ناغڑ ہیں ۔ آپ کے والد ممتاز محمد خان تھے ۔ سرور خانصاحب اصلاحی ضروریات پر مالی امداد میں سب سے پہلے اپنا ہاتھ بڑھاتے ہیں ۔ زمانہ طالب العلمی میں گلستاں پڑھتے وقت حضرت سعدی شیرازی کے متعلق خیال ہوا کہ اگر میں روپیہ کمانے لگوں تو انکی قبر بنوا دوں گا ۔ اللہ نے جب نوازا تو اس خیال کی تکمیل کرنی چاہی ۔ علماء نے اس سے اختلاف کیا کہ قبر بنوانا شرعاً ممنوع ہے ۔ اس لئے آپ نے دیوبند کے مدرسہ میں گلستاں کی تعلیم کے لئے ایک عمارت (۔۔۔۔۔۔) کے صرفہ سے بنوادی ایک باغ آپ نے (۔۔۔۔) ہزار میں خرید تھا اور مجھ سے کہا تھا کہ (۔۔۔۔) دیوبند کو ادا نہ کر دوں تو یہ باغ اس کی کفالت میں رہے گا ۔ میرے ورثاء ادا کریں گے ۔ خدا کا شکر ہے کہ آپ ہی نے اس رقم کو ادا کر دیا ۔ عمرش دراز باد ۔ جامعہ کیلئے بھی (۔۔۔) ہزار روپیہ کے عطیہ کا وعدہ میرے اصرار پر کیا گیا ہے ۔ جو عنقریب ادا ہو گا ۔ انشاء اللہ تعالیٰ جنگ طرابلس و بلقان کے موقع پر بھی دل کھول کر امداد کی ۔ بہرحال ہر معاملہ میں جو آپ کی گتہ داری کا ہوتا ہے اللہ کے مخلوق کا حق ضرور ہوتا ہے ۔ روط لب العلم کو آپ

www.taemeernews.com

ذاتی خرچہ سے دیوبند تعلیم کے لئے روانہ کیا گیا ہے۔ جو قریب میں فارغ التحصیل ہونگے۔ آپ کے کاروبار ورنگل کریم نگر وغیرہ اضلاع میں ہیں آپ کے گتہ داری کے فرائض انجام دینے میں بڑی خوبی یہ ہے کہ معاملہ کے بڑے ہی پاک ہیں

سید عبدالقیوم صاحب۔ آپ کے والد سید عبدالعزیز صاحب مرحوم دہلی کے رہنے والے تھے۔ ٹمین کا کام کرتے۔ مجھکو مرحوم سے نیاز حاصل تھا۔ بڑی متقی ہستی تھی۔ عمر بھر اپنی گاڑہی محنت سے کھایا۔ سید صاحب کے کئی فرزند تھے۔ منجملہ اُن کے عبدالقیوم صاحب ایک منچلے جوان تھے۔ والد کے انتقال کے بعد بھی اِن کا یہ ہی حال رہا۔ مقلب القلوب نے آپ کو ہدایت کا راستہ بتلا دیا۔ اب ان کی زندگی پر رشک ہوتا ہے اُن کا دینیہ اسلام کے ٹہوس مقاصد کیلئے وقف ہے دارالاقامہ کی امداد مدرسہ حفاظ کے حافظ بلال صاحب کی خدمت گذاری مسجد جامع کی ضرورت کی تکمیل یتیم و غربا کا خیال آپ کو ہر وقت رہتا ہے۔ اس کا نتیجہ دارین میں آپ کیلئے مختص ہو چکا ہے۔ ماشا اللہ پانچ لڑکے حافظ قرآن ہو چکے ہیں۔ بڑا لڑکا حافظ عبدالغفور کاروبار میں ممد و معاون ہے تجارت لکڑی و برگ آبنوس وغیرہ اندلوائی و نظام آباد میں کامیاب طریقہ پر ہے خدا برکت دے۔

ہادی حسین صاحب متخلص بہ ہادی

ہادی حسین صاحب عدالت ضلع کے صیغہ دار ۱۳۳۶ ف میں نظام آباد آئے یہ حضرت شاعر ہیں اور ایسے شاعر کہ جن کو پیدائشی شاعر کہا جائے۔

توحق بجانب ہوگا اگر کسی سے خوش ہوں تو ہزاروں شعر تعریف میں
کہدیں خدا جانے اسکو کیا سے کیا بنادیں۔ اگر بگڑ جائیں تو اللہ ہی پناہ
میں رکھے اتنی ہجو کریں کہ وہ رو دے۔
بہر حال خدا داد بات ہے کہ برجستہ شعر کہتے ہیں ۱۳۲۸ف میں جہاز
یمین السلطنت سرکشن پرشاد بہادر صدر اعظم نے آپ کی طبع آزمائی
سے مسرور ہوکر خلعت سرفراز فرمایا۔ نظام آباد کا ہر شخص حضرت ہادی
سے واقف ہے۔ اور خائف بھی۔

معروف اشخاص سید حبیب صاحب عرف توڑا ڈلو (چونکہ
یہ سود میں سیرد ہان بھی لیا کرتے تھے۔ اسلئے یہ عرفیت ہوگئی)۔

محمد حسین صاحب گنتی نشان ساڑھے تین یہ ایک لفظ لکھ پڑھ نہیں
سکتے تھے۔ لیکن حافظہ بلا کا تھا۔ تمام گنتیات یاد رکھتے جریدہ منگواتے
اور دوسروں سے پڑھا کر سن لیتے۔ یاد ہوجاتا۔ پیروی مقدمات
کرتے۔ اس لئے اس نام سے معروف ہوگئے۔ **بلال لمبیا** صاحب
یہ انتہا سخت دل ساہو کار تھے۔ بخل اور شدت میں انکی مثال بیجا نہ ہی۔

شیخ امیر خاکروب۔ یہ مولف کا ہمسایہ تھا۔ اس کا
ایک شاندار خوبصورت دو منزلہ مکان تھا۔ جو راہ رو اس بات کو
معلوم کرتا کہ یہ مہتر کا مکان ہے۔ اس کی حیرت کی کوئی انتہا
نہ ہوتی۔ چونکہ بیحد سلیقہ مند و خود دار انسان تھا۔ اور عامل بھی مشہور تھا
اس لئے اس کی شہرت عام تھی۔ اس کا ہمول لوگوں کو حیران کرتا۔
باوجود اس کے ذاتی پیشہ انجام دینے میں عار نہ تھا۔ مکان کی تعمیر کے

www.taemeernews.com

زمانہ میں مجھ سے ہمیشہ کہتا تھا کہ میری یادگار رہیگی۔ لیکن قدرت نے عجیب صورت پیدا کر دی ادھر مکان مکمل ہوا۔ اُدھر اولاد کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی کہ لڑکا پیدا ہوا۔ عین چھلّے کے روز مکان سے میت برآمد ہوئی۔ مکان بھی نہ رہا۔ جدید سڑک نے اُسکو فنا کر دیا (عبرت حاصل کر دائے صاحبان بصیرت) میں نے اس کی آمدنی وخرچ کا حساب کیا تھا۔ ماہانہ (ماصہ) کی خالص بچت تھی تاریخ انتقال شوال سنہ ۱۳۵ھ۔

ضلع کے معمر انسان ۔ فتح محمد صاحب پولیس پٹیل بودھن کی ایک مشہور ومعروف شخصیت ہے۔ یہ اپنی پیدائش ربیع الاول سنہ ۱۲۴۵ھ کی بتلاتے ہیں۔ اس لحاظ سے اُن کی عمر (۱۱۳) ایکسو تیرہ سال کی ہے۔ اُن کے والد کا نام عثمان جی تھا۔ جو قصبہ بودھن کے وطندار تھے اس وقت فتح محمد صاحب بلا عینک کے بلا تکلف پڑھ سکتے ہیں تین سال ہوئے کہ اُن کے دانتوں نے جواب دیدیا۔ لیکن قوائے جسمانی اب بھی اچھے ہیں۔ جب تک یہ خود کارگذار رہے ان کی حکومت ایسی تھی کہ تمام عہدہ داران سرکاری ان سے تعاون چاہتے تھے۔ سنہ ۱۳۳۰ف تک ان کی حکومت مصنف نے خود دیکھی ہے۔ سنہ ۱۳۳ف میں جب مصنف پیشکار تحصیل بودھن تھا اُس وقت ان کے زوال کا زمانہ آگیا تھا باوجود اس کے تحصیلدار وامین پولیس ان کے تعاون کے محتاج تھے۔

غفران مکان نے ذریعہ فرمان ان کو خدمت پر بحالی کا ارشاد

www.taemeernews.com

فرمایا تھا۔ ان کے استبداد و سرمایہ داری کے قصص آج تک زبان زد خاص و عام ہیں یہ اپنی جوانی میں بیحد دلیر و جبری تھے۔ اس عمر میں بھی جرائت و ہمت موجود ہے۔

علی خانصاحب ولد احمد خان۔ وظیفہ یاب جمعدار پولیس نظام آباد ۱۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے۔ وظیفہ حسن خدمت مبلغ (صہ) بہمن ۱۳۱۲ف سے برابر پا رہے ہیں۔ تیس سال سے وظیفہ پا رہے ہیں۔ بعد وظیفہ تاتا پلی موضع بے چراغ کو بطور مقطعہ حاصل کرکے وہاں یہ اپنی سکونت اختیار کی اور کاروبار زراعت کرتے ہیں۔

اس مقام کی عرفیت علی خان کا مقطعہ ہے جو بودھن روڈ کے ساتویں میل پر واقع ہے۔ اس وقت ان کی عمر (۱۰۲) سال کی ہے۔ ان کے والد رامپور اسٹیٹ کے رہنے والے تھے جو یہاں آن کر بس گئے۔

مشہور اشخاص۔ یوں تو بہت سی ہستیاں گزری ہوئی و موجودہ اس سرخی کے تحت آسکتی ہیں۔ لیکن اس کے لئے گنجائش نہیں۔ اسلئے اختصار سے کام لیا جاتا ہے۔

میر امیر علی مرحوم جمعدار اول تعلقداری ضلع ایک قابل ذکر جمعدار گذرے ہیں جن کا انتقال ۱۳۲۷ف میں ہوا **شیخ احمد** صاحب سررشتہ دار وظیفہ یاب برزد جنگ کے زمانہ کے معروف ہستی ہیں۔

وینکا گوڑ برادر نرسا گوڑ۔ زمانہ حیات میں کامیاب زندگی بسر کی۔

امیر علی برادران۔ نظام آباد کے مشہور انعامداروں میں ہیں۔

وغیرہم

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

متعلق صفحہ ۳۰

www.taemeernews.com

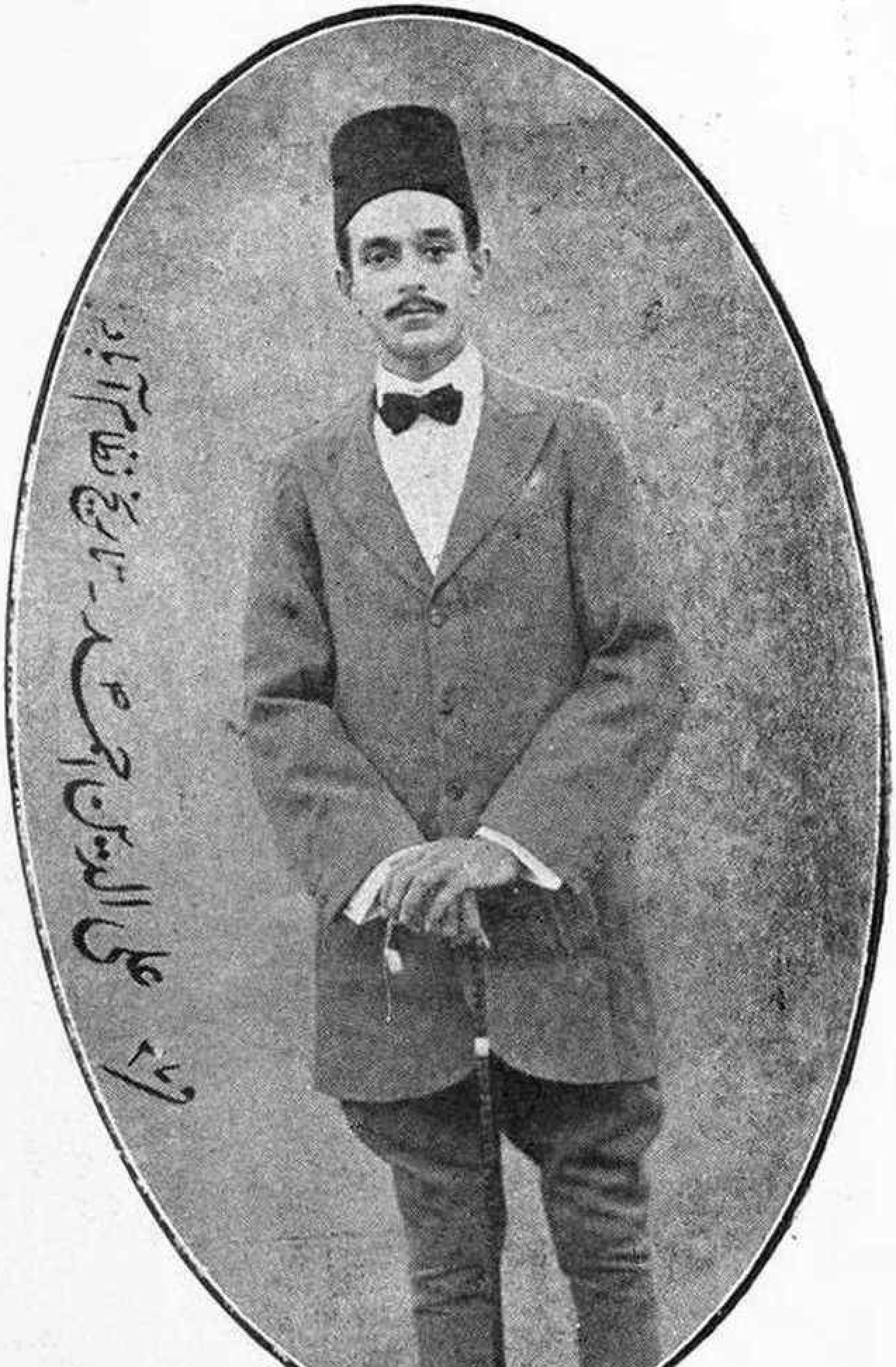

www.taemeernews.com

متعلق صفحہ ۲۳

متعلق صفحہ ۳۳

www.taemeernews.com

نارلہ ہنمانڈلو ساہو بالسوارہ

www.taemeernews.com

میر امیر علی اوّل تعلقدار

تاریخ نظام آباد

www.taemeernews.com

سنہ ۱۳۲۲ ف | نواب سہراب نواز جنگ اول تعلقدار | تاریخ نظام آباد

www.taemeernews.com

نواب رفعت یار جنگ اول تعلقدار | تاریخ نظام آباد

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

۱۹) محی الدین احمدؐ - تاریخ نظام آباد

متعلق صفحہ ۱۱۴

www.taemeernews.com

www.taemeernews.com

مرزا محمد بیگ

تاریخ نظام آباد

www.taemeernews.com

قاضی زین العابدین اول تعلقدار

تاریخ نظام آباد

۱۳۴۹ف

www.taemeernews.com

سنہ ۱۳۲۵ ف
شیخ محمد یوسف - بی اے - جی مددگار ناظم زراعت
تاریخ نظام آباد

www.taemeernews.com

سید شمس الدین وکیل

نظام آباد

تاریخ

www.taemeernews.com

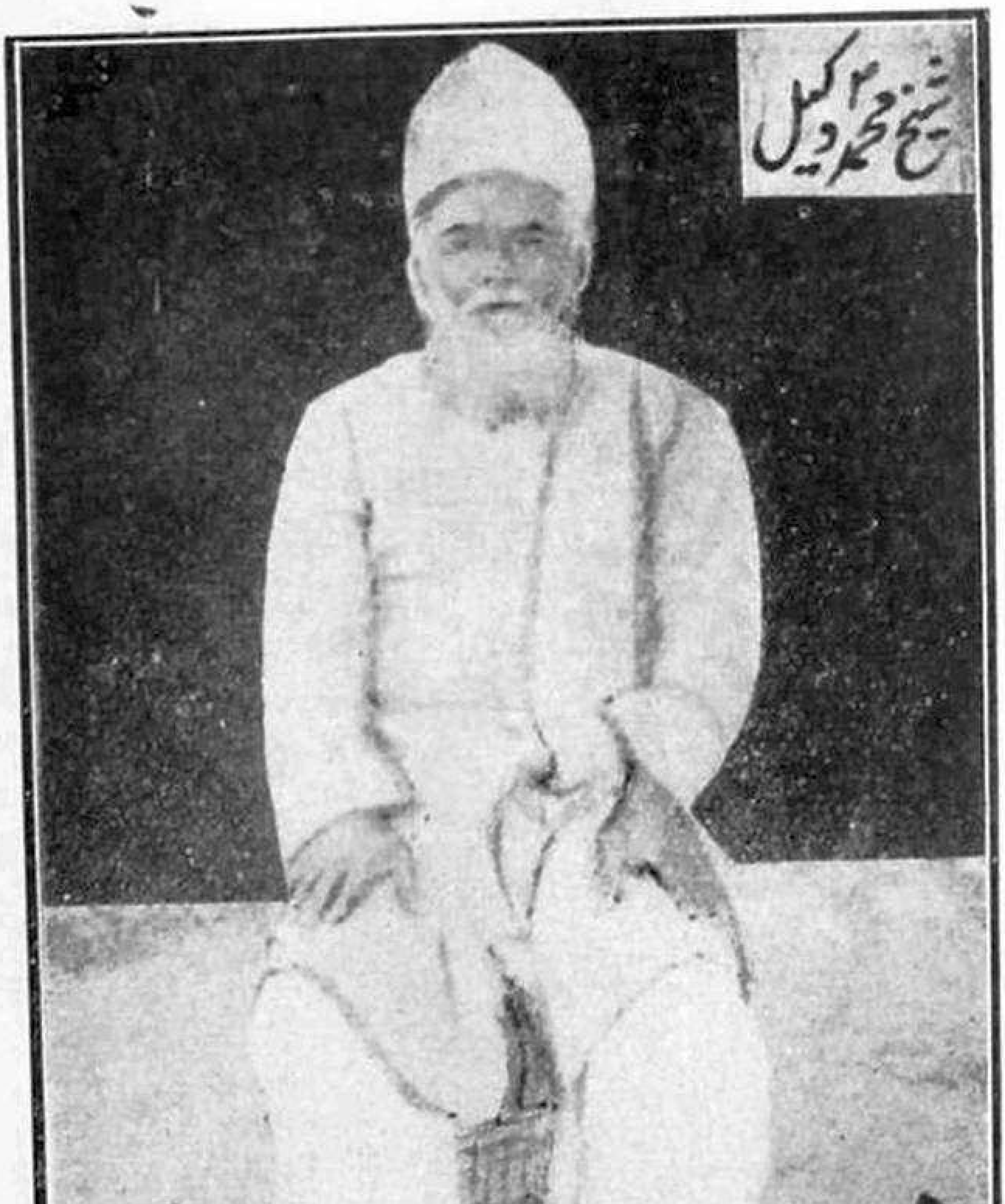

متعلق صفحہ ۲۶۱

www.taemeernews.com

محمد فرحت اللہ

www.taemeernews.com

سید دلدار حسین اگیزیکیٹو انجنیر / ۱۳۴۷ف

تاریخ نظام آباد

www.taemeernews.com

ایم۔ بی داور۔ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس۔ ڈی۔ پی۔ ایچ (انگلنڈ) سیول سرجن نظام آباد

www.taemeernews.com

ڈاکٹر مس فیانسی کا ۱۳۴۰ف ڈاکٹر ایم یس گنیش

www.taemeernews.com

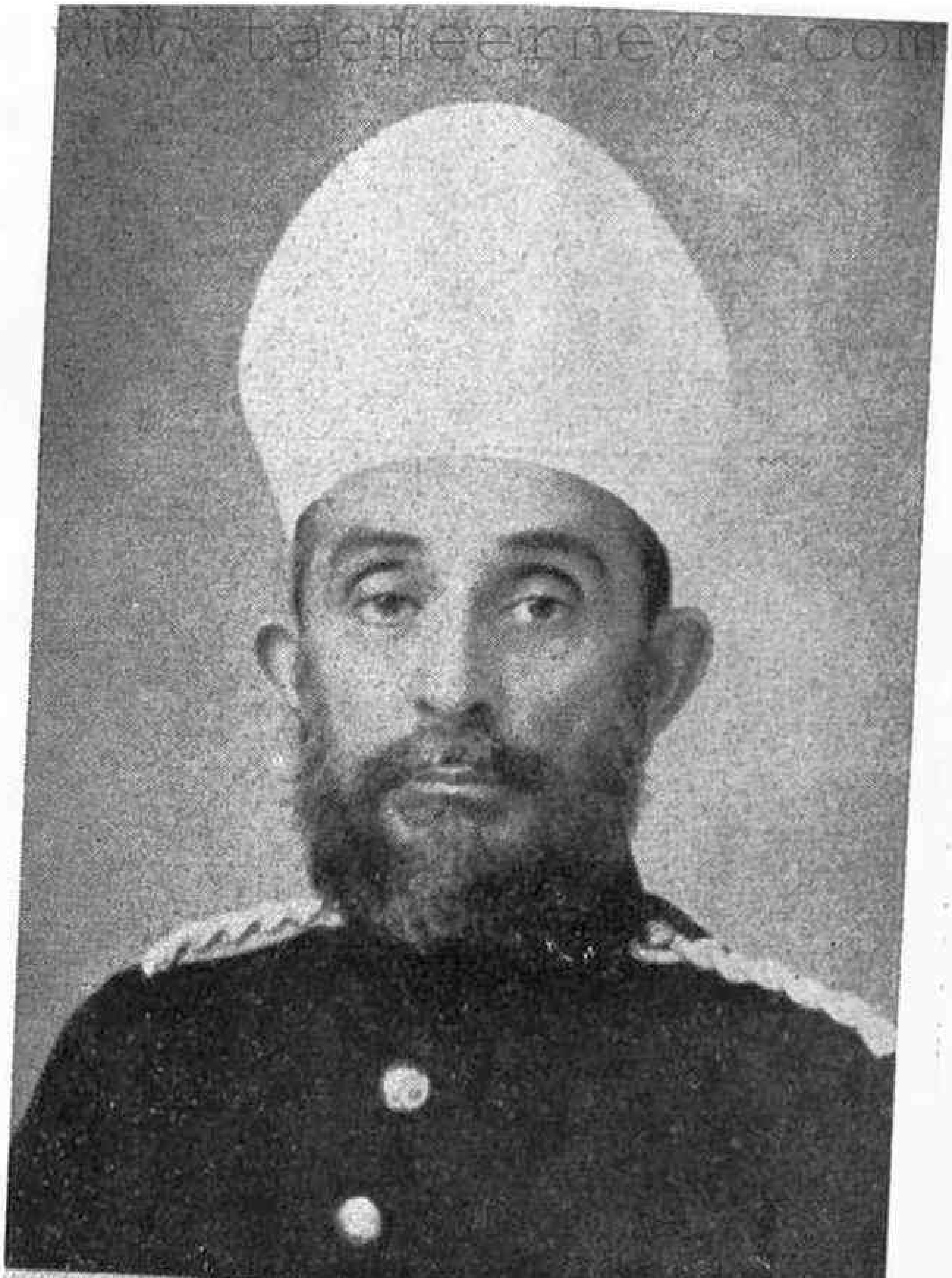

نواب غازی یارجنگ بہادر

جدید قواعد آبرسانی کے تحت جامع مسجد نظام آباد کا نل
(بوجہ عدم گنجایش صادر) بند کرنے کا نوٹس وصول ہو چکا تھا ۔
حسن اتفاق سے نواب صاحب بحثیت انسپکٹنگ افسر عدالت سنہ ۱۳۴۷
ف مین دورہ پر تشریف لائے تھے ۔ نماز جمعہ جامع مسجد مین اداکی ۔
جب مصلیان مسجد سے محصل آب کے چندہ کی اپیل کیگئی ۔ تو
اوسی وقت آپ نے محاصل آب کا انتظام فرمادیا ۔ و نیز جنابہ بیگم صاحبہ
نواب لطف الدولہ مرحوم کو توجہ دلاکر دوامی محاصل سالانہ بطور ثواب
جاریہ نواب صاحب مرحوم ۔ اسٹیٹ سے مقرر کروا دیا ۔ جسکا نتیجہ یہ
ہوا کہ ہزارون بندگان خدا بعد طہارت اپنے خالق تعالے کے آگے سر
بسجود ہوا کرتے ہین ۔

مصنف

www.taemeernews.com

متعلق صفحہ ۲۴۵

www.taemeernews.com

سمرتھہ رام داس سوامی | تاریخ نظام آباد

www.taemeernews.com

موجودہ مہنت سمرتھہ داس
تاریخ نظام آباد

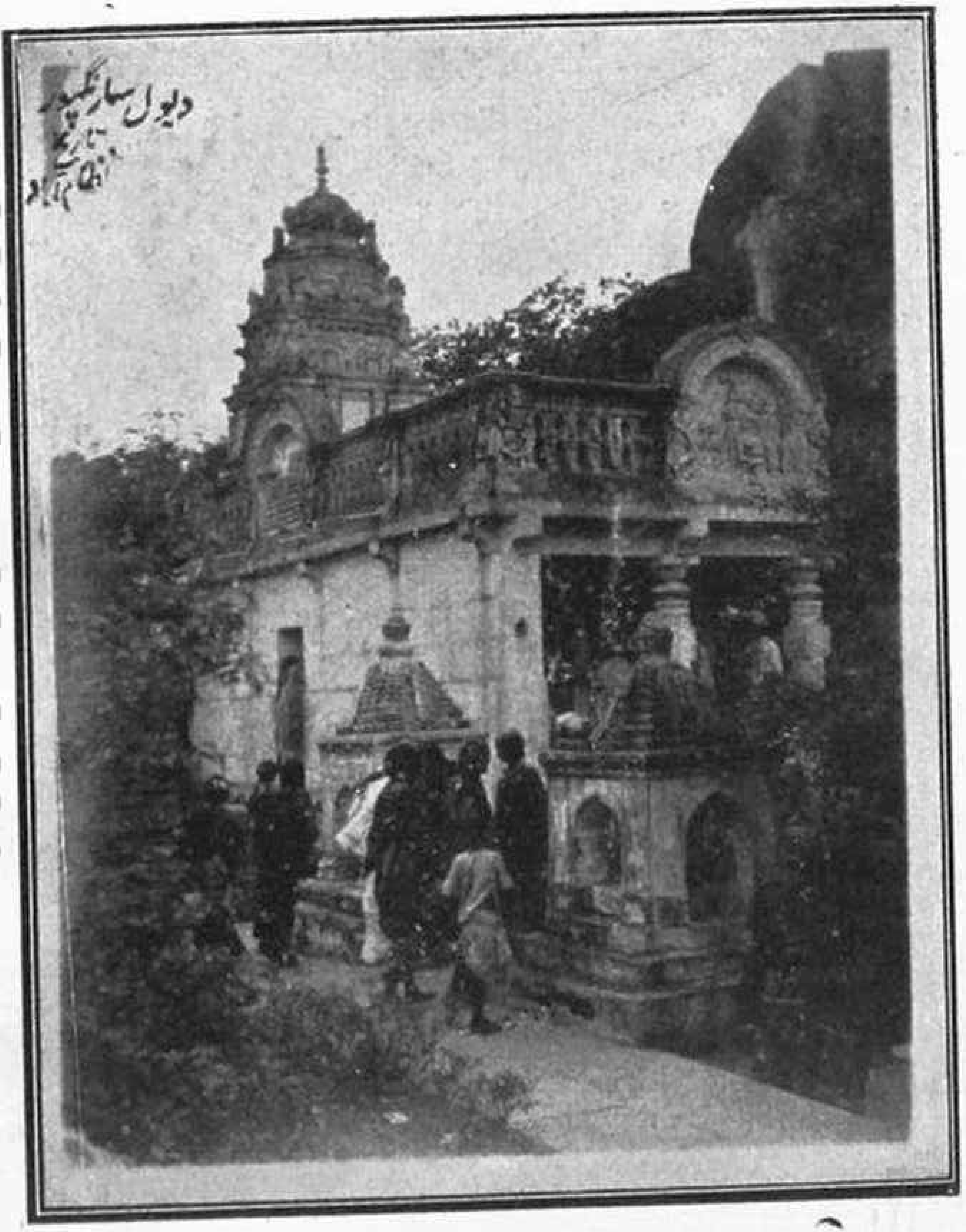

www.taemeernews.com

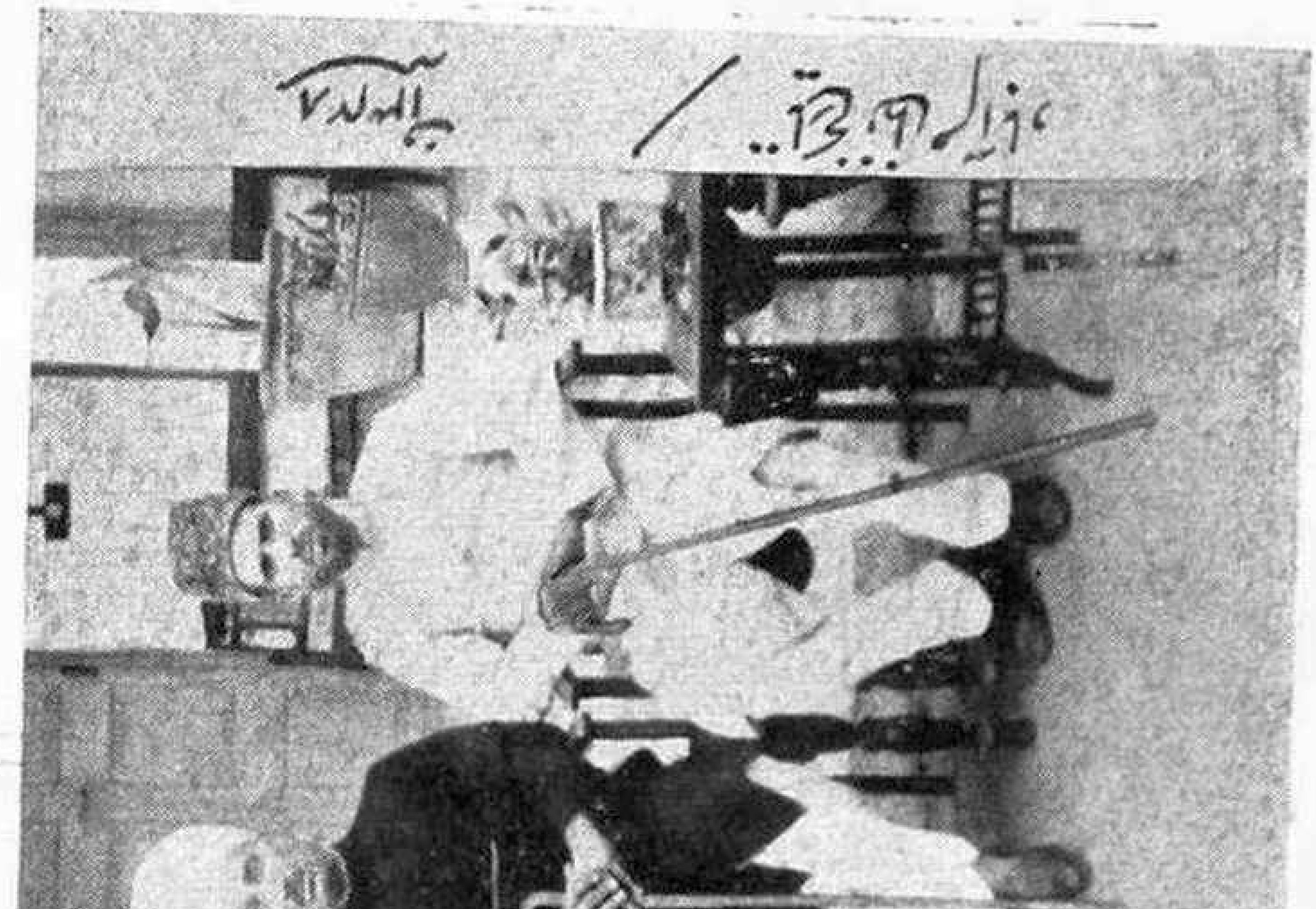

www.taemeernews.com

سا لا ر ا کبر صو بہ د کن

www.taemeernews.com

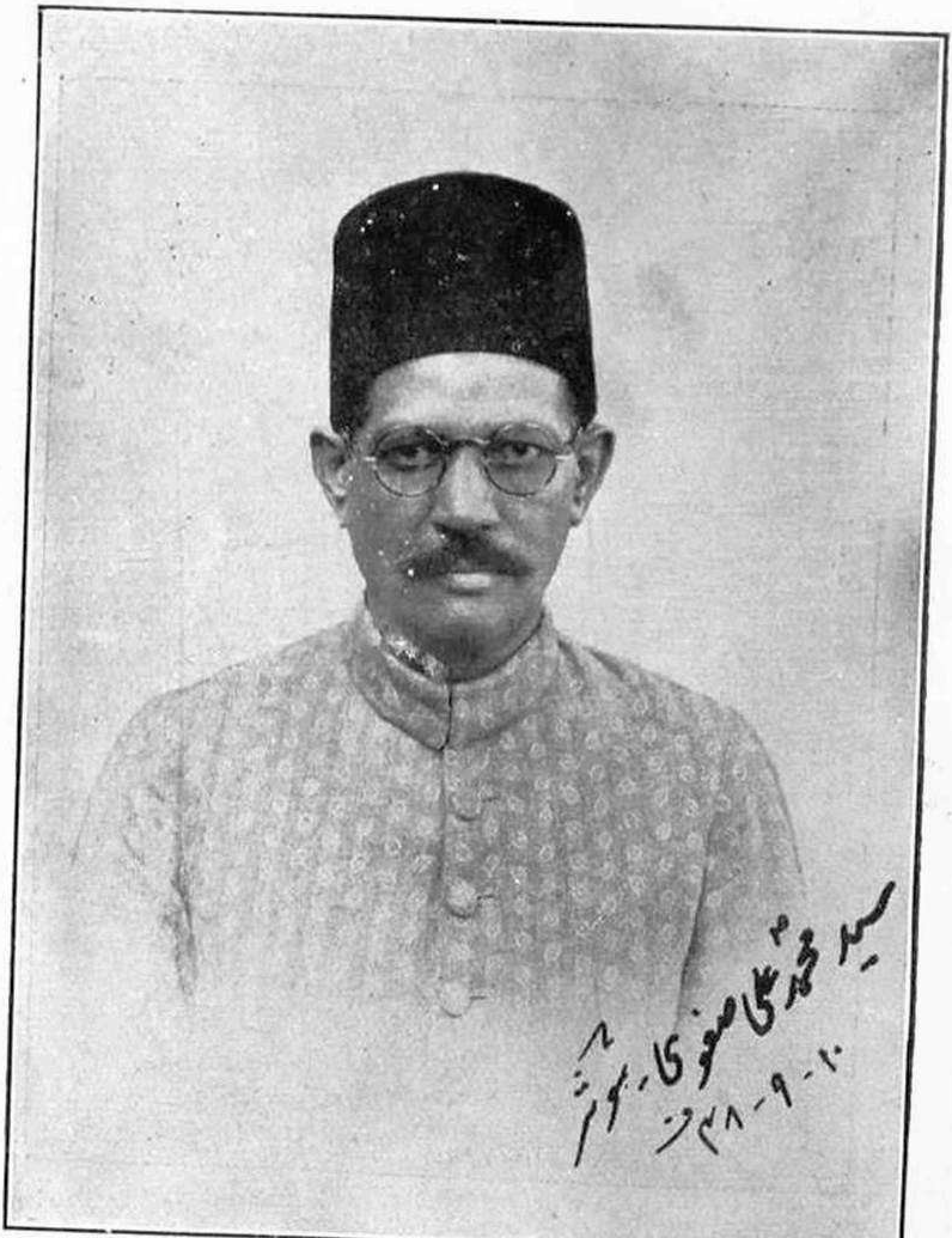

محمد علی مددگار رسال | تاریخ نظام آباد

321 www.taemeernews.com

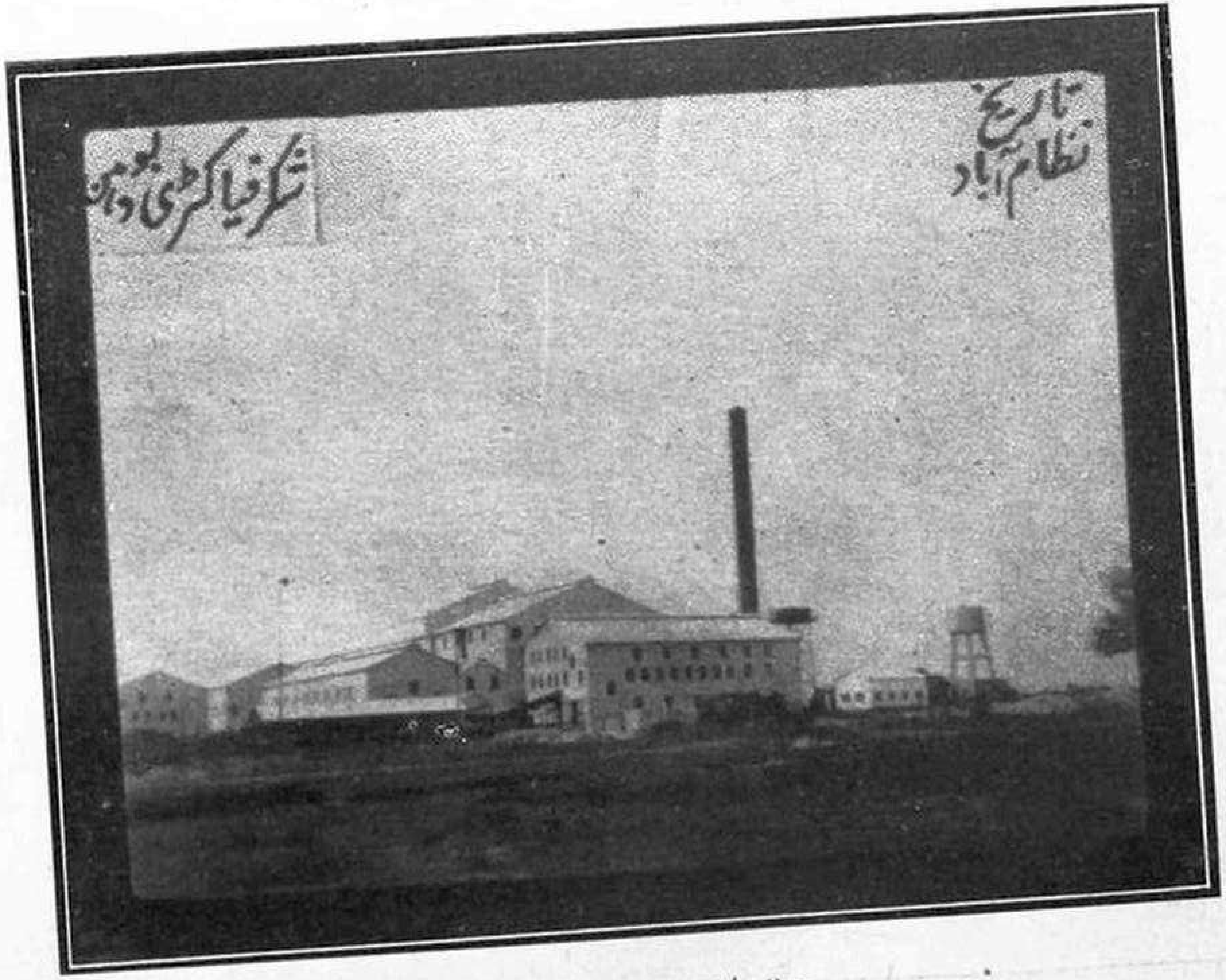

متعلق صفحہ ۱۵۴

www.taemeernews.com

والاشان حضرت ولی عہد بہادر سلطنت آصفیہ

نواب مکرم جاہ بہادر در آغوش مادر

سنہ ۱۳۴۳ ف

تاریخ نظام آباد

323 www.taemeernews.com

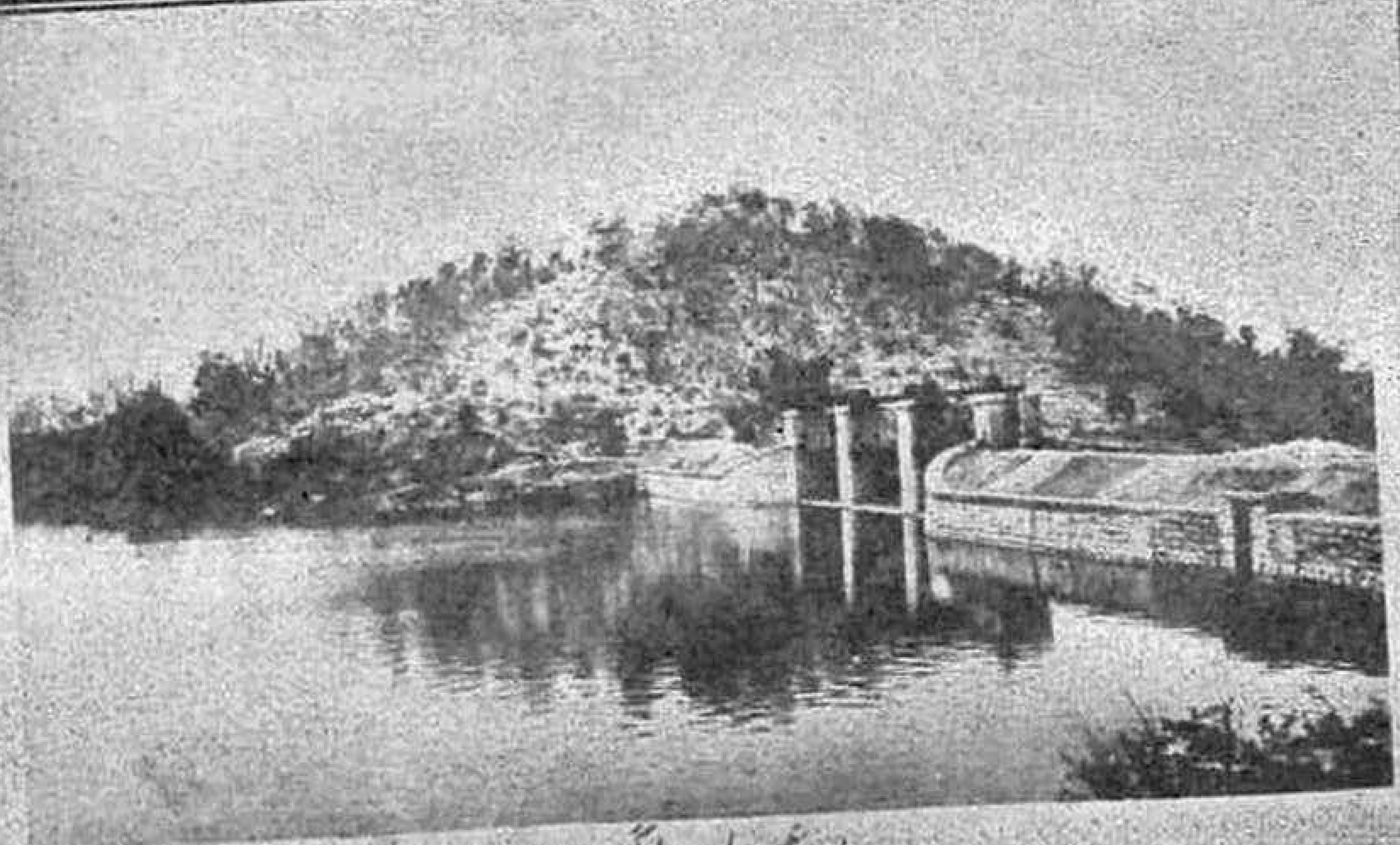

علی ساگر

تاریخ نظام آباد

www.taemeernews.com

۱۳۲۵ھ رانی چیلیم جانکا بائی تاریخ نظام آباد

www.taemeernews.com

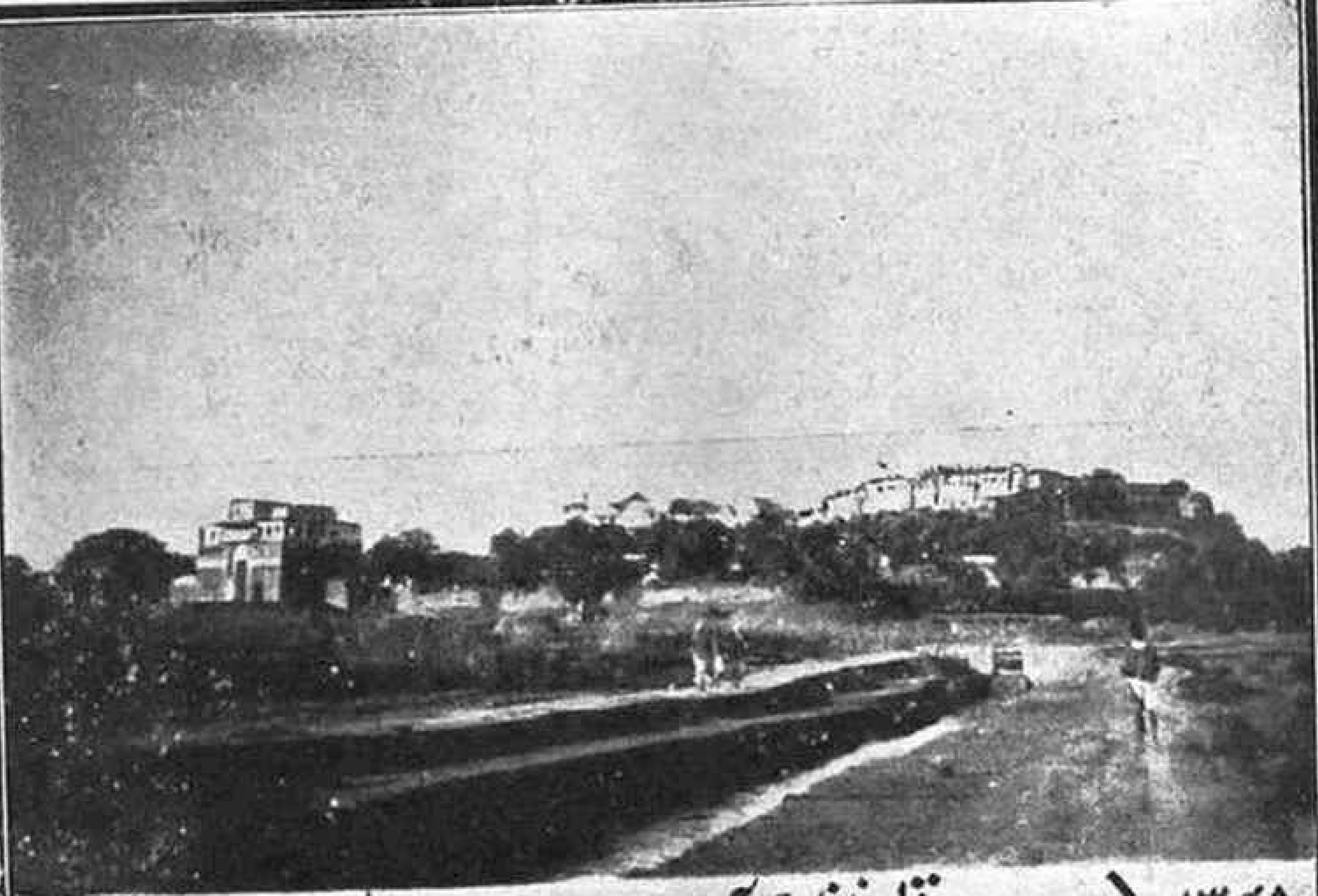

۱۳۴۸ف — قلعہ نظام آباد — نظام آباد تاریخ

متعلق صفحہ ۲۲۶

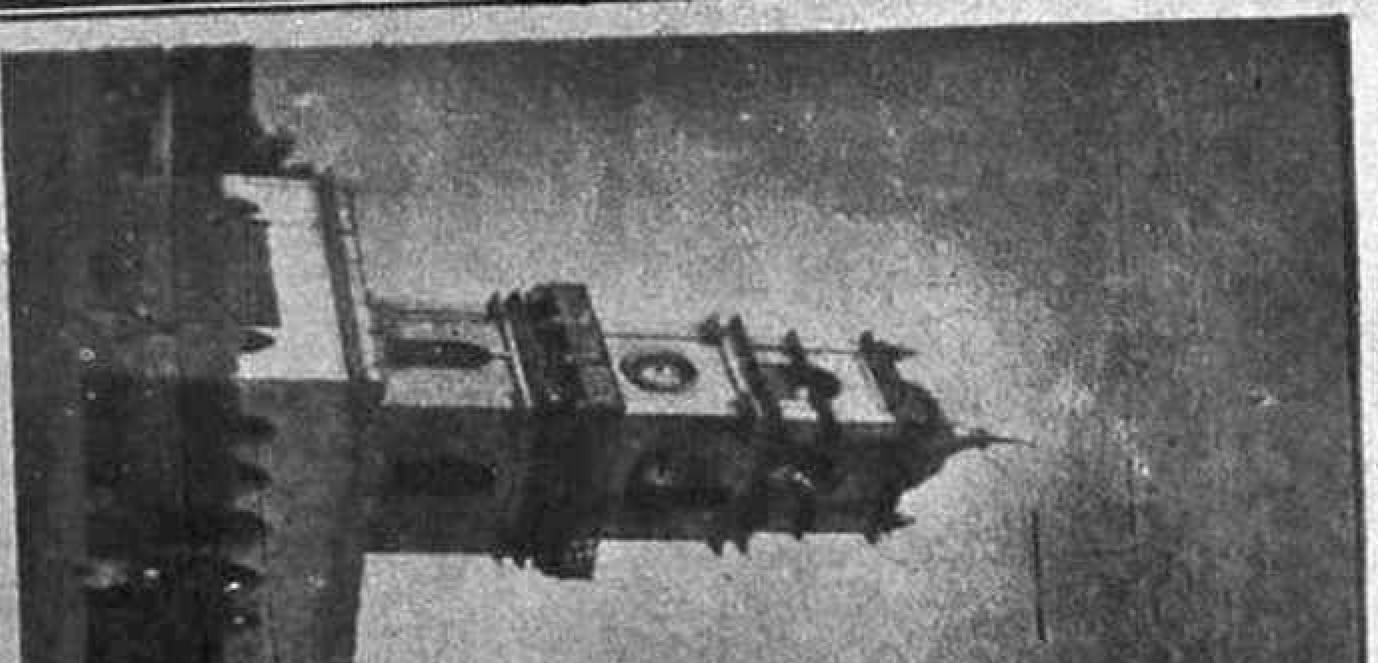

متعلق صفحہ ۲۳۱

www.taemeernews.com

نرسا گوڑ ساہو

327 www.taemeernews.com

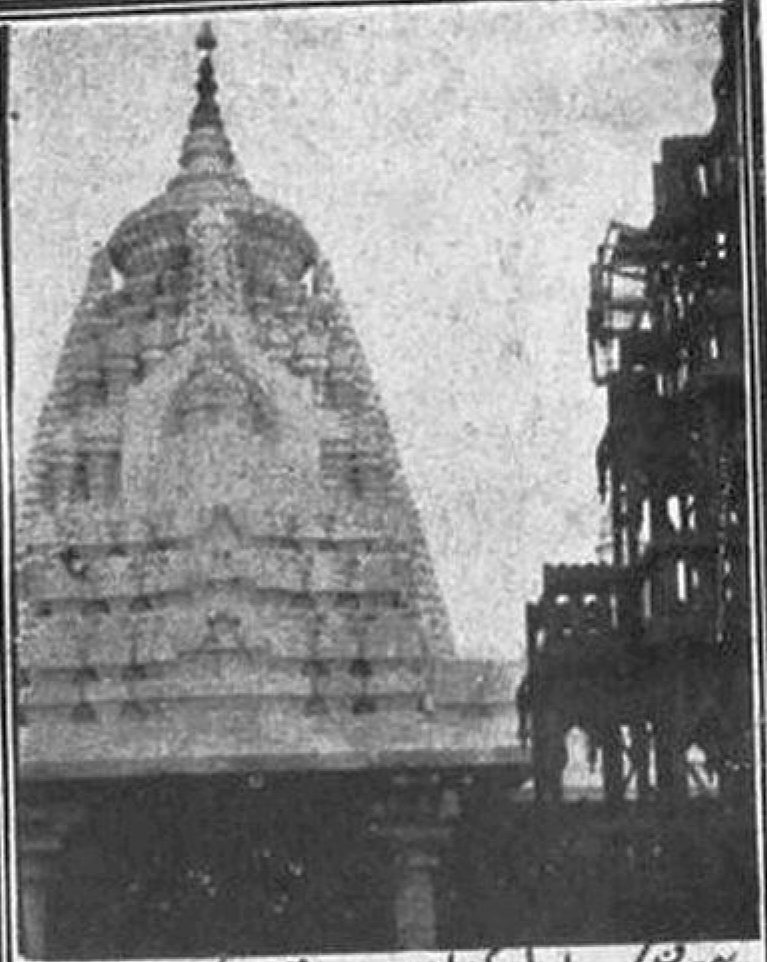

سنہ ۱۳۲۸ف / دیول گنبد مٹھ معہ رتھ / تاریخ نظام آباد

متعلق صفحہ ۱۹۹

www.taemeernews.com

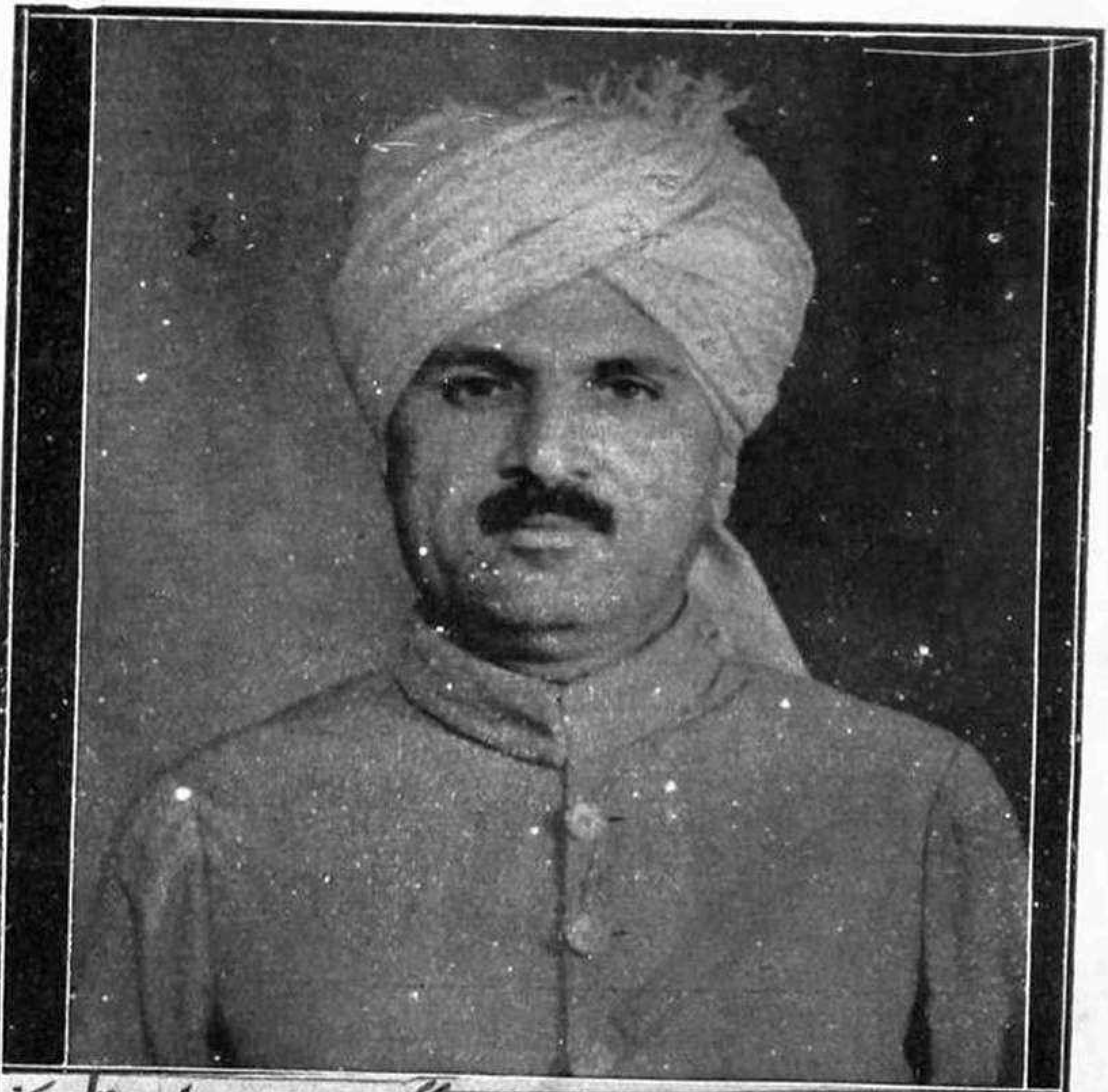

سنہ ۱۳۲۳ف / محمد سرور خان گتہ دار / تاریخ نظام آباد

www.taemeernews.com

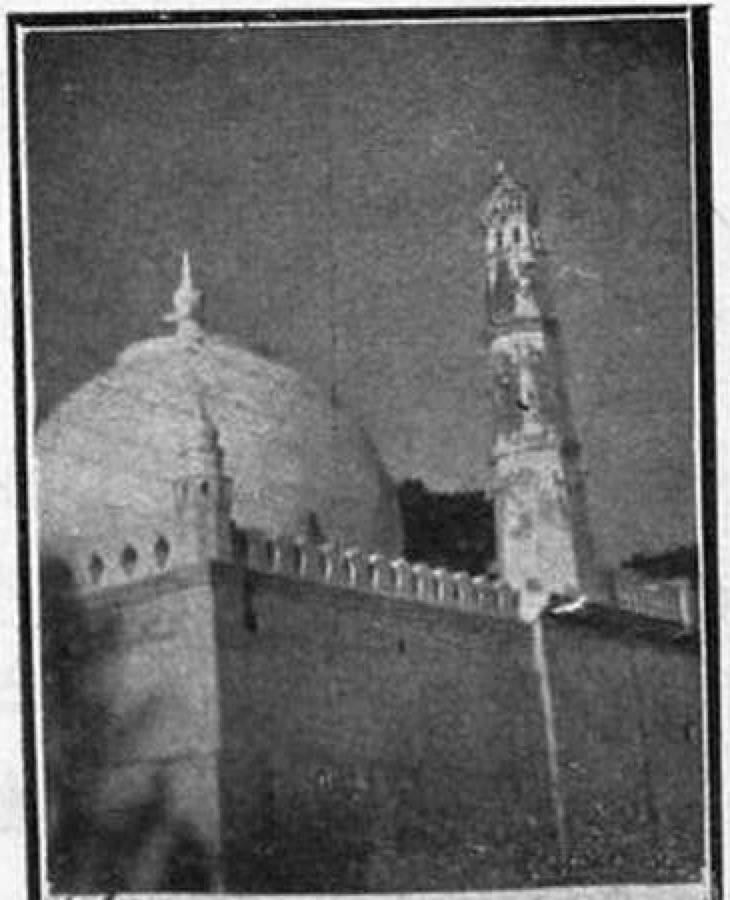

جامع مسجد نظام آباد

تاریخ نظام آباد

متعلق صفحہ ۱۸۹

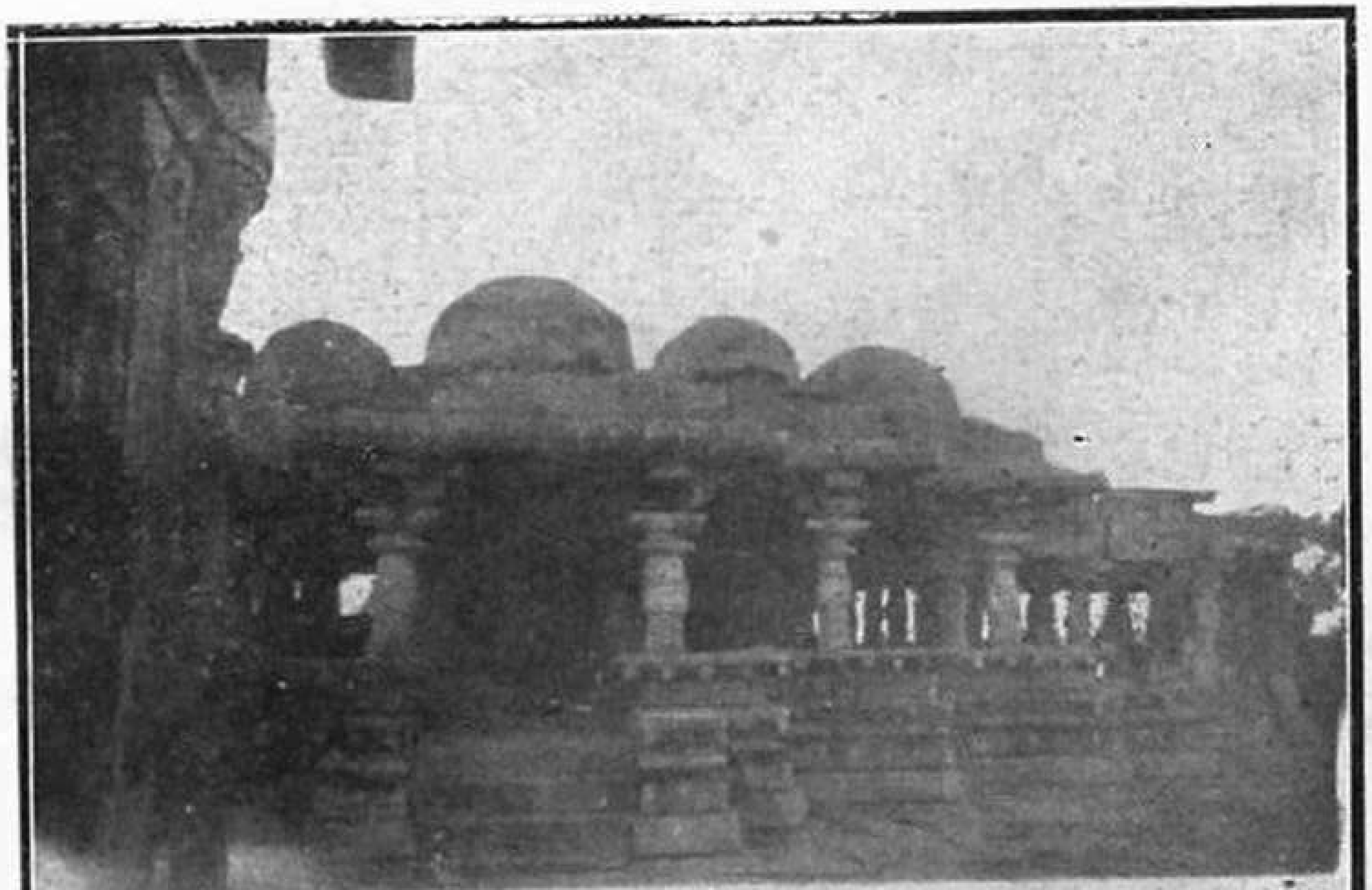

جامع مسجد قدیم بودھن

تاریخ نظام آباد

متعلق صفحہ ۱۲-۱۹۴

www.taemeernews.com

جس کتاب پر مصنف کی دستخط نہ ہو

وہ مسروقہ سمجھی جائے گی

مصنف

www.taemeernews.com

فہرست کتب مولفہ غلام احمد صاحب وکیل

	اصلی قیمت	رعایتی قیمت
۱) مفتاح العطیات جلد دوم یعنی ڈائیجسٹ عطیات	(٦) چہہ روپیہ	چار روپیہ
۲) کلید اوطان یعنی ڈائیجسٹ اوطان	(۷) سات روپیہ	ندارد
۳) تلنگم کنبی	(۸) آٹھ آنہ	ندارد

۴) سہولت نصاب [امتحان عہدہ داران دیہی گیا راہ کتب مکمل ستہ مع فرہنگ]

اردو — مرہٹی یا تلنگی

تین روپیہ تین آنہ - چار روپیہ آٹھ آنہ

۵) ہم ـ تم عرف پریم — چار آنہ

ملنے کا پتہ

منتظم دارالاشاعت

(کاشانہ)

نظام آباد

www.taemeernews.com